القول الجمیل

مع شرح

شفاء العلیل

ریٹیز پبلشنگ کمپنی ۱۶ ایم اے جناح روڈ کراچی

وھو الغفور الرحیم

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

القول الجمیل

مع شرح

شفاء العلیل

مصنّفہ

عالم ربّانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم۔ اے جناح روڈ کراچی ۱

فہرست فوائد فصول شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل مشتمل بر یازدہ فصل است

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

امابعد عاجز بندہ گناہوں سے شرمندہ خرم علی عفا اللہ عنہ خدمات اہل دین میں عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص احباب نے فرمائش کی کہ کتاب مستطاب قول الجمیل فی بیان سواء السبیل تصنیف عالم ربانی مرتاض حقانی عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اُردو میں کرے تا زمانہ اخیر میں کہ روز بروز جہل کی ترقی ہے اہل دین حقیقت حال سے مطلع ہوں اور اُصول طریقت اور شرائط اور احکام بیعت سے آگاہ ہو کر افراط و تفریط سے بچیں نہ مطلقاً بیعت کا انکار کریں نہ ہر نااہل سے بیعت کر لیں ہر چند مترجم بسبب کور باطنی اس کتاب عالی قدر کے ترجمہ کرنے کی کہ ذاکرین حق اور اولیائے طریقت کے اشغال میں ہے لیاقت نہیں رکھتا لیکن بفحوائے اُس حدیث صحیح کے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخاری اور مسلم میں ثابت ہے کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں پھر جب ذاکرین کو پاتے ہیں تو اُن کو اپنے پروں سے اوّل آسمان[1] تک چھا لیتے ہیں پھر جب حق تعالیٰ فرشتوں کو شاہد کر کے

[1] یہ مختصر ہے حدیث دراز کا اس کے آگے یوں ہے کہ جب فرشتے جناب باری تعالیٰ میں جاتے ہیں تو پوچھتا ہے اُن سے پروردگار عالم حالانکہ وہ بہت جانتا ہے اُن سے کیا کہتے ہیں بندے میرے ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ ساتھ پاکی اور بڑائی کے یاد کرتے ہیں تجھ کو اور تعریف کرتے ہیں تیری یعنی سبحان اللہ اللہ اکبر الحمد للہ کہتے ہیں اور تمجید کرتے ہیں تیری یعنی لاحول پڑھتے ہیں۔ پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا دیکھا ہے اُنھوں نے مجھ کو عرض کرتے ہیں فرشتے کہ قسم ہے خدا کی نہیں دیکھا ہے اُنھوں نے تجھ کو پس فرماتا ہے (باقی صـ پر)

فرماتا ہے کہ میں نے اُن کو بخشا تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ اُن میں تو فلانا بندہ گنہگار بھی ہے جو اُن کی راہ پر نہیں کسی کام کو آیا تھا سو وہاں بیٹھ گیا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اُس کو بھی بخشا ہے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس کا بیٹھ جانے والا شقی یعنی بے نصیب نہیں رہتا۔ ترجمہ اس کتاب کا وسیلہ نجات کا سمجھا اور کیوں نہ ہو کہ حدیث مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ دستاویز قوی ہے انشاء اللہ تعالیٰ انظم

سیہ دل تبہ کار گو میں ہوں لیکن — فدائی ہوں اللہ کے عاشقوں کا
یہ اُمید رکھتا ہوں لطفِ ازل سے — کہ اس دل میں پرتو پڑے صادقوں کا

اور کیا عجب ہے رحمت بے علت سبب انگیز سے کہ کوئی بندۂ خدا اہل دل اس ترجمے کو دیکھ کر خوش ہو جاوے اور مترجم کے افلاس باطنی پر رحم کرے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اللہ تعالیٰ کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ مجھ کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ تجھ کو تو ہو دیں وہ بہت کرنے والے عبادت تیری اور بہت بیان کریں بزرگی تیری اور بہت کریں تسبیح تیری پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا مانگتے ہیں مجھ سے کہتے ہیں فرشتے کہ مانگتے ہیں تجھ سے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھی ہے انھوں نے بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب ہمارے نہیں دیکھی انھوں نے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اس کو تو بہت ہوں اس پر حرص کرنے والے اور بہت طلب کریں اس کو اور بہت کریں اس کی محبت پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں عرض کرتے ہیں فرشتے کہ پناہ مانگتے ہیں وہ دوزخ سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھا ہے انھوں نے دوزخ کو کہتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب نہیں دیکھا انھوں نے اس کو۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ اس کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اس کو تو بہت ہوں اس سے بھاگنے والے اور بہت اس سے ڈرنے والے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس گواہ کرتا ہوں میں تم کو تحقیق میں نے بخش دیے گناہ اُن کے پس عرض کرتا ہے ایک اُن فرشتوں میں سے کہ فلانا شخص ان میں تھا کہ نہیں تھا ذکر کرنے والوں میں سے سوائے اس کے نہیں کہ آیا تھا کسی کام کے لیے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ هم الجلساء لا یشقی جلیسهم یعنی ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں بدبخت ہوتا ہمنشین ان کا انتہیٰ یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب ذکر اللہ عز وجل میں بخاری سے نقل کی ہے۔ ۱۲

اور توجہ فرماوے یا بعد مترجم کے دعائے مغفرت کرے۔ مصرع: وَلِلْاَرْضِ[1] مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ بالجملہ کتاب مذکور گیارہ فصل پر مشتمل ہے فصل پہلی[1] اور دوسری[2] اقسام بیعت اور اس کے احکام اور شرائط میں۔ فصل تیسری[3] سالکین کی تربیت کی ترتیب میں فصل چوتھی[4] مشائخ قادریہ کے اشغال میں فصل پانچویں[5] مشائخ چشتیہ کے اشغال میں فصل چھٹی[6] مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں فصل ساتویں[7] آل کا اشغال یعنی تحصیل نسبت میں فصل آٹھویں[8] عزائم اور اعمال میں فصل نویں[9] عالم ربانی کی شرائط اور چند نصائح میں فصل دسویں[10] وعظ گوئی اور وعظ کی شرائط اور آداب وغیرہ میں فصل گیارھویں[11] سلاسل طریقت کے اسناد میں اب معلوم کرنا چاہیئے کہ ترجمہ اس کتاب میں بامحاورہ مقدم رکھا گو اصل کے تراجم الفاظ میں تقدیم اور تاخیر واقع ہو اس واسطے کہ ترجمہ کرنے سے سہولت فہم مقصود ہے سو ترجمہ تحت اللفظ میں حاصل نہیں اور جو حواشی مصنف قدس سرہٗ اور ان کے خلف الرشید علامہ عصر مسند دہر مولانا شاہ عبدالعزیز کے اس کتاب پر صحیح پائے مزید توضیح اور تکثیر فوائد کے واسطے اُن کا ترجمہ بھی ذیل کے فوائد میں مندرج کر دیا۔ جہاں کہیں مولانا کا لفظ آوے تو مولانا شاہ عبدالعزیز مراد ہوں گے اور اس کا شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل نام

---

[1] یعنی زمین کے لیے بزرگوں کے پیالے سے حصہ ہے کہ شربت وغیرہ پینے کے وقت کچھ پیالے میں سے زمین پر ڈال دیتے ہیں نظر کے دفع کے لیے بہ حسب عرف کے کہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کیا عجب ہے مجھ کو بھی ان کی برکات میں سے کچھ مل جاوے ۱۲۔

رکھا حق تعالیٰ اس ترجمے کو اپنے مزید کرم سے قبول فرماوے اور مترجم اور صاحب فرمائش اور مصحح اور ناشر اور سارے اہل دین کو اس کتاب کے برکات سے فائدہ مند کرے۔ آمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ قُلُوْبَ بَنِیْ اٰدَمَ مُسْتَعِدَّةً لِفَیَضَانِ الْاَنْوَارِ مُتَهَیِّئَةً لِاِیْدَاعِ الْمَعَارِفِ وَالْاَسْرَارِ سب تعریف اللہ کو جس نے بنی آدم کے دلوں کو واسطے فیضان انوار کے مستعد بنایا اور تفویض معارف اور اسرار کے واسطے لائق ٹھہرایا۔ وبعث الانبیاء الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ دَاعِیْنَ وَهَادِیْنَ اِلٰی طُرُقِ اِکْتِسَابِهَا بِالطَّاعَاتِ وَالْاَذْکَارِ۔ اور بھیجا انبیائے برگزیدہ اخیار کو داعی اور ہادی بنا کر معارف اور اسرار الٰہی کی تحصیل کی راہیں بتادیں عبادات اور اذکار سے ثُمَّ جَعَلَ لَهُمْ وَرَثَةً یَقُوْمُوْنَ بِعِلْمِهِمْ وَرُشْدِهِمْ مِنَ الْعُلَمَآءِ الرَّاسِخِیْنَ الْاَبْرَارِ پھر حق تعالیٰ نے انبیاء کے وارث ٹھہرائے یعنی علمائے مضبوط نیک کار جو اُن کے علم اور ارشاد کو بعد زمانہ انبیاء کے قرناً بعد قرن قائم رکھیں وَلَا تَزَالُ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ قَائِمِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ اور ہمیشہ تا قیامت ان میں سے چند لوگ حق پہ قائم رہیں گے اُن کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے جو شریر اُن کے معاند اور منکر ہوں گے۔ اَلنَّاسِ وَجَعَلَهُمْ سُرُجًا

یَھْدِیْ بِھَا فِیْ ظُلُمٰتِ الطَّبِیْعَۃِ اِلٰی قُرْبِ الْجَبَّارِ اور حق تعالےٰ نے وارثین انبیاء کو چراغ ہدایت بنایا جن سے طبیعت اور بشریت کی تاریکیوں میں لوگ راہ پاتے ہیں۔ خدا کے قرب کی طرف فَمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ فَقَدْ رَشَدَ وَلَہُ النَّعِیْمُ الْمُقِیْمُ وَالْجَنَّاتُ وَالْاَنْھَارُ سو جس کا دل ہے اس نے کلام حق کو سنا دھیان کر کے سو وہ راہ پا گیا اور اس کے واسطے نعمت دائمی اور جنات اور انہار ہیں وَمَنْ اَعْرَضَ وَتَوَلّٰی فَقَدْ غَوٰی وَھَوٰی وَلَہُ الْجَحِیْمُ وَالْحَمِیْمُ وَمَا لَہٗ مِنْ اَنْصَارٍ اور جس نے اس ہدایت سے روگردانی اور سرکشی کی سو راہ کو بھولا اور نیچے گر پڑا اور اس کے لیے دوزخ اور پانی گرم ہے اور کوئی اس کا مددگار نہیں۔ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا۔ ہم ستائش کرتے ہیں اللہ کی اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اس نے بھٹکایا اس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ

کے جو اکیلا ہے اُس کا کوئی ساجھی نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے پیشوا اور سردار یعنی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے ور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا ساتھ حق کے بشیر[۱] اور نذیر کر کے حق تعالیٰ اُن پر اپنی عمدہ رحمت نازل کرے اور اُن کی آل اور اصحاب پر اور برکت دے اور سلام بھیجے سلام بھیجنا۔

أَمَّا بَعْدُ فَيَقُولُ الْعَبْدُ الضَّعِيفُ الْفَقِيرُ إِلَى رَحْمَةِ اللهِ الْكَرِيمِ وَلِيُّ اللهِ بْنُ الشَّيْخِ عَبْدُ الرَّحِيمِ تَغَمَّدَهُمَا اللهُ بِفَضْلِهِ الْجَسِيمِ وَجَعَلَ مَالَهُمَا إِلَى النَّعِيمِ الْمُقِيمِ هٰذِهٖ فُصُولٌ مُشْتَمِلَةٌ عَلٰى أُصُولِ الطَّرِيقَةِ وَمَا يَتَّصِلُ مِمَّا اسْتَفَدْنَاهُ مِنْ مَشَائِخِنَا النَّقْشَبَنْدِيَّةِ وَالْجِيلَانِيَّةِ وَالْچِشْتِيَّةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَسَمَّيْتُهَا بِالْقَوْلِ الْجَمِيلِ فِي بَيَانِ سَوَاءِ السَّبِيلِ حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے بندہ ضعیف محتاج اللہ کریم کی رحمت کا ولی اللہ بیٹا شیخ عبدالرحیم کا ان دونوں کو ڈھانپ لے اپنے فضل بڑے میں اور ان دونوں کا ٹھکانا نعمت ہمیشہ[۲] والی کی طرف ٹھہراوے۔ یہ چند فصلیں مشتمل ہیں قواعد طریقت پر یعنی کلیات درویشی پر اور اُس پر جو طریقت سے قریب اور مناسب ہے یعنی دعوات اور اعمال پر جس کو ہم نے اپنے نقشبندی اور قادری اور چشتی پیروں سے حاصل کیا ہے راضی ہو اللہ

---

[۱] بشیر خوشخبری دینے والا مومنوں کو ساتھ جنّت کے اور نذیر ڈرسنانے والا کافروں کو ساتھ دوزخ کے ۱۲۔ [۲] کہ وہ جنّت ہے اور نعمتیں اُس کی ۱۲۔

تعالیٰ اُن سے اور ان فصلوں کا قول الجمیل فی بیان سواء السبیل میں نے نام رکھا۔ اللہ مجھ کو کافی ہے اور بہتر کارساز ہے اور نہیں بچاؤ گناہ سے اور نہیں طاقت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بلند قدر ہے بڑائی والا۔

فصل پہلی

اس فصل میں مسنون ہونا بیعت کا مذکور ہے۔ اگرچہ زمانہ رسالت میں بیعت کتنے ہی امور کے واسطے تھی اور اب ایک مقصد میں منحصر ہے[1] اور یہ امر اصل غرض کو مضر نہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ حق تعالیٰ نے فرمایا مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کے مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب اُن کو اجر عظیم عنایت کرے گا۔ وَاسْتَفَاضَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یُبَایِعُوْنَہٗ تَارَۃً عَلَی الْہِجْرَۃِ وَالْجِہَادِ وَتَارَۃً عَلٰی اِقَامَۃِ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ

[1] اگر تامل کیجیے تو یہ بیعت بھی کتنے امور کے لیے اجمالاً ہوتی ہے اس لیے کہ پیر کے آگے توبہ گناہوں سے کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرع شریف کے بجالاؤں گا پس یہ بھی مشتمل ہوتی ہے کتنے امور پر یہاں پر جو بحسب رسم کے بیعت کرنے اور ارادہ اڑے رہنے کا گناہوں پر ہے تو وہ البتہ بے فائدہ ہے کہ ایک امر کے لیے بھی نہ ہوئی پس حضرت مصنف کی یہی مراد ہے کہ جو پہلے لکھی گئی ۱۲۔

وَتَارَۃً عَلَی الثَّبَاتِ وَالْقَرَارِ فِیْ مَعْرِکَۃِ الْکُفَّارِ وَتَارَۃً عَلَی التَّمَسُّکِ بِالسُّنَّۃِ وَالْاِجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَۃِ وَالْحِرْصِ عَلَی الطَّاعَاتِ کَمَا صَحَّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَایَعَ نِسْوَۃً مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰی اَنْ لَّا یَنُحْنَ اور احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگ بیعت کرتے تھے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم وصلوٰۃ حج زکوٰۃ پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکہ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھی سنّت نبی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ اَنَّہٗ بَایَعَ نَاسًا مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ عَلٰی اَنْ لَّا یَسْئَلُوا النَّاسَ شَیْئًا فَکَانَ اَحَدُھُمْ یَسْقُطُ سَوْطُہٗ فَیَنْزِلُ عَنْ فَرَسِہٖ فَیَاْخُذُہٗ وَلَا یَسْئَلُ اَحَدًا اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت کی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ سوان میں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اُس کا کوڑا اگر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اُٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اُٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا۔ وَمِمَّا لَا شَکَّ فِیْہِ وَلَا شُبْھَۃَ اَنَّہٗ اِذَا ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِعْلٌ عَلٰی سَبِیْلِ الْعِبَادَۃِ وَالْاِھْتِمَامِ بِشَانِہٖ فَاِنَّہٗ لَا یَنْزِلُ عَنْ کَوْنِہٖ سُنَّۃً فِی الدِّیْنِ ——

اور جس میں کچھ شک اور شبہ نہیں وہ یہ ہے کہ بعب ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ برسبیل عادت تو وہ فعل سنّت دینی سے کمتر تو نہیں ف اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہ نہیں۔ بَقِيَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ وَعَالِمًا بِمَا اَنْزَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِکْمَۃِ وَمُعَلِّمًا لِلْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَمُزَکِّیًا لِلْاُمَّۃِ فَمَا فَعَلَہٗ عَلٰی جِھَۃِ الْخِلَافَۃِ کَانَ سُنَّۃً لِلْخُلَفَاءِ وَمَا فَعَلَہٗ عَلٰی جِھَۃِ کَوْنِہٖ مُعَلِّمًا لِلْکِتَابِ وَالْحِکْمَۃِ وَمُزَکِّیًا لِلْاُمَّۃِ کَانَ سُنَّۃً لِلْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْنَ باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالےٰ نے اُن پر قرآن اور حکمت کو اُتارا اور معلّم تھے قرآن اور حدیث کے اور اُمت کے پاک کرنے والے تھے سو جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا پر خلافت کے کیا وہ خلفا کے واسطے سنّت ہو گیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب اور حکمت اور تزکیہ اُمت کے کیا وہ علمائے راسخین کے واسطے سنّت ہوا ف علمائے راسخین سے وہ مراد ہیں جو علم ظاہر اور باطن کے جامع ہیں۔ فَلْنَبْحَثْ عَنِ الْبَیْعَۃِ مِنْ اَیِّ قِسْمٍ ھِیَ فَظَنَّ قَوْمٌ اَنَّھَا مَقْصُوْدَۃٌ عَلٰی قَبُوْلِ الْخِلَافَۃِ وَاَنَّ الَّذِیْ تَعْتَادُہُ الصُّوْفِیَّۃُ مِنْ مُبَایَعَۃِ الْمُتَصَوِّفِیْنَ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَھٰذَا ظَنٌّ فَاسِدٌ لِمَا ذَکَرْنَا مِنْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ

يُبَايِعُ تَارَةً عَلَى إِقَامَةِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَتَارَةً عَلَى التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ وَهٰذَا صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ شَاهِدٌ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَطَ عَلَى جَرِيرٍ عِنْدَ مُبَايَعَتِهِ فَقَالَ وَالنُّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَأَنَّهُ بَايَعَ قَوْمًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَاشْتَرَطَ أَنْ لَا يَخَافُونَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَيَقُولُوا بِالْحَقِّ حَيْثُ كَانُوا فَكَانَ أَحَدُهُمْ يُجَاهِرُ الْأُمَرَاءَ وَالْمُلُوكَ بِالرَّدِّ وَالْإِنْكَارِ وَأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَ نِسْوَةً مِنَ الْأَنْصَارِ وَاشْتَرَطَ الْاِجْتِنَابَ عَنِ النَّوْحَةِ إِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ وَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ التَّزْكِيَةِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

تو ہم کو چاہیے کہ بیعت کی گفتگو کریں کہ وہ کون قسم میں سے ہے سو بعضے لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر ہے قبول خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیوں کی عادت ہے باہم اہل تصوّف سے بیعت لینے کی۔ وہ شرعاً کچھ نہیں اور یہ گمان فاسد ہے بدلیل اس کے جو ہم مذکور کر چکے کہ مقرر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم گاہے بیعت لیتے تھے اقامت ارکان اسلام پر اور گاہے تمسک بالسنۃ پر اور صحیح بخاری گواہی دے رہی ہے اس پر کہ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شرط اُن کی بیعت کے وقت سو فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نہ ڈریں امر خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے اور حق ہی بات بولیں جہاں ہیں سو اُن میں سے بعضے لوگ اُمرا اور سلاطین پر کھل کر بلا خوف رد انکار

کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت کی اور شرط کر لی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کریں - ان کے سوائے بہت امور میں بیعت ثابت ہے اور وہ امور از قسم تزکیہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہیں ف تو صاف ثابت ہو گیا کہ بیعت صرف قبول خلافت پر منحصر نہیں - فَالْحَقُّ اَنَّ الْبَیْعَۃَ عَلٰی اَقْسَامٍ مِنْهَا بَیْعَۃُ الْخِلَافَۃِ وَ مِنْهَا بَیْعَۃُ التَّمَسُّكِ بِحَبْلِ التَّقْوٰی وَ مِنْهَا بَیْعَۃُ الْهِجْرَۃِ وَالْجِهَادِ وَ مِنْهَا بَیْعَۃُ التَّوَثُّقِ فِی الْجِهَادِ . تو حق یہ ہے کہ بیعت چند قسم پر ہے - بعض بیعت خلافت کی بعض بیعت اسلام لانے کی اور بعض بیعت تقویٰ کی رسّی پکڑنے کی اور بعض بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بعض بیعت جہاد میں مضبوط رہنے کی . وَ کَانَتْ بَیْعَۃُ الْاِسْلَامِ مَتْرُوْکَۃً فِیْ زَمَنِ الْخُلَفَاءِ اَمَّا فِیْ زَمَنِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْهُمْ فَلِاَنَّ دُخُوْلَ النَّاسِ فِی الْاِسْلَامِ فِیْ اَیَّامِهِمْ کَانَ غَالِبًا بِالْقَهْرِ وَ السَّیْفِ لَا بِالتَّالِیْفِ وَاِظْهَارِ الْبُرْهَانِ وَلَا طَوْعًا وَّ رَغْبَۃً وَ اَمَّا فِیْ غَیْرِهِمْ فَلِاَنَّهُمْ کَانُوْا فِی الْاَکْثَرِ ظَلَمَۃً فَسَقَۃً لَا یَهْتَمُّوْنَ بِاَقَامَۃِ السُّنَنِ - اور مسلمان ہونے کی بیعت خلفاء کے زمانے میں متروک تھی - خلفائے راشدین کے وقت میں بیعت اسلام تو اس واسطے متروک تھی کہ داخل ہونا لوگوں کا اسلام میں ان کے ایام میں اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام پر اور نہ دخول اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدین کے سوا اور خلفاء کے وقت میں چنانچہ خلفائے مروانیہ اور عباسیہ کے وقت میں

اس واسطے بیعت اسلام متروک تھی کہ اُن میں اکثر ظالم اور فاسق تھے اقامت سنن دین میں کوشش بلیغ نہ کرتے تھے۔ وَكَذٰلِكَ بَيْعَةُ التَّمَسُّكِ بِحَبْلِ التَّقْوٰى كَانَتْ مَتْرُوْكَةً اَمَّا فِىْ زَمَانِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ فَلِكَثْرَةِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ اسْتَنَارُوْا بِصُحْبَةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَادَّبُوْا فِىْ حَضْرَتِهٖ فَكَانُوْا لَا يَحْتَاجُوْنَ اِلٰى بَيْعَةِ الْخُلَفَآءِ وَاَمَّا فِىْ زَمَنِ غَيْرِهِمْ فَخَوْفًا مِنْ اِفْتِرَاقِ الْكَلِمَةِ وَاَنْ يُّظَنَّ بِهِمْ مُبَايَعَةُ الْخِلَافَةِ فَتَهِيْجَ الْفِتَنُ وَكَانَتِ الصُّوْفِيَّةُ يَوْمَئِذٍ يُقِيْمُوْنَ الْخِرْقَةَ مَقَامَ الْبَيْعَةِ ثُمَّ لَمَّا انْدَرَسَ هٰذَا الرَّسْمُ فِى الْخُلَفَآءِ انْتَهَزَ الصُّوْفِيَّةُ الْفُرْصَةَ وَتَمَسَّكُوْا بِسُنَّةِ الْبَيْعَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور اسی طرح تقوٰی کی رسّی تھامنے کی بیعت زمانہ خلفاء میں متروک ہوگئی تھی۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں توبسبب کثرت اصحاب کے متروک تھی جو نورانی ہوچکی تھی بسبب صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور متادب ہوگئی تھی آپ کے حضور میں تو اُن کو کچھ حاجت نہ تھی خلفا کے بیعت کی تصفیہ باطن کے واسطے اور خلفاء کے سوا اور زمانے میں بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف سے کہ بیعت کرنے والوں کے ساتھ بیعت خلافت کا گمان کیا جاوے تو فساد اُٹھے بیعت مذکورہ متروک تھی اور اُس وقت میں اہلِ تصوّف خرقہ دینی کو قائم مقام بیعت کے کرتے تھے پھر بعد مدّت یہ رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین میں معدوم ہوگئی تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جان سنّت بیعت اختیار کی واللہ اعلم ف مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ نے فرمایا تو حضرات صوفیہ بعد اندراس رسم بیعت کے جاری کرنے سے مصداق اس حدیث مرفوع کے ہوئے کہ سنّت مُردہ کو جلادے

تو اُس کو اُس کا اجر ملے گا اور اُن لوگوں کا بھی اس کو اجر ملے گا جو اس سنّت پر چلیں۔

فصل دوسری ۲

اس فصل میں سنیت بیعت اور اُس کی غایت اور منفعت اور اس کی شرائط وغیرہ کا بیان ہے۔ وَلَعَلَّكَ تَقُولُ اَخْبِرْنِي عَنِ الْبَيْعَةِ مَا هِيَ وَاجِبَةٌ اَمْ سُنَّةٌ ثُمَّ مَا الْحِكْمَةُ فِي شَرْعِهَا ثُمَّ مَا شَرْطُ مَنْ يَاْخُذُ الْبَيْعَةَ ثُمَّ مَا شَرْطُ الْمُبَايِعِ ثُمَّ مَا وَفَاءُ الْمُبَايِعِ وَمَا نَكْثُهُ ثُمَّ هَلْ يَجُوزُ تَكْرَارُ الْبَيْعَةِ مِنْ عَالِمٍ وَاحِدٍ اَوْ عُلَمَاءَ كَثِيْرِيْنَ ثُمَّ مَا اللَّفْظُ الْمَاثُوْرُ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اور شاید کہ اے مخاطب تو کہے گا کہ مجھ کو بیعت کا حکم بتایئے کہ کیا ہے واجب ہے یا سنّت پھر بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت کیا ہے پھر بیعت لینے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے میں ایفائے بیعت کس کو کہتے ہیں اور عہد شکنی کیا ہے پھر کیا جائز ہے مکرر کرنا بیعت کا ایک عالم یا علمائے کثیر سے یا جائز نہیں پھر کون الفاظ منقول ہیں سلف سے بیعت کے وقت فَاَقُوْلُ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الْاُوْلٰى فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَيْعَةَ سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ لِاَنَّ النَّاسَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَرَّبُوْا بِهَا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ عَلٰى تَاْثِيْمِ تَارِكِهَا وَلَمْ يُنْكِرْ اَحَدٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ عَلٰى تَارِكِهَا كَانَ كَالْاِجْمَاعِ عَلٰى اَنَّهَا لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ سو میں کہتا ہوں ساتوں سوالات

مضمون سوالات بیعت

جواب سوال اول

کے جواب مفصلاً پہلے سوال کے جواب کو تو یوں سمجھ لے کہ بیعت سنّت ہے
واجب نہیں اس واسطے کہ اصحاب رضؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت
کی اور اُس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے
تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور آئمہ دین نے تارک بیعت
پر انکار نہ کیا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہوگیا اس پر کہ وہ واجب نہیں
ف اور اگر بیعت تقویٰ سے کی واجب ہوتی تو بالضرور اس کے تارک پر انکار
وارد ہوتے تو معلوم ہوگیا کہ بیعت سنّت ہے اس واسطے کہ حقیقت
سنّت یہی ہے کہ فعل مسنون بلا دلیل وجوب تقرب الی اللہ کا موجب

فی حکمت بیعت

ہو وَ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّانِیَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَجْرٰی
سُنَّتَهٗ اَنْ یَّضْبِطَ الْاُمُوْرَ الْخَفِیَّةَ الْمُضْمَرَةَ فِی النُّفُوْسِ
بِاَفْعَالٍ وَّ اَقْوَالٍ ظَاهِرَةٍ وَّیَنْصِبَهَا مَقَامَهَا كَمَا[۲] اَنَّ
التَّصْدِیْقَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ خَفِیٌّ فَاُقِیْمَ الْاِقْرَارُ
مَقَامَهٗ وَكَمَا اَنَّ رِضَی الْمُتَعَاقِدَیْنِ بِبَذْلِ الثَّمَنِ وَالْمَبِیْعِ
اَمْرٌ خَفِیٌّ مُضْمَرَةٌ فَاُقِیْمَ الْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ مَقَامَهٗ

جواب سوال دوم

اور سوال ثانی کا جواب یوں معلوم کر کہ سنّت اللہ یوں جاری ہے کہ
اُمور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں اُن کا ضبط افعال اور اقوال
ظاہری سے ہو اور اقوال قائم مقام ہوں اُمور قلبیہ کے چنانچہ
تصدیق اللہ اور اُس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو اقرار ایمان[۱] کا

۱؎ اور اسی اقرار پر احکام ایمان کے دائر ہوگئے چنانچہ جان اور مال اور وجوب نصرت مومن ۱۲

بجائے تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا گیا اور چنانچہ رضامندی بائع اور مشتری کی قیمت اور مبیع کے دینے میں امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب[1] اور قبول کو قائم مقام رضائے مخفی کے کر دیا فکذٰلِكَ التَّوْبَةُ وَالْعَزِيْمَةُ عَلٰی تَرْكِ الْمَعَاصِيْ وَالتَّمَسُّكُ بِحَبْلِ التَّقْوٰى خَفِيٌّ مُضْمَرٌ فَاُقِيْمَتِ الْبَيْعَةُ مَقَامَهَا سو اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقوٰی کی رسّی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت[2] کو اس کے قائم مقام کر دیا وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّالِثَةُ فَشَرْطُ مَنْ يَّاْخُذُ الْبَيْعَةَ اُمُوْرٌ اَحَدُهَا عِلْمُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَا اُرِيْدُ الْمَرْتَبَةَ الْقُصْوٰى بَلْ يَكْفِيْ مِنْ عِلْمِ الْكِتَابِ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ ضَبَطَ تَفْسِيْرَ الْمَدَارِكِ اَوِ الْجَلَالَيْنِ اَوْ غَيْرَهُمَا وَحَقَّقَهُ عَلٰى عَالِمٍ وَعَرَفَ مَعَانِيَهُ وَتَفْسِيْرَ الْغَرِيْبِ وَاَسْبَابَ النُّزُوْلِ وَالْاِعْرَابِ وَالْقَصَصِ وَمَا يَتَّصِلُ بِذٰلِكَ اور مسئلہ ثالث کا جواب یہ ہے کہ بیعت لینے والے میں یعنی پیر اور مرشد میں چند امور شرط ہیں شرط اوّل علم قرآن اور حدیث کا اور میری یہ مراد نہیں کہ پلے سرے کا مرتبہ علم کا مشروط ہے بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا سوا ان کے مانند تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کے محفوظ کر چکا ہو اور کسی عالم سے اُس کو تحقیق کر لیا ہو اور اُس کے معنی اور ترجمہ لغات مشکلہ کو اور شانِ نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اُس کے

جواب سوال سوم

شروط مرشد شرط اوّل

---

[1] اور اسی ایجاب اور قبول پر احکام بیع کے دائر ہوئے یعنی قیمت اور بیع میں تصرف کرنا اور ہبہ اور وراثت وغیرہ ذالک ۱۲

[2] اور اسی پر احکام دائر ہوئے یعنی وجوب ایفا کے عہد شکنی وغیرہ ذالک

قریب ہے اُس کو جان چکا ہو ف یعنی دو مختلف چیزوں میں تطبیق دینا اور معرفت ناسخ اور منسوخ اور احکام مستنبطہ قرآنی کی وَ مِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ ضَبَطَ وَ حَقَّقَ مِثْلَ کِتَابِ الْمَصَابِیْحِ وَ عَرَفَ مَعَانِیَہٗ وَشَرَحَ غَرِیْبِہٖ وَ اِعْرَابِ مُشْکِلِہٖ وَتَاوِیْلُ مُعْضَلِہٖ عَلٰی رَاْیِ الْفُقَھَاءِ اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اس کے معانی دریافت کر چکا ہو اور اس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل اور تاویل معضل کے برابر رائے فقہائے دین کی معلوم کر چکا ہو۔ ف مُشْکِلُ اور مُعْضَلُ میں فرق یہ ہے مشکل اس دشوار لفظ کو کہتے ہیں جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی کے صعب ہو اور معضل وہ ہے جس کے معنے مشتبہ ہوں اور ایک معنے کی تعیین نہ ہو سکے یا دوسری حدیث اس کے معارض اور مخالف ہو فرمایا ابن مصنّف یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے اسی طرح میں نے مصنّف قدس سرہٗ سے سنا مترجم کہتا ہے مصنّف نے لفظ محتمل المعنے اور احادیث متعارفہ میں اتباع مذاہب فقہا کے اس واسطے تصریح کی کہ چاروں اماموں کی مخالفت میں ضلالت صریح ہے یعنی اُس نے ترک اجماع کیا وَلَا یُکَلَّفُ بِحِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَ لَا اَلْفَحْصِ عَنْ حَالِ الْاَسَانِیْدِ اَلَا تَرٰی اَنَّ التَّابِعِیْنَ وَاَتْبَاعَھُمْ کَانُوْا یَاْخُذُوْنَ بِالْمُنْقَطِعِ وَ الْمُرْسَلِ اِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ حُصُوْلُ الظَّنِّ بِبُلُوْغِ الْخَبَرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور بیعت لینے والا مکلف نہیں علم قرآن میں اختلافات قرأت کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں حال اسانید کے تجسس کا کیا تو نہیں جانتا کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث منقطع اور مرسل کو لیتے تھے۔ مقصود تو حصول ظن ہے ساتھ پہنچ جانے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سو اتنی بات تو کتب معتمدہ حدیث میں تفحص رواۃ پر منحصر نہیں اگرچہ تحقیق فن حدیث میں بدوں علم رجال کے حاصل نہیں **ف** منقطع وہ حدیث ہے جس کا راوی اول سند میں مذکور نہ ہو اور مرسل وہ ہے جو آخر سند میں راوی مذکور نہ ہو۔ چنانچہ تابعی حدیث کو بدوں ذکر صحابی کے مذکور کرے چنانچہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ مشہود لہ بالخیر تھا اور وسائط سند قلیل ہوتے تھے تو انقطاع سے بھی حصول ظن بلوغ غیر متصوّر تھا بخلاف غیر تابعین اور تبع تابعین کے کہ اُن کو یہ دولت قریبہ خداداد کہاں حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیری مُریدی کے واسطے اتنا علم بھی قرآن اور حدیث کا کافی ہے لیکن عمل بالحدیث اور استنباط احکام کے واسطے کو بہت سا کچھ درکار ہے وَلَا بِعِلْمِ الْاُصُوْلِ وَالْکَلَامِ وَجُزْئِیَّاتِ الْفِقْهِ وَالْفَتَاوٰی اور بیعت لینے والا علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور جزئیات فقہ اور احکام حوادث کے یاد رکھنے کا مکلف نہیں **ف** مولانا عبدالعزیز قدس سرہ نے حاشیے میں فرمایا کہ جزئیات فقہ سے مقابل کلیات مراد نہیں بلکہ صور مفروضہ مراد ہیں جن کی طرف کمتر حاجت ہوتی ہے

مترجم کہتا ہے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جزئیات فقہ جو کثیر الوجود اور کثیر الحاجت ہیں اُن کا حفظ مشروط ہے وَ اِنَّمَا شَرَطْنَا الْعِلْمَ لِاَنَّ الْغَرَضَ مِنَ الْبَیْعَۃِ اَمْرُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیُهٗ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاِرْشَادُہٗ اِلٰی تَحْصِیْلِ السَّکِیْنَۃِ الْبَاطِنَۃِ وَاِزَالَۃِ الرَّذَائِلِ وَاکْتِسَابِ الْحَمَائِدِ ثُمَّ اِمْتِثَالُ الْمُسْتَرْشِدِ بِهٖ فِیْ کُلِّ ذٰلِکَ فَمَنْ لَّمْ یَکُنْ عَالِمًا کَیْفَ یُتَصَوَّرُ مِنْهُ هٰذَا اور عالم ہونا مرشد کا تو ہم نے فقط اتنے واسطے شرط کیا ہے کہ غرض بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشروعات کا اور روکنا اُس کو خلاف شرع سے اور اس کی رہنمائی طرف تسکین باطنی کے اور دُور کرنا بدخوؤں کا اور حاصل کرنا صفات حمیدہ کا پھر مُرید کا عمل میں لانا اُس کو جمیع اُمور مذکورہ میں سو جو شخص عالم اور واقف ان اُمور سے نہ ہوگا اُس سے یہ کیوں کر متصور ہوگا ف مترجم کہتا ہے سبحان اللہ کیا معاملہ بالعکس ہو گیا ہے فقرائے جُہّال کو اس وقت میں یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مُریدی میں علم کا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ علم درویشی کو مضر ہے اس واسطے کہ شریعت کچھ اور ہے اور طریقت کچھ اور حالانکہ صوفیانِ قدیم کے کتب اور ملفوظات میں مثل قوت القلوب اور عوارف اور احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اور فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت عبدالقادر جیلانیؒ میں صاف مصرح ہے کہ علم شریعت شرط ہے طریقت اور تصوف کی[1] یہ بھی جہالت کی شامت ہے کہ جن مرشدوں کا نام صبح و شام مثل

[1] کتاب طریق محمدی میں لکھا ہے کہ سردار جماعت صوفیہ کرام اور امام ارباب طریقت کے حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے نہ یاد کیا قرآن اور نہ لکھی حدیث نہ پیروی کی جاوے اس کی اس امر تصوف میں اس لیے کہ علم ہمارا اور یہ مذہب ہمارا مقید ہے ساتھ کتاب و سنت کے اور یہ بھی اُن ہی کا قول ہے کل طریقۃ ردّتہ الشریعۃ فھو زندقۃ یعنی جس طریقت کو رد کرے شریعت پس وہ نپٹ کفر ہے اور فرمایا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف اسم ہے تین چیز دل کا۔ ایک[1] تو یہ کہ نہ بجھاوے نور معرفت اس کا نور ورع اس کے کو اور دوسرے[2] یہ کہ نہ کلام کلام ساتھ علم باطن کے اس طرح کا کہ نقض کرے اُس کو ظاہر کتاب اللہ اور تیسرے[3] یہ کہ نہ باعث ہو اس کو

باقی بر صفحہ ۲۴

قرآن اور درود کے ذکر کیا کرتے ہیں اُن کے کلام سے بھی غافل ہیں کردہ کیا فرما گئے
ہیں وَقَدِ اتَّفَقَ كَلِمَةُ الْمَشَائِخِ عَلَىٰ اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ عَلَى النَّاسِ اِلَّا مَنْ
كَتَبَ الْحَدِيْثَ وَقَرَءَ الْقُرْاٰنَ اور متفق ہے مشائخ کا قول اس پر کہ وعظ
نہ کرے لوگوں کو مگر وہ شخص جس نے کتابت حدیث کی ہو یعنی روایت کی ہو اُستاد سے
اور جس نے قرآن کو پڑھا ہو اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ صَحِبَ الْعُلَمَآءَ
الْاَتْقِيَآءَ دَهْرًا طَوِيْلًا وَّتَاَدَّبَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ مُتَفَحِّصًا عَنِ
الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فَعَسٰٓى اَنْ
يَّكْفِيَهٗ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ کچھ نہیں بنتی بار خدایا مگر یہ کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی
علما کی بہت مدت تک صحبت کی ہو اور اُن سے ادب سیکھا ہو اور حلال اور حرام کا متفحص
ہو اور کثیر الوقوف ہو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
یعنی قرآن اور حدیث سُن کر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب
اور سنّت کے موافق کر لیتا ہو تو اُمید ہے کہ اس قدر معلومات بھی اس کو کفایت
کرے درصورت عدم علم واللہ اعلم وَالشَّرْطُ الثَّانِيْ اَلْعَدَالَةُ وَالتَّقْوٰى فَيَجِبُ
اَنْ يَّكُوْنَ مُجْتَنِبًا عَلَى الْكَبَآئِرِ غَيْرَ مُصِرٍّ عَلَى الصَّغَآئِرِ اور بیعت لینے والے کی
دوسری شرط عدالت اور تقویٰ ہے تو واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا
ہو اور صغیرہ گناہوں پر اَڑ نہ جاتا ہو **ف** مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے
حاشیے میں فرمایا کہ تقویٰ مرشد کا اس واسطے مشروط ہوا کہ بیعت مشروع ہوئی ہے
واسطے صفائی باطن کے اور انسان مجبول ہے اپنے بنی نوع کی اقتدائے افعال پر

شرط دوم در مرشد

(بقیہ صفحہ ۲۳) کی امت اُوپر ہتک حرمت محارم اللہ تعالیٰ کے انتہیٰ اور بہت سے اقوال بزرگان دین مثل اُن ہی کے منقول ہیں چنانچہ جامع التفاسیر کے صہ ۱۱ پر بہ تفصیل لکھے گئے ہیں جو چاہے اس میں دیکھ لے ۱۲۔ ق

اور صفائی باطن میں فقط قول بدون عمل کے کفایت نہیں کرتا سو جو مرشد کہ اعمال خیر سے متصف نہ ہو فقط زبانی تقریروں پر کفایت کرتا ہو وہ شخص حکمت بیعت کا برہم زن ہے وَالشَّرْطُ الثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَةِ مُوَاظِبًا عَلَی الطَّاعَاتِ الْمُؤَکَّدَةِ وَالْاَذْکَارِ الْمَاْثُوْرَةِ الْمَذْکُوْرَةِ فِیْ صِحَاحِ الْاَحَادِیْثِ مُوَاظِبًا عَلٰی تَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَکَانَ یادداشت لَهٗ مَلَکَةٌ رَاسِخَةٌ اور تیسری شرط بیعت لینے کی یہ ہے کہ دُنیا کا تارک ہو اور آخرت کا راغب ہو محافظ ہو طاعات مؤکدہ اور اذکار منقولہ کا جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں مدام تعلق دل کا اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق کامل اس کو حاصل ہو مترجم کہتا ہے یادداشت کی حقیقت آگے مذکور ہوگی وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ یَّکُوْنَ اٰمِرًا بِالْمَعْرُوْفِ نَاهِیًا عَنِ الْمُنْکَرِ مُسْتَبِدًّا بِرَاْیِهٖ لَا اِمَّعَةً لَیْسَ لَهٗ رَاْیٌ وَلَا اَمْرٌ ذَا مُرُوَّةٍ وَعَقْلٍ تَامٍّ یُعْتَمَدُ عَلَیْهِ فِیْ کُلِّ مَا یَاْمُرُ بِهٖ وَیَنْهٰی عَنْهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ فَمَا ظَنُّكَ لِصَاحِبِ الْبَیْعَةِ - اور چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا امر کرتا ہو مشروع کا اور خلاف شرع سے روکتا ہو مستقل ہو اپنی رائے پر نہ کہ مرد ہرجائی ہردم خیالی جس کو نہ رائے ہو نہ امر مروت والا اور صاحب عقل کامل کا ہو تاکہ اس پر اعتماد کیا جاوے اس کے بتلائے اور روکے ہوئے فعل پر حق تعالٰے نے فرمایا کہ گواہی اُن کی مقبول ہے جن گواہوں کو تم پسند کرو سو کیا تیرا گمان ہے

شرط سوم

شرط چہارم

صاحب بیعت کے ساتھ یعنی جب شاہدوں میں عدالت شرط ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد میں بطریق اولیٰ عدالت اور تقویٰ شرط ہوگا۔ ف مولانا نے فرمایا یہ مراد نہیں کہ امر بالمعروف اور مستقل الرائے وغیرہ ہونا قبول شہادت کی شرط ہے تاکہ اعتراض وارد ہو کہ یہ اُمور شہادت میں شرط نہیں تو چاہیے کہ صاحب بیعت میں بھی شرط نہ ہو بلکہ حاصل استدلال آیت قرآنی کا یہ ہے کہ حق تعالٰے قبول شہادت کو اہل اسلام کی رضا اور اختیار پر مفوض کیا اور چونکہ رضا امر مخفی ہے لہذا اُس کی تعیین علامات ظاہرہ سے ہوئی مثل اجتناب عن الکبائر وغیرہ تو اخذ بیعت کی بھی تفویض اہل اسلام کے رضا پر ہو کر تعیین اس کی علامات ظاہرہ مذکورہ سے ہوگی تو اُمور مذکورہ کا مشروط ہونا مرشد میں بطریق اولیٰ ہوگا۔

وَالشَّرْطُ الْخَامِسُ اَنْ یَّکُوْنَ صَحِبَ الْمَشَائِخَ وَتَاَدَّبَ بِہِمْ دَھْرًا طَوِیْلًا وَّاَخَذَ مِنْہُمُ النُّوْرَ الْبَاطِنَ وَالسَّکِیْنَۃَ وَھٰذَا لِاَنَّ سُنَّۃَ اللّٰہِ جَرَتْ بِاَنَّ الرَّجُلَ لَا یُفْلِحُ اِلَّا اِذَا رَاٰی الْمُفْلِحِیْنَ کَمَا اَنَّ الرَّجُلَ لَا یَتَعَلَّمُ اِلَّا بِصُحْبَۃِ الْعُلَمَآءِ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسُ غَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الصِّنَاعَاتِ - اور پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا مرشدان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور اُس سے ادب سیکھا ہو۔ زمانہ دراز تک اور اُن سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو اور یہ یعنی صحبت کاملین اس واسطے مشروط ہوئی کہ عادت الٰہی یوں جاری ہوئی ہے کہ نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے جیسے انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا

مگر علماء کی صحبت سے اور اسی قیاس پر ہیں اور پیشے یعنی جیسے آہنگری بدون صحبت آہنگر یا نجاری بدون صحبت نجار کے نہیں آتی ف مولانا نے فرمایا کہ جریان سنت اللہ کا بھید یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا بدون ابنائے جنس کی مشارکت اور معاونت کے بخلاف اور حیوانات کے کہ اُن کے کمالات پیدائشی ہیں اور کسبی نہایت کمتر ہیں۔ چنانچہ تیرنا حیوانات میں پیدائشی کمال ہے اور انسان کو بدون سیکھے نہیں آتا۔ وَلَا يُشْتَرَطُ فِي ذٰلِكَ ظُهُوْرُ الْكَرَامَاتِ وَالْخَوَارِقِ وَلَا تَرْكُ الْاِكْتِسَابِ لِاَنَّ الْاَوَّلَ ثَمَرَةُ الْمُجَاهِدَاتِ لَا شَرْطُ الْكَمَالِ وَالثَّانِيْ مُخَالِفٌ لِلشَّرْعِ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا فَعَلَهُ الْمَغْلُوْبُوْنَ فِيْ اَحْوَالِهِمْ اِنَّمَا الْمَاْثُوْرُ الْقَنَاعَةُ بِالْقَلِيْلِ وَالْوَرَعُ مِنَ الشُّبُهَاتِ اور شرط نہیں اس میں یعنی بیعت لینے میں ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اور نہ ترک پیشہ وری کا اس واسطے کہ ظہور کرامات اور خوارق عادات ثمرہ ہے مجاہدات اور ریاضت کشی کا نہ شرط کمال کے اور ترک اکتساب مخالف شرع ہے اور دھوکہ نہ کھاؤ اُس سے جو درویش مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے کسب حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اُن کے فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک کسب پر منقول تو یہی ہے کہ تھوڑے پر قناعت کرنا اور شبہات سے پرہیز کرنا یعنی مال مشتبہہ اور پیشہ مکروہ اور مشتبہ سے بچنا ضرور ہے ف مولانا نے فرمایا اور یہی شرط ارشاد نہیں کہ کمال ترہب اختیار کرے

یعنی عبادات شاقہ کا اپنے اُوپر لازم کرنا چنانچہ صوم دہر اور تمام رات جاگنا اور گوشہ گیری نساد سے کرنا اور طعام لذیذ کا کھانا اور جنگل یا پہاڑوں پر رہنا چنانچہ ہمارے وقت کے عوام اس کو شرط کمال کی جانتے ہیں اس واسطے کہ یہ اُمور تشدّد فی الدین اور تشدید علی النفس میں داخل ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ سخت نہ پکڑو اپنی جانوں کو تو اللہ تم کو سخت پکڑے گا اور فرمایا کہ رہبانیت اسلام میں جائز نہیں وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ الرَّابِعَةُ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ يَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ الْمُبَايِعُ بَالِغًا عَاقِلًا رَاغِبًا وَقَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيٌّ لِيُبَايِعَهٗ فَمَسَحَ عَلٰى رَاْسِهٖ وَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ وَلَمْ يُبَايِعْ - اور سوال چوتھے کا جواب یُوں جان کہ واجب ہے یہ کہ بیعت کرنے والا جوان ہوشیار رغبت والا ہو اور مقرر حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک لڑکا گیا تا کہ آپ سے بیعت کرے تو حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دُعا کی اور بیعت نہ لی ف مولانا ؒ نے فرمایا بالغ اور عاقل ہونا بیعت کے واسطے اس واسطے مشروط ہے کہ نابالغ اور مجنون خود ایمان کا مکلّف نہیں تو تقویٰ اور اجتہاد فی الطاعات کا اُس کے حق میں کیا مذکور ہے - وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ يُجَوِّزُ بَيْعَةَ الصِّغَارِ تَبَرُّكًا وَتَفَوُّلًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور بعضے مشائخ لڑکوں کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں بنا بر برکت اور نیک فالی کے واللہ اعلم ف مولانا ؒ نے فرمایا کہ شاید تجویز بدلیل صحیح مسلم کی حدیث کے ہے کہ حضرت زبیر رضؓ اپنے بیٹے عبد اللہ رضؓ

سوال چہارم جواب چہارم

شرح وطرز شریف

کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے سو رسولِ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے پھر اُن سے بیعت لی وَ

جواب سوال پنجم

اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الْخَامِسَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَیْعَةَ الْمُتَوَارِثَةَ بَیْنَ الصُّوْفِیَّةِ
عَلٰی وُجُوْہٍ اَحَدُھَا بَیْعَةُ التَّوْبَةِ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَالثَّانِیْ بَیْعَةُ
التَّبَرُّکِ فِیْ سِلْسِلَةِ الصَّالِحِیْنَ بِمَنْزِلَةِ سِلْسِلَةِ اِسْنَادِ
الْحَدِیْثِ فَاِنَّ فِیْھَا بَرَکَةً وَالثَّالِثُ بَیْعَةُ تَاْکِیْدِ الْعَزِیْمَةِ
عَلَی التَّجَرُّدِ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَتَرْکِ مَا نُھِیَ عَنْہُ ظَاھِرًا وَّبَاطِنًا وَّ
تَعْلِیْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ وَھُوَ الْاَصْلُ اور سوال پانچویں کا جواب یوں جان

اقسام بیعت صوفیہ

کہ جو بیعت کہ صوفیوں میں متوارث ہے وہ کئی طریق پر ہے پہلا طریقہ بیعت
توبہ ہے معاصی سے اور دوسرے طریقہ پر بیعت تبرک ہے یعنی بقصد برکت
صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث ہے کہ اس میں
البتہ برکت ہے اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے
خلوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور تعلیق دل کی اللہ
جل شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے وَاَمَّا الْاَوَّلَانِ فَالْوَفَاءُ
بِالْبَیْعَةِ فِیْھِمَا تَرْکُ الْکَبَائِرِ وَعَدَمُ الْاِصْرَارِ عَلَی الصَّغَائِرِ
وَالتَّمَسُّکُ بِالطَّاعَاتِ الْمَذْکُوْرَةِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالسُّنَنِ

وفاء اول دو قسم

الرَّوَاتِبِ وَالتَّنَکُّثُ بِالْاِخْلَالِ فِیْ مَا ذَکَرْنَا اور پہلے دونوں قسم
کے طریقوں میں بیعت کا پورا کرنا عبارت ہے ترک کبائر سے اور نہ اَڑ جانا
صغائر پر اور طاعات مذکورہ کو اختیار کرنا از قسم واجبات اور

موکدہ سنتوں کی اور عہد شکنی عبارت ہے خلل ڈالنے سے اس میں جن کو ہم نے مذکور کیا یعنی ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر اور طاعات پر مستعد نہ ہونا بیعت شکنی ہے وَ اَمَّا الثَّالِثُ فَالْوَفَاءُ الْبَقَاءُ عَلٰی ھٰذِہٖ الْھِجْرَۃِ وَالْمُجَاھَدَۃِ حَتّٰی یَکُوْنَ مُتَنَوِّرًا بِنُوْرِ السَّکِیْنَۃِ وَیَصِیْرُ ذٰلِکَ دَیْدَنًا لَہٗ وَ خُلُقًا وَّ جِبِلَّۃً فَعِنْدَ ذٰلِکَ قَدْ یُرَخَّصُ فِیْ مَا اَبَاحَہُ الشَّرْعُ مِنَ اللَّذَّاتِ وَالْاِشْتِغَالِ بِبَعْضِ مَا یُحْتَاجُ اِلٰی طُوْلِ الْمُدَّۃِ کَالتَّدْرِیْسِ وَالْقَضَاءِ وَالنَّکْثُ بِالْاِخْلَالِ فِیْ ذٰلِکَ اور تیسرے طریقے میں پورا کرنا بیعت کا عبارت ہے مدام ثابت رہنے سے اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہاں تک کہ روشن ہو جاوے اطمینان کے نور سے اور یہ اُس کی عادت اور خو اور جبلی ہو جاوے تو اس حالت کے نزدیک گاہے اُس کو اجازت دی جاتی ہے اُس میں جس کو شرع نے مباح کیا ہے از قسم لذات کے اور مشغول ہونے کے بعضے ان کاموں میں جن میں طول مدت کی طرف حاجت ہو جاتی ہے جیسے درس کرنا علوم دینی کا اور قضا اور بیعت شکنی عبارت ہے اُس کی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل کے وَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ السَّادِسَۃُ فَاعْلَمْ اَنَّ تَکَرُّرَ الْبَیْعَۃِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاثُوْرٌ وَّکَذٰلِکَ عَنِ الصُّوْفِیَّۃِ اَمَّا مِنَ الشَّخْصَیْنِ فَاِنْ کَانَ بِظُھُوْرِ خَلَلٍ فِیْ مَنْ بَایَعَ فَلَا بَاْسَ وَکَذٰلِکَ بَعْدَ مَوْتِہٖ اَوْ غَیْبَتِہِ الْمُنْقَطِعَۃِ وَاَمَّا بِلَا عُذْرٍ فَاِنَّہٗ یُشْبِہُ التَّلَاعُبَ وَیَذْھَبُ بِالْبَرَکَۃِ وَیَصْرِفُ قُلُوْبَ الشُّیُوْخِ عَنْ تَعَھُّدِہٖ

قسم سوم

والقضاء و غیرھما

جواب سوال ششم

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور چھٹے سوال کے جواب میں معلوم کر کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سوا اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اس پیر میں جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اس کی موت کے بعد یا اس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی۔ اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے واللہ اعلم یعنی اس کو ہر جائی اور ہر دم خیالی سمجھ کر اس پر التفات نہیں فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ السَّابِعَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللَّفْظَ الْمَاثُوْرَ عَنِ السَّلَفِ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ يَّخْطُبَ الشَّيْخُ الْخُطْبَةَ الْمَسْنُوْنَةَ اور ساتویں سوال کا جواب معلوم کر کہ لفظ منقول سلف سے بیعت کے وقت یہ ہے کہ مرشد خطبہ مسنونہ پڑھے وَهِيَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمَ۔ اور خطبہ مسنونہ یہ ہے یعنی الحمد للہ سے آخر تک ترجمہ اس کا یہ ہے سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت اس سے چاہتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اللہ کی اپنے نفوس کی بدیوں سے

حکم تکرار بیعت

جواب سوال ہفتم

اور اپنے اعمال کی بُرائیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اُس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اُس نے بھکایا اُس کو کوئی راہ بتانے والا نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں اُس کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور اس کی کہ محمدؐ بندے ہیں اللہ کے اور اُس کے رسول رحمت بھیجے اللہ اُن پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے اصحاب پر اور برکت کرے اور سلامتی عنایت فرماوے۔ ثُمَّ يُلَقِّنُهُ الْإِيمَانَ الْإِجْمَالِيَّ فَيَقُولُ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَلٰى مُرَادِ اللّٰهِ وَاٰمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى مُرَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّأْتُ مِنْ جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ وَجَمِيْعِ الْعِصْيَانِ وَاَسْلَمْتُ الْاٰنَ وَاَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر بعد خطبہ مذکورہ کے مرشد مرید کو ایمان اجمالی تلقین کرے سو یوں کہے کہ ایمان لایا میں اللہ پر اور جو اللہ کے نزدیک سے آیا اللہ کی مُراد پر اور ایمان لایا میں رسول اللہ پر اور جو رسول اللہ کے نزدیک سے آیا رسول اللہ کی مُراد پر صلی اللہ علیہ وسلم اور بیزار ہوا میں سب دینوں سے سوائے اسلام کے اور بیزار ہوا سب گناہوں سے اور میں اب اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہوں میں کہ گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول ثُمَّ يَقُوْلُ قُلْ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ خُلَفَآئِهٖ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ

الزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا پھر مرشد کہے مرید سے کہ میں نے
بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے خلفا کے واسطے سے پانچ امر پر اس کی
گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور مقرر محمد رسول ہے اور نماز کے قائم کرنے پر
اور زکوٰۃ کے دینے پر اور رمضان کے صوم پر اور بیت اللہ کے حج پر اگر مجھ کو استطاعت ہو گی
اُس کی راہ کی ف استطاعت سبیل سے مراد زاد اور راحلہ ہے ثم یقول قل بایعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ خلفائہ علی ان لا اشرک باللہ شیئا ولا اسرق
ولا ازنی ولا اقتل ولا اتی ببھتان افتریہ بین یدی ورجلی ولا
اعصیہ فی معروف پھر مرشد مرید سے کہے کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بواسطہ خلفائے حضرت کے اس پر کہ شریک نہ کروں گا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو
اور چوری نہ کروں گا اور زنا نہ کروں گا اور قتل نہ کروں گا اور بہتان کو نہ لاؤں گا۔
اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پانوں کے درمیان سے اُس کو افترا کرکے اور نافرمانی
رسول کریم کی نہ کروں گا امر مشروع میں ف اس مضمون کی بیعت قرآن مجید میں
منصوص ہے۔ ثم یتلو الشیخ ھاتین الایتین یا ایھا الذین امنوا
اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم
تفلحون ۰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم
فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ط ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ
اجرا عظیما ۰ پھر مرشد ان دو آیتوں کو پڑھے یا ایھا الذین سے آخر تک یعنی

۱؎ یہ کنایہ ہے نفس سے یعنی اپنے جی سے بہتان کسی پر نہ بناؤں گا ۱۲ ۲؎ قولہ الوسیلۃ ماتوسلون
بہ الی ثوابہ والزلفی منہ من فعل الطاعات وترک المعاصی من وسل لی کذا اذا تقرب
الیہ وفی الحدیث الوسیلۃ منزلۃ فی الجنۃ ۱۲ بیضاوی الوسیلۃ ما یتقرب بہ العبد من طاعۃ ۱۲

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو
اُس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے
نبی وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ سبحانہ کا دست قدرت اور رحمت
اُن کے ہاتھوں پر ہے سو جس نے بیعت کو توڑا یہی بات ہے کہ اُس نے اپنی
ذات کے مضرّت کے واسطے بیعت کو توڑا اور جس نے پورا کیا اس کو جو
اللہ سے عہد کیا سو قریب اُس کو اجر عظیم عنایت کرے گا پہلی
آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ مولانا نے حاشیے میں فرمایا
کہ ہم نے اپنے جد امجد حضرت شاہ عبد الرحیم قدس سرہ کے ایک مُرید سے
سُنا کہ اُن کے ہمعصر ایک عالم نے اُن سے بیعت کے سنّت یا بدعت
ہونے میں گفتگو کی جد امجد نے واسطے مشروعیّت بیعت کے اس آیت سے
استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلے سے ایمان مراد لیجئے اس واسطے
کہ خطاب اہل ایمان سے ہے چنانچہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس پر
دلالت کرتا ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقوےٰ میں داخل
ہے اس واسطے کہ تقوےٰ عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی
سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغائرت بین المعطوف والمعطوف علیہ
کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہوسکتا بدلیل مذکور یعنی
تقویٰ میں داخل ہے پس متعین ہوگیا کہ وسیلے سے مراد ارادت اور
بیعت مرشد کی ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت ہے ذکر اور فکر
میں تا فلاح حاصل ہو کہ عبارت ہے وصول ذات پاک سے

واللہ اعلم ثُمَّ یَدْعُوْ لِنَفْسِہٖ وَلِلتِّلْمِیْذِ وَلِلْحَاضِرِیْنَ فَیَقُوْلُ بَارَکَ لَنَا وَلَکُمْ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ پھر مرشد دعا کرے اپنی ذات کے واسطے اور مرید کے واسطے اور حاضرین کے واسطے سو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ برکت کرے ہمارے اور تمہارے واسطے اور نفع پہونچاوے ہم کو اور تم کو وَلَا بَاسَ اَنْ یُّلَقِّنَہٗ فَیَقُوْلُ اَخْتَرْتُ الطَّرِیْقَۃَ النَّقْشْبَنْدِیَّۃَ اَوِ الْقَادِرِیَّۃَ اَوِ الْچِشْتِیَّۃَ الْمَنْسُوْبَۃَ اِلَی الشَّیْخِ الْاَعْظَمِ وَالْقُطْبِ الْاَفْخَمِ خَوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ اَوِ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ اَوِ الشَّیْخِ مُعِیْنِ الدِّیْنِ سَنْجَرِیْ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا فُتُوْحَھَا وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ اَوْلِیَائِھَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ مرید کو یوں تلقین کرے سو کہے کہ تو کہہ کہ میں نے اختیار کیا طریقہ نقشبندیہ جو منسوب ہے طرف شیخ اعظم اور قطب افخم خواجہ نقشبند رح کے یا طریقہ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کی طرف یا طریقہ چشتیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ معین الدین رح سنجری یعنی سیستانی کی طرف خداوندا ہم کو فتوح اس طریقے کے عنایت کر اور ہم کو اس طریقے کے دوستوں کے گروہ میں محشور کر اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین سَمِعْتُ سَیِّدِیْ اَبُوْ الِدِیْ یَقُوْلُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مُبَشِّرَۃٍ فَبَایَعْتُہٗ فَاَخَذَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِیَدِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاَنَا اُصَافِحُ عِنْدَ الْبَیْعَۃِ عَلٰی ھٰذِہِ الصِّفَۃِ سنا میں نے اپنے والد بزرگوار سے فرماتے

تھے کہ میں نے دیکھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سو میں نے آپ سے بیعت کی سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں دست مبارک میں کر لیا سو میں تو اُسی طرح جیسے خواب میں دیکھا مصافحہ کرتا ہوں بیعت لینے کے وقت **ف** مولانا رح نے فرمایا کہ بعضے اکابر مرید سے فرماتے ہیں کہ اپنا داہنا ہاتھ پھیلا دے پھر بیعت لینے والا اُس پر اپنا داہنا ہاتھ رکھتا ہے اسی طرح عمرو بن العاص رض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ اَمَّا بَیْعَۃُ النِّسَاءِ فَبِاَنْ یَاخُذَ الشَّیْخُ طَرَفَ ثَوْبٍ وَّالَّتِیْ تُبَایِعُ طَرَفَہٗ الْاٰخَرَ وَاللہُ اَعْلَمُ اور عورتوں کی بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اُس کا پکڑ لے واللہ اعلم **ف** مولانا رح نے فرمایا کہ بیعت زبانی بھی عورتوں سے جائز ہے بدوں پکڑنے کپڑے کے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

فصل تیسری

اس فصل میں مرید کی تربیت اور تعلیم کا طریقہ مذکور ہے لِتَرْبِیَۃِ السَّالِکِیْنَ دَرَجَاتٌ مُتَرَتِّبَۃٌ فَاَوَّلُ مَا یَجِبُ اَنْ یَتَغَیَّرَ فِیْہِ الْعَقِیْدَۃُ فَاِذَا رَغِبَ امْرُؤٌ فِیْ سُلُوْکِ طَرِیْقِ اللہِ فَمُرْہُ اَوَّلًا بِتَصْحِیْحِ الْعَقَائِدِ عَلٰی مُوَافَقَۃِ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنْ اِثْبَاتِ وَاجِبٍ وَّاحِدٍ لَّا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مُتَّصِفٌ بِجَمِیْعِ صِفَاتِ الْکَمَالِ مِنَ الْحَیٰوۃِ وَالْعِلْمِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْاِرَادَۃِ وَغَیْرِھَا مِمَّا وَصَفَ اللہُ بِہٖ نَفْسَہٗ وَثَبَتَ بِہِ النَّقْلُ عَنِ

اَلْمُخْبِرِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ
سالکوں کی تربیت کے واسطے درجات ہیں علی الترتیب سو اوّل جس کا سنوارنا
واجب ہے وہ عقیدہ ہے تو جب کوئی شخص راہ خدا کے چلنے میں راغب
ہو تو حکم کر اُس کو اوّل عقائد کے صحیح کرنے کا موافق عقائد سلف صالح کے
یعنی ثابت کرنا واجب الوجود کا جو واحد ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے
اُس کے موصوف ہے وہ جمیع صفات کمال سے حیات میں اور علم اور قدرت اور
ارادے میں اور سوائے اُس کے اور صفات میں کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک
کو وصف کیا ہے ساتھ اُن کے اور نقل اس کی ثابت ہوئی مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے اور صحابہؓ اور تابعینؒ سے مُنَزَّہٌ مِنْ جَمِیْعِ سِمَاتِ
النَّقْصِ وَالزَّوَالِ مِنَ الْجِسْمِیَّۃِ وَالتَّحَیُّزِ وَالْعَرْضِیَّۃِ وَ
الْجِھَۃِ وَالْاَلْوَانِ وَالْاَشْکَالِ اور ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان
اور زوال کی سب نشانیوں سے مجسّم ہونے سے اور احتیاج مکانی اور عرض
ہونے اور جہت میں ہونے اور الوان اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم جسمیت
سے منزہ ہے وَاَمَّا مَا وَرَدَ مِنَ الْاِسْتِوَآءِ عَلَی الْعَرْشِ وَ
الضِّحْکِ وَاِثْبَاتِ الْیَدَیْنِ نُؤْمِنُ بِہٖ عَلَی الْجُمْلَۃِ ثُمَّ نَکِلُ
تَفْصِیْلَہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَنَعْلَمُ اَلْبَتَّۃَ اَنَّہٗ لَیْسَ کَمِثْلِ اتِّصَافِنَا
بِالتَّحَیُّزِ وَغَیْرِہٖ بَلْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ وَنَعْلَمُ اَنَّہٗ
شَیْءٌ ثَابِتٌ لِلّٰہِ تَعَالٰی کَمَا اَثْبَتَ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ اور وہ جو وارد ہوا ہے
استواء علی العرش اور ضحک اور اثبات یدین کا سو اس پر ہم ایمان

رکھتے ہیں مجمل بلا تفصیل پھر اُس کی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں یعنی وہی خوب جانتا ہے کہ کیا مراد ہے استواء علی العرش سے اور اتنا تو ہم بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے استواء وغیرہ میں ہمارا اتصاف[1] یا التحیز وغیرہ نہیں بلکہ خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع اور بصیر ہے اور جانتے ہیں ہم کہ استواء علی العرش ایک چیز ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے چنانچہ اس نے اپنی کتاب محکم میں اس کو ثابت کیا ہے **ف** مترجم کہتا ہے صفات متشابہ میں یعنی استواء وغیرہ میں قدمائے سلف سے یہی منقول ہے کہ اس پر مجمل ایمان لائیے اور تاویل نہ کیجئے اور تفصیل اس کی علم الٰہی پر سپرد کیجئے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ استواء علی العرش معلوم ہے اور کیفیت اس کی مجہول ہے اور اس میں سوال کرنا بدعت ہے اور یہی راہ اسلم ہے کہ مبادا تاویل میں غیر حق کو حق قرار دینا پڑے ثُمَّ اِثْبَاتِ نُبُوَّةِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ عُمُوْمًا وَنُبُوَّةِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خُصُوْصًا وَّ وُجُوْبِ اِتِّبَاعِهٖ فِیْ كُلِّ مَا اَمَرَ وَنَهٰی وَ تَصْدِیْقِهٖ فِیْ كُلِّ مَا اَخْبَرَ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ وَمِنَ الْمَعَادِ الْجِسْمَانِیْ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالرُّؤْیَةِ وَ الْقِیَامَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ مِمَّا ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ وَصَحَّتْ بِهِ الرِّوَایَةُ پھر بعد توحید کے اثبات نبوت انبیاء علیہم السلام کی علی العموم

[1] یعنی مثلاً ہم ایک تخت یا کوٹھے پر بیٹھیں تو مکانیت اور جگہ کا گھیرنا لازم آتا ہے ویسا اس کے استواء میں نہیں لازم آتا وہ پاک ہے مکانیت وغیرہ صفات نقصان سے ۱۲ اق

ونبوت سیدنا ومولانا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علی الخصوص اور ثابت کرنا آنحضرتؐ کی اتباع کا واجب ہونا جس میں کہ آپ نے امر کیا اور نہی کی سا اور تصدیق آپ کی جمیع اخبار میں یعنی منجملہ صفات ربانی اور معاد جسمانی اور جنت اور نار اور حشر اور حساب اور رویت الٰہی اور قیامت اور عذاب قبر اور سوائے ان کے اور امور میں چنانچہ حوض کوثر اور صراط اور میزان جس کی نقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور روایت اس کی صحیح ہے ثُمَّ یَتْلُوْہُ النَّظَرُ فِی اِجْتِنَابِ الْکَبَائِرِ وَالنَّدْمِ مِنَ الصَّغَائِرِ پھر بعد تصحیح عقائد کے نظر لاحق ہو کبائر کے اجتناب اور صغائر سے شرمندہ ہونے میں وَالْحَقُّ اَنَّ الْکَبِیْرَۃَ کُلُّ ذَنْبٍ اُوْعِدَ عَلَیْہِ بِالنَّارِ اَوِ الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ فِی الْقُرْاٰنِ اَوِ السُّنَّۃِ الصَّحِیْحَۃِ الْمَعْرُوْفَۃِ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ اَوْ سُمِّیَ مُرْتَکِبُہٗ کَافِرًا کَقَوْلِہٖ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ فَرْقُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ اَوْ شُرِعَ عَلٰی مُرْتَکِبِہٖ حَدٌّ کَالزِّنَاءِ وَالسَّرِقَۃِ وَقَطْعِ الطَّرِیْقِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ اَوْ کَانَ مُسَاوِیًا اَوْ اَکْثَرَ شَرًّا مِنْ ھٰذِہٖ الْمَذْکُوْرَاتِ فِیْ حُکْمِ بَدَاھَۃِ الْعَقْلِ اور حق یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید ہو دوزخ کی یا عذاب شدید کی قرآن یا حدیث صحیح میں جو اہل حدیث کے نزدیک معروف ہو یا اس کے مرتکب کو کافر کہا ہو جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرق مابین مسلمین اور مابین مشرکین کے

نماز ہے سو جس نے اُس کو چھوڑا وہ کافر ہے یا کبیرہ وہ ہے جس کے مرتکب پر شرع میں حد مقرر ہو چنانچہ زنا اور چوری اور راہزنی اور شراب کا پینا یا وہ گناہ برابر یا زیادہ ہو بُرائی میں کبائر مذکورہ سے صریح عقل کے حکم میں فَمِنْهَا اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی عِبَادَةً وَّاِسْتِعَانَةً فِی الرِّزْقِ وَالشِّفَاءِ وَغَیْرِهِمَا وَاِلَی التَّوْبَةِ مِنْهُمَا الْاِشَارَةُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ سو منجملہ کبائر اکبر الکبائر اشراک باللہ ہے یعنی خدا کے ساتھ ساجھا لگانا عبادت میں اور استعانت میں یعنی غیر خدا سے مدد مانگنی روزی اور شفاء وغیر ہما میں اور غیر کی عبادت اور استعانت کی توبہ کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اس قول میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ

ف مولانا نے حاشیہ اس کتاب میں فرمایا کہ مدد مانگنی روزی اور شفا میں ہمارے زمانے میں شائع ہے بہ نسبت قبور اور اموات کے مترجم کہتا ہے شرک فی العبادۃ یہ ہے کہ جو امور کہ بطور عبادت کے خدا کے واسطے یا خانہ خدا کے واسطے مخصوص ہیں اُن کو غیر خدا کے واسطے کرنا جیسا کہ علی مرتضٰی کا روزہ رکھنا یا کسی کو سجدہ کرنا یا غیر خدا کا نام بطور اسم الٰہی کے ذکر کرنا یا قبور کے گرد طواف کرنا بطور طواف بیت اللہ کے اور یہ جو فرمایا کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں اشراک فی العبادۃ ہے اشراک فی الاستعانۃ کی توبہ کا اشارہ ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ تقدیم مفعول کی فعل پر مفید ہے تخصیص اور حصر کو یعنی خاص کر تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں پھر جب عبادت اور استعانت حق تعالیٰ کو خاص ہوئی تو سوائے خدا کے

تفصیل گناہ کبیرہ

اشراک باللہ خدا

اوروں کی عبادت کرنا یا کسی سے مدد مانگنی روزی اور شفا وغیرہ میں ہرگز جائز نہیں وجہ اختصاص عبادت کی تو ظاہر ہے اور وجہ اختصاص استعانت کی یہ ہے کہ مدد کرنا تین صفت پر موقوف ہے ایک[1] علم دوسری[2] قدرت تیسری[3] رحمت اس واسطے کہ جو غیر کی حاجت کو نہ جانے کیونکر اس کی مدد کرے اور اگر علم ہو قدرت نہ ہو تو کس طرح حاجت روائی کر سکے اور اگر علم اور قدرت دونوں ہوں لیکن اگر رحمت اور شفقت نہ ہو محتاج پر تو کیونکر اعانت کا ظہور ہو۔ حالانکہ صفات ثلاثہ مخصوص بخدائے علیم و قدیر و رحیم ہیں لہذا استعانت غیر خدا سے جائز نہیں بعضے گور پرست کہتے ہیں کہ اولیاء کو حق تعالیٰ نے علم اور قدرت عطا کی ہے تو اُن سے استعانت کیونکر ممنوع ہوگی تو اُن کا جواب یہ ہے کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن یا حدیث یا اجماع اُمت سے ثابت کرو کہ اولیاء اللہ کو ایسا علم محیط ہے کہ دور اور نزدیک اور غیب اور شہادت اُن کے نزدیک برابر ہے ہر لحظہ سارے عالم کی حاجات سے مطلع ہیں اور مشکل کشائی کی قدرت رکھتے ہیں سو اس کا اثبات ہرگز ممکن نہیں تو اُن کی کج بحثیوں کا کلام بھی لائق التفات کے نہیں حق تعالیٰ اپنے کرم سے فہم صحیح عنایت فرماوے اور کج روی اور کج فہمی سے بچاوے آمین۔

وَمِنْهَا تَصْدِيقُ الْكَاهِنِ اور منجملہ کبائر تصدیق کرنا ہے کاہن کا۔

ف کاہن عرب میں کچھ لوگ تھے کہ جنوں سے دریافت کر کے اخبار غیبی لوگوں کو بتاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے اور کاہن کے مانند ہے منجم اور رمال اور جفار اور شانہ بین کی تصدیق کرنا اس واسطے کہ علم غیب

تصدیق کاہن و غیرہ

مخصوص بذات حق ہے جو اس کا دعوےٰ کرے وہ بدلیل قرآن اور حدیث اور اجماع کے جھوٹا ہے وَمِنْهَا سَبُّ الرَّسُوْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَاِنْكَارُهَا وَالْاِسْتِهْزَاءُ بِهَا وَكَذَا اِنْكَارُ ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ اور منجملہ اکبر الکبائر کے پیغمبرؐ اور قرآن اور فرشتوں کو بد کہنا اور انکار کرنا اور تمسخر کرنا ان حضرات سے اور اسی طرح ضروریات دین کا انکار کرنا ف مولاناؒ نے فرمایا ضروریاتِ دین وہ امور ہیں جو قرآن مجید اور حدیث مشہور اور اجماع متواتر سے ثابت ہوں — برگفتن بہ پیغمبر و فرشتگان

وَمِنْهَا تَرْكُ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ اور منجملہ کبائر نماز اور زکوٰۃ اور صوم اور حج کا چھوڑنا ہے — ترک نماز وغیرہ

وَمِنْهَا قَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمِنْهُ قَتْلُ الْاَوْلَادِ وَقَتْلُ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ اور منجملہ کبائر ہے جان ناحق قتل کرنا اور قتل ناحق میں اولاد کا قتل کرنا اور انسان کو اپنی جان کا قتل کرنا داخل ہے۔ — قتل ناحق

وَمِنْهَا الزِّنَاءُ وَاللِّوَاطَةُ وَشُرْبُ الْمُسْكِرِ وَالسَّرِقَةِ وَقَطْعُ الطَّرِيْقِ وَالْغَصَبُ وَالْغُلُوْلُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَقَذْفُ الْمُحْصِنَةِ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَطْعُ الرَّحِمِ وَتَطْفِيْفُ الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَالرِّبَا وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالْكِذْبُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَنِكَاحُ الْمَحَارِمِ وَالْقِيَادَةُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالسِّعَايَةُ عِنْدَ السُّلْطَانِ يَقْتُلُ اَوْ يَنْهَبُ وَتَرْكُ الْهِجْرَةِ مِنْ دَارِ الْكُفْرِ وَمُوَالَاةُ الْكُفَّارِ وَالْقِمَارُ وَالسِّحْرُ فَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ الْكَبَائِرِ اور منجملہ کبائر زنا ہے اور اغلام اور نشے والی چیز کا — زنا وغیرہ

لہ جیسے حشر اور نشر اور جنت اور دوزخ اور وزن اعمال اور گذرنا پل صراط پر وغیرہ ذالک ۱۲- ق

پینا اور چوری اور رہزنی اور غصب اور غنیمت کا مال چرانا اور جھوٹی قسم کھانی اور پاکدامن عورت کو زنا کا عیب لگانا اور یتیم کا مال کھانا اور والدین کی نافرمانی کرنی اُن کی خدمت نہ کرنی اور حق برادری نہ ادا کرنا اور ناپ اور تول میں کمی کرنا پورا نہ دینا اور بیاج کھانا اور جہاد میں کفار کی صف جنگ سے بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اور معاملات فیصل کرنے میں رشوت لینا اور محارم سے نکاح کرنا اور مردوں اور عورتوں کے درمیان میں کٹناپن کرنا اور حاکم سے چغل خوری کرنا تاکہ وہ قتل کرے یا لوٹ لے اور دار الحرب سے دار السلام کی طرف ہجرت نہ کرنا اور کافروں سے دوستی کرنا اُن کے خیر خواہ ہونا اور جوا کھیلنا اور جادو کرنا سو یہ سب کبائر میں داخل ہیں ف مولانا رحمہ نے فرمایا کہ ابن عباس رضی نے کہا کہ کبائر ستر کے قریب ہیں اور سعید بن جبیر نے کہا کہ قریب سات سو کے ہیں اور انسب یہ ہے کہ کبائر کو ضبط اور قیاس کرنا چاہیئے مفسدہ منصوصہ پر تو اگر اقل مفاسد سے کم ہو تو صغیرہ ہے اور نہیں تو کبیرہ یہ خلاصہ تقریر امام عز الدین بن سلام رح ہے اور شیخ ابو طالب رح مکی نے فرمایا کہ میں نے کبائر کی احادیث کو جمع کیا تو میں نے سترہ کبائر مصرح پائے چار گناہ دل میں شرک[۱] اور گناہ[۲] پر جم جانے کی نیت اور رحمت[۳] الٰہی سے نا اُمید ہونا اور قہر[۴] خدا سے بے خوف ہونا اور چار گناہ زبان میں جھوٹی[۱] گواہی دینا اور پاکدامنوں[۲] کو زنا کا عیب لگانا اور جھوٹی[۳] قسم کھانا اور جادو[۴] کرنا اور

تحقیق و تفصیل کبائر

[۱] اور ایسی ہی نیک و بڑے مرد کو تہمت زنا وغیرہ کی لگانا کما فی کتب الفقہ ۱۲ ق

تین گناہ پیٹ میں شراب[1] پینا اور یتیم[2] کا مال کھانا اور بیاج[3] لینا اور دو گناہ شرمگاہ میں زنا[1] اور لواطت[2] اور دو گناہ ہاتھ میں ناحق[1] قتل اور چوری[2] اور ایک گناہ پاؤں میں یعنی جہاد[1] میں صف جنگ سے بھاگنا[1] اور ایک گناہ تمام بدن سے یعنی والدین کی نافرمانی[2] حق تعالیٰ اپنے کرم سے ہم کو ان گناہوں سے بچاوے آمین وَالصَّغِیْرَۃُ کُلُّ مَا نَھٰی عَنْہُ الشَّرْعُ اَوْ خَالَفَ مَشْرُوْعًا اَوْ رَفَعَ طَرِیْقَۃً مَامُوْرَۃً فِی الدِّیْنِ اور گناہ صغیرہ وہ ہے جس سے شرع نے روک دیا یعنی بعد کبائر مذکورہ یا کہ امر مشروع کے مخالف یا رافع ہو دین کے طریقۂ ماموره کا ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِیْ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ مِنَ الطَّھَارَۃِ وَالصَّلٰوۃِ وَالصَّوْمِ وَالزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ فَیُقِیْمُھَا عَلٰی مَا اَمَرَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ رِعَایَۃِ الْاَبْعَاضِ وَالْاٰدَابِ وَالْھَیْئَاتِ وَالْاَذْکَارِ پھر اجتناب کبائر اور ندامت صغائر کے بعد نظر کرنا چاہیئے ارکانِ اسلام میں از قسم طہارت اور صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور حج کے تو ان امور کو بموجب ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کرے رعایت البعاض اور آداب اور ہیئات اور اذکار سے ف مولانا نے فرمایا کہ البعاض سے مراد یہاں وہ امور ہیں جو ارکان وغیرہ کو شامل ہوں از قسم امور متاکدہ سو ان میں سے بعضے فقہا کے نزدیک بعض امر واجب ہے اور دوسرے فقیہہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِی الْمَعَاشِ مِنَ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ وَاللِّبَاسِ وَالْکَلَامِ وَالصُّحْبَۃِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ فِیْ

[1] جب تک کہ کافر دو گنے ہوں اور جب دو گنوں سے زیادہ ہوں تو بھاگنا جائز ہے بکذا فی الکتاب والمدنیۃ ۱۲۔ [2] ترک صلوٰۃ اور ترک زکوٰۃ اور صوم نہ رکھنا اور حج نہ کرنا باوجود فرض ہونے کے اور غیبت کرنی اور حکم خلاف شرع دینا اور رغبت کرنی کافروں سے وغیرہ ذالک صریح قرآن و حدیث میں وعید

ان پر مذکور ہیں پس یہ تقسیم مہمل ہے واللہ اعلم ۱۲۔

الْعُقُودِ الْمَنْزِلِیِّ مِنَ النِّکَاحِ وَالْمَلَکَۃِ[1] وَالْوِلَادِ وَالْمُعَامَلَاتِ مِنَ الْبَیْعِ وَالْہِبَۃِ وَالْاِجَارَۃِ فَیُصَحِّحُھَا عَلَی السُّنَّۃِ مِنْ غَیْرِ مُدَاھَنَۃٍ وَلَا اِعْوِجَاجٍ پھر ارکانِ اسلام کی اقامت کے بعد نظر کرنا چاہیئے ضروریاتِ معاش میں منجملہ اکل و شرب اور لباس اور کلام اور صحبت خلق وغیر ذلک اور نظر کرنا چاہیئے امور خانگی میں منجملہ نکاح اور حقوق ممالیک اور حقوق اولاد کے اور نظر کرنا چاہیئے معاملات میں از قسم بیع اور ہبہ اور اجارے کے تو اُن کو صحیح اور ٹھیک کرے بروجہ سنّت بدوں سستی اور بے کج روی کے ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ النَّظْرُ فِی الْاَذْکَارِ الْمَاْثُوْرَۃِ فِی الْاَوْقَاتِ مِنَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَوَقْتِ النَّوْمِ وَغَیْرِھَا وَتَہْذِیْبِ الْاَخْلَاقِ مِنَ الرِّیَاءِ وَالْعُجْبِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْمُوَاظَبَۃِ عَلَی التِّلَاوَۃِ وَذِکْرِ الْاٰخِرَۃِ وَالْمُوَاظَبَۃِ عَلٰی مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَحَلَقِ الذِّکْرِ وَالْمَسَاجِدِ فَاِذَا تَاَدَّبَ بِھٰذِہِ الْاٰدَابِ حَانَ اَنْ یَّشْتَغِلَ بِالْاَشْغَالِ الْبَاطِنَۃِ وَیَجْتَہِدَ فِیْ تَعْلِیْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دَائِمًا وَالنَّظْرِ اِلَیْہِ بِبَصَرِ الْقَلْبِ وَاِنَّمَا تَرَکْنَا بَیَانَ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ الْمُقَدَّمَۃِ اسْتِکْثَارًا لَھَا وَاعْتِمَادًا عَلٰی فَہْمِ الطَّالِبِ الصَّادِقِ الْمُتَتَبِّعِ لِکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَالْفِقْہِ وَالْکُتُبِ الْمُتَوَسِّطَۃِ فِی السُّلُوْکِ مِثْلَ رِیَاضِ الصَّالِحِیْنَ وَالْمُخْتَصَرَۃِ فِی الْعَقِیْدَۃِ کَالْعَقَائِدِ الْعَضُدِیَّۃِ وَمَنْ لَّمْ یَتَیَسَّرْ لَہٗ تَتَبُّعُھَا فَلْیَاْخُذْھَا

---

[1] مولانا نے فرمایا عرب بولتے ہیں فلاں حسن الملکہ ہے جب کہ وہ اپنے لونڈی غلاموں سے حسن سلوک کرتا ہو۔ حدیث میں وارد ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ سَیِّئُ الْمَلَکَۃِ یعنی جو ممالیک سے بدسلوکی کرے جنت میں داخل نہ ہوگا ۱۲ منہ

مِنْ عَالِمٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ پھر بعد ضروریات معاش وغیرہ کے نظر کرنا چاہیے اُن اذکار میں جو اوقات مخصوصہ یعنی صبح اور شام اور وقت خواب وغیر ذلک میں مامور ہیں پھر نظر کرنا چاہیئے آراستگی اخلاق میں از قسم ریا اور پندار اور حسد اور کینہ وغیرہا کے اور مواظبت اور دوام کرنا چاہیئے تلاوت قرآن مجید اور آخرت کی یاد پر اور مجالس علم اور ذکر اللہ کے حلقوں پر اور مساجد پر پھر جب کہ سالک ان آداب مذکورہ کے ساتھ متادب ہوگیا تو اب وقت آیا اشغالِ باطنی کے اشغال کا اور ہمیشہ اللہ عز وجل کے ساتھ دل لگائے رہنے کی کوشش کرنے کا اور اسی کو تاکتے رہنے کا دل کی بینائی سے اور ہم نے تو اُمور مقدمہ کا بیان علی وجہ التفصیل اُن کو بہت جان کر چھوڑ دیا اور طالب صادق کے فہم پر بھروسہ کر کے جو طالب کہ قرآن اور حدیث اور فقہ اور کتب متوسطہ سلوک کا مثل ریاض الصالحین اور کتب مختصرہ عقاید مانند عقیدۂ عضدیہ کا واقف اور متجسس ہے اور جس کو تتبع اور علم ان کتابوں کا میسر نہ ہو وہ کسی عالم سے دریافت کر لے واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ بعض اُمور کو مؤلف قدس سرہٗ نے کثیر جان کر ترک کیا اُن کو ہم مجملاً بیان کرتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر اور چند شاخیں ہیں اور مراد یہاں ایمان سے ورع اور تقوائے کا مرادف ہے تو سالک کو مراعات ان شعب ایمانیہ کی ضرور ہے چنانچہ اُن کا بیان یُوں ہے کہ خدا پر ایمان لانا اور اُس کے صفات پر اور اُس کے

ف۔ تفصیل شعب ایمانیہ

غیر کو حادث جاننا اور اُس کے ملائکہ پر اور اُس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور تقدیر پر اور پچھلے دن پر ایمان لانا اور حق تعالےٰ سے محبت رکھنی اور غیر حق سے محبت یا بغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا بلا دخل انسانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنی اور اُن کی تعظیم کا معتقد رہنا اور درود پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہی میں داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنی اور اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا اور ترک ریا و نفاق اخلاص ہی میں داخل ہے اور خدا سے خوف رکھنا اور اُس کی رحمت کا اُمیدوار رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اور احسانات ربانی کا شکر ادا کرنا اور عہد کو پورا کرنا اور ترک شہوت اور ہجوم مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربانی سے راضی رہنا اور تواضع اور فروتنی اختیار کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحم خرد پر اور گھمنڈ اور پندار کا ترک کرنا اور حسد اور کینہ کا ترک کرنا ۔ اور غضب ترک کرنا بھی درحقیقت تواضع میں داخل ہے اور توحید زبانی کا ناطق رہنا یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھتے رہنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ کمتر رتبہ تلاوت کا دس آیتیں ہیں اور متوسط رتبہ سو آیتیں ہیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ رتبے میں داخل ہے اور علم دین حاصل کرنا اور غیر کو علم سکھانا اور دُعا کرنا اور ذاکر رہنا اور استغفار ذکر ہی میں داخل ہے اور لغو سے دُور رہنا اور حسی اور حکمی طہارت کرنا اور پرہیز کرنا نجاستوں سے تطہیر ہی میں داخل ہے اور ستر کو چھپا رکھنا اور فرض اور نفل نماز پڑھنی اور اسی طرح فرض زکوٰۃ اور

نفل صدقہ ادا کرنا اور لونڈی غلام کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور کھانا کھلانا
اور ریا منت کرنی سخاوت ہی میں داخل ہے اور فرض اور نفل روزہ رکھنا اور
اعتکاف کرنا اور شبِ قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف بیت اللہ
کا کرنا اور فرار بالدین یعنی ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا جہاں اپنا دین نہ
قائم رہ سکے اور اسی میں ہجرت بھی داخل ہے اور نذر اللہ کو پورا کرنا اور قسم کو
قائم رکھنا اور قسم وغیرہ کے کفاروں کو ادا کرنا اور نکاح کرکے پارسائی حاصل
کرنی اور عیال کے حقوق ادا کرنا اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد
کو تربیت کرنا اور برادری کا حق ادا کرنا اور لونڈی غلاموں کو مالکوں کی اطاعت[1]
کرنی اور مالکوں کو لونڈی غلاموں پر مہربانی اور شفقت کرنا اور انصاف کے ساتھ
حکومت پر قائم رہنا اور جماعت مسلمین کا تابع رہنا اور خوارج اور باغیوں کا قتال
نو اصلاح بین الناس میں داخل ہے اور امر نیک پر مدد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کی اعانت میں داخل ہے اور حدود کو جاری رکھنا اور جہاد[2] کرنا
اور مرابطہ یعنی سرحد دار السلام کی محافظت کرنا جہاد ہی میں داخل ہے اور
امانت کا ادا کرنا اور خمس کا دینا ادائے امانت میں داخل ہے اور قرض کا لینا بشرط
ادا کرنے کے اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا یعنی غیر کا حق
بخوبی ادا کرنا اور اپنے حق لینے میں سختی نہ کرنا اور حسن معاملہ میں داخل ہے مال کا جمع
کرنا حلال سے اور مال کا صرف کرنا اپنے موقع پر اور ترک تبذیر و اسراف یعنی

---

[1] بشرطیکہ خلاف شرع وہ حکم نہ ہو۔ کما جاء فی الحدیث لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔
[2] بشرط پائے جانے شرائط کے ۱۲

خلاف شرع بیہودہ مال کو برباد نہ کرنا انفاق المال فی حقہ میں داخل ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعائے خیر دینا (خیر دعائے کردن بر حق او ۱۲) اور اپنی بُرائی سے لوگوں کو بچانا ضرر نہ پہونچانا اور لہو و لعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی چیز کو راہ سے ہٹا دینا مترجم کہتا ہے شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اسی طرح شعبۂ ایمانیہ کی تفصیل نقایۃ العلوم (نام کتاب ۱۲) میں فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل چوتھی

(اشغال قادریہ)

فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْجِیْلَانِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ یہ فصل مشائخ جیلانیہ یعنی قادریہ کے اشغال میں ہے قادریہ امام طریقت شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کے مرید ہیں خدا راضی رہے اُن سے اور اُن کے سب تابعین سے ف مصنف نے انتباہ میں فرمایا کہ کتاب غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب حضرت محی الدین غوث الاعظمؒ کی تصنیف ہے اور مجالس ستّین اُن کا ملفوظ ہے اور اصل طریقہ قادریہ اس میں مفصل موجود ہے۔ فَاَوَّلُ مَا یُلَقِّنُوْا لَہُ الْجَھْرُ[۲] بِذِکْرِ

---

[۱] یعنی چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو یہ اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے یہ جواب دینا واجب علی الکفایہ ہے اگر محفل میں سے کوئی جواب نہ دے گا تو سب گنہگار ہوں گے اور یہی حکم ہے سلام کے جواب کا ۱۲۔

[۲] ذکر جہر مذہب حنفی میں بدعت ہے مگر اس جگہ کہ اس میں ذکر جہر آیا ہے مثل اذان وغیرہ کے اس میں بدعت نہیں ہے اور ماسوائے اس کے بدعت ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے۔ والاصل فی الاذکار الاخفاء

(بقیہ نوٹ برصفحہ ۵۰)

اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْمُرَادُ بِھٰذَا الْجَھْرِ ھُوَ غَیْرُ الْمُفْرَطِ فَلَا مُنَافَاۃَ بَیْنَہٗ وَ
بَیْنَ مَا نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ قَالَ اَرْبِعُوْا
عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا الْحَدِیْثَ

سو پہلا شغل جس کو مشائخ قادریہ تلقین کرتے ہیں ذکر اللہ ہے جہر سے
یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا اور مراد اس جہر سے یہ ہے کہ افراط سے نہ ہو

(صفحہ ۴۹ کا بقیہ نوٹ)

وَالجهر بها بدعة انتهى یعنی اصل اذکار میں چپکے ذکر کرنا ہے اور پکار کر کرنا اذکار کا بدعت ہے جہاں کہیں بدعت کو مطلق چھوڑتے ہیں بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے چنانچہ یہ بات بھی فقہ کی کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوتی ہے اور غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے۔ لان الجهر بالتكبير بدعة لقوله تعالى ادعوا ربكم تضرعا وخفية انتهى یعنی پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ انتہٰی اور کما کفایہ شرح ہدایہ میں ان الجهر بالتكبير بدعة في كل وقت الا في المواضع المستثناة، یعنی جہر ساتھ تکبیر کے بدعت ہے ہر وقت میں مگر کتنی جگہ چیدہ میں اور تصریح کی ہے قاضی خاں نے اپنے فتاوے میں ساتھ کراہت ذکر جہر کے اور اتباع کیا اس کا اس پر صاحب مصفی نے اور فتاوی علامہ میں ہے ويمنع الصوفية من رفع الصوت والصفق یعنی منع کیا کرتے ہیں صوفی بلند کرنے آواز کے اور تالی بجانے سے اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہے ان رفع الصوت بالذكر بدعة یعنی بلا شبہ بلند کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے بدعت ہے واسطے مخالفت قول اللہ تعالیٰ کے واذكر ربك في نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول - یعنی اور یاد کر اپنے رب کو اپنے جی میں گڑگڑا کر اور از راہ خوف کے اس سے اور کم جہر کے قول سے اور جو کچھ کہ بعض احادیث میں ذکر جہر ثابت ہوا ہے بغیر مواضع مقررکے پس بنا بر تعلیم کے ہے چنانچہ ملا علی قاریؒ نے مشکوٰۃ شریف میں یہ لکھا ہے ۱۲ مائۃ المسائل۔

لہ قوله اربعوا اي اعتدلوا يقال ربع الرجل اذا كان معتدلا اي ارفقوا بها بالاجتناب عن الجهر المفرط ۱۲ من مولانا عبد العزيز قدس سره

تو اس تقریر سے کچھ مخالفت نہ رہی اس کے جواز میں اور اس میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس طرح کہ اعتدال اختیار کرو اور نرمی کرو اپنی جانوں پر کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو الی آخر الحدیث ف پوری حدیث یوں ہے بروایت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہ تم سمیع اور بصیر کو پکارتے ہو اور وہ تمھارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے قریب تر ہے اونٹ کی گردن سے انتہی یہ تمثیل ہے۔ شدت قرب سے والا حق تعالی حبل الورید سے بھی قریب تر ہے۔ شعر:

اتصالی بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را باجان ناس

کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ فِیْہٖ اِسْمُ الذَّاتِ اِمَّا بِضَرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَ صِفَتُہٗ اَنْ یَّقُوْلَ اللّٰہُ بِالشَّدِّ وَالْمَدِّ وَالْجَھْرِ بِقُوَّۃِ الْقَلْبِ وَالْحَلْقِ جَمِیْعًا ثُمَّ یَلْبَثُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ نَفَسُہٗ ثُمَّ یَفْعَلُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا سو منجملہ ذکر جہری کے اسم ذات ہے خواہ ایک ضرب سے ہو اور طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پہ آجاوے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے وَاَمَّا بِضَرْبَتَیْنِ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ وَیَضْرِبَ الْجَلَالَۃَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَیُکَرِّرُ ذٰلِکَ بِلَا فَصْلٍ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الضَّرْبُ لَاسِیَّمَا الْقَلْبِیُّ بِقُوَّۃٍ وَّشِدَّۃٍ لِیَتَأَثَّرَ الْقَلْبُ وَیَجْتَمِعَ الْخَاطِرُ خواہ ذکر دو ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی

نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل میں ضرب کرے اور اس کو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصاً قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہو تاکہ دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جاوے پریشان خاطری اور وسواس مندفع ہو وَاِمَّا بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا فَیَضْرِبُ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَالرُّکْنُ الثَّالِثُ اَشَدُّ وَاَجْھَرُ خواہ ذکر سہ ضربی ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے اور چاہیئے کہ تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو وَاِمَّا بِاَرْبَعِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا وَیَضْرِبُ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَمَرَّۃً اِمَامَہٗ وَالرُّکْنُ الرَّابِعُ اَشَدُّ وَاَجْھَرُ خواہ ذکر چہار ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیئے کہ چوتھی بار سخت تر اور بلند تر ہو۔ وَمِنْہُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَھُوَ کَلِمَۃُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَیُغْمِضُ عَیْنَیْہِ وَیَقُوْلُ لَآ کَاَنَّہٗ یُخْرِجُھَا مِنْ سُرَّتِہٖ ثُمَّ یَمُدُّھَا حَتّٰی یَبْلُغَ اِلَی الْمَنْکِبِ الْاَیْمَنِ فَیَقُوْلُ اِلٰہَ کَاَنَّہٗ یُخْرِجُھَا مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ ثُمَّ یَضْرِبُ اِلَّا اللّٰہُ بِالشِّدَّۃِ وَالْقُوَّۃِ

طریقہ ذکر نفی و اثبات

وَبِلَاحِظُ نَفْیَ الْمَحْبُوْبِیَّۃِ اَوِ الْمَقْصُوْدِیَّۃِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِثْبَاتَہَا لَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اور منجملہ ذکر جہری کے نفی اور اثبات ہے اور وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ بطور نماز رُو قبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرلے اور لَا کہے گویا اپنی ناف سے اُس کو نکالتا ہے۔ پھر اس کو کھینچے یہاں تک کہ داہنے مونڈھے تک پہونچے پھر اِلٰہَ کہے گویا اس کو دماغ کی جھلّی سے نکالتا ہے پھر اِلَّا اللّٰہُ کو دل پر شدّت اور قوّت سے ضرب کرے اور محبوبیّت یا مقصودیّت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس کا ذکر مقدس میں دھیان کرے ف مولانا نے فرمایا کہ یہ ملاحظہ اور تصوّر باعتبار مراتب ذاکرین کے مختلف ہے یعنی مبتدی نفی محبوبیّت کا تصوّر کرے اور متوسط نفی مقصودیّت کا اور منتہی نفی موجود کا وَلَعَلَّکَ تَقُوْلُ مَا الْحِکْمَۃُ فِیْ اِشْتِرَاطِ الضَّرَبَاتِ وَالتَّشْدِیْدَاتِ وَمُرَاعَاۃِ اَمَاکِنِہَا فَاَقُوْلُ جُبِلَ الْاِنْسَانُ عَلَی التَّوَجُّہِ اِلَی الْجِہَاتِ وَالْاِصْغَاءِ اِلٰی اِیْقَاعِ النَّغَمَاتِ وَاَنْ تَدُوْرَ فِیْ نَفْسِہِ الْاَحَادِیْثُ وَالْخَطَرَاتُ فَوَضَعُوْا ھٰذَا الْوَضْعَ سَدًّا لِلتَّوَجُّہِ اِلٰی غَیْرِ نَفْسِہٖ وَکَبْحًا عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ الْخَارِجَۃِ یَنْدَرِجُ مِنْہُ اِلٰی قَصْرِ التَّوَجُّہِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اور شاید کہ تو کہے اے سالک کہ کیا حکمت ہے ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے میں اور کیا فائدہ ہے اُن کے مکانات کی مراعات میں تو میں جوابات میں کہتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہات

مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کی طرف کان لگانے پر اور اس پر مجبول ہے کہ اُس کے دل میں باتیں اور خطرات گھوما کریں تو علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا اور خطرات بیرونی کے آنے سے باز رکھنے کا تا آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر اُس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جاوے ف مولانا رح حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات اور ہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حق کا عالم دریافت کرتا ہے بعضی صورت میں کسر نفس ہے اور بعضے جلسے میں خشوع اور خضوع ہے اور بعضے میں جمعیّت خاطر اور دفع وسواس ہے اور بعضے میں نشاط ہے اسی بھید کی جہت سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کولھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا کہ یہ اہل نار کی شکل ہے اس واسطے کہ ایسی ہیئات میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے اور وہ منافی ہے سرگرمی عبادات کا تو اُس کو یاد رکھنا چاہیئے یعنی ایسے اُمور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا[لہ] چاہئے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں۔
وَيَنْبَغِي أَنْ تَجْتَمِعَ أَهْلَ السُّلُوكِ حَلْقَةً بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَعَالىٰ عَلىٰ وَجْهِ الْجَمْعِيَّةِ فَفِي ذٰلِكَ فَوَائِدُ لَا تُوجَدُ

لہ کیونکہ یہ ممد اور آلہ ہے حضور مع اللہ کے حاصل کرنے کا جیسے علم صرف ونحو آلہ و ممد ہیں پڑھنے عبارتوں کلام اللہ اور حدیث وغیرہما کتب دینیہ کے ۱۲ ۔

فِی الْوَحْدَۃِ اور لائق ہے کہ اہل سلوک مجتمع ہوں حلقہ کر کے بعد نماز فجر اور عصر کے ذکر الٰہی کرنے کے واسطے بطریق جمعیّت کے کہ اس اجتماع میں فوائد ہیں جو تنہائی میں نہیں ہوتے۔ فَاِذَا ظَھَرَ عَلَی الطَّالِبِ اَثَرُ ھٰذَا الذِّکْرِ الْجَلِیِّ وَشُوْھِدَ فِیْہِ نُوْرُہٗ اُمِرَ بِالذِّکْرِ الْخَفِیِّ وَالْمُرَادُ مِنْ ھٰذَا الْاَثَرِ انْبِعَاثُ الشَّوْقِ وَاِطْمِیْنَانُ الْقَلْبِ بِاِسْمِ اللّٰہِ وَانْتِفَاءُ اَحَادِیْثَ النَّفْسِ وَاِیْثَارُ اللّٰہِ تعالٰی عَلٰی کُلِّ مَا عَدَاہُ پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ظاہر ہوا اور اس کا نور اُس میں دکھائی دے تو اُس کو ذکر خفی کا حکم کیا جاوے اور ذکر جلی کے اثر سے انبعاث شوق مُراد ہے یعنی شوق کا اُبھرنا اور نام خدا سے دل میں چین آنا اور احادیث نفس یعنی وساوس کا دُور ہونا اور حق تعالٰی کو اس کے ماسوا پر مقدم رکھنا وَمَنْ وَاظَبَ عَلٰی ذِکْرِ اِسْمِ الذَّاتِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ اَرْبَعَ اٰلَافِ مَرَّۃٍ مَعَ تَقْدِیْمِ الشُّرُوْطِ الَّتِیْ اَسْلَفْنَاھَا وَاسْتَمَرَّ عَلٰی ذٰلِکَ شَھْرَیْنِ اَوْ نَحْوًا مِّنْ ذٰلِکَ فَاِنَّہٗ یُشَاھِدُ فِیْہِ الْاَثَرَ لَا مُحَالَۃَ سَوَاءٌ کَانَ غَبِیًّا اَوْ ذَکِیًّا اور جو شخص مواظبت کرے اسم ذات پر ہر دن میں چار ہزار بار ساتھ تقدیم ان شرطوں کے جن کو ہم اوّل مذکور کر چکے ہیں اور دو مہینے یا مانند اس کے اس ذکر پر مداومت کرے تو اس میں یہ اثر البتہ مشاہدہ کرے گا خواہ ذاکر کم فہم ہو، خواہ تیز فہم وَاَمَّا الذِّکْرُ الْخَفِیُّ فَمِنْہُ اِسْمُ الذَّاتِ مَعَ اُمَّھَاتِ الصِّفَاتِ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّغْمِضَ عَیْنَیْہِ وَیَضُمَّ شَفَتَیْہِ وَیَقُوْلُ

بِلِسَانِ الْقَلْبِ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کَاَنَّہٗ یُخْرِجُھَا مِنْ سُرَّتِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ وَمِنْ صَدْرِہٖ اِلٰی دِمَاغِہٖ اِلَی الْعَرْشِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ ھَابِطًا عَلٰی تِلْکَ الْمَنَازِلِ کَمَا صَعِدَ عَلَیْھَا فَھٰذِہٖ دَوْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ثُمَّ یَفْعَلُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَمِنْ اَھْلِ ھٰذَا الشَّانِ مَنْ یَّزِیْدُ اَللّٰہُ قَدِیْرٌ

اور منجملہ ذکر خفی تو اسم ذات ہے اور اُن صفات کے ساتھ جو اُصول ہیں اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم گویا ان کو اپنی ناف سے نکالتا ہے اپنے سینے تک اور اپنے سینے سے نکالتا ہے اپنے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک پھر یوں کہے اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع اُترتا ہوا اُن ہی منزلوں پر جیسا کہ اُن پہ چڑھا تھا درجہ بدرجہ تو یہ ایک دورہ ہوا پھر اُسی طرح بار بار کیا کرے اور اس طریقے کے بعض لوگ اللہ قدیر کو بھی زیادہ کرتے ہیں۔ ف توضیح اس کی یوں ہے کہ اللہ سمیع دل سے کہے ناف سے سینے تک چڑھے اپنے تصوّر میں پھر اللہ بصیر کہہ کر سینے سے دماغ تک پہونچے پھر وہاں سے اللہ علیم کہہ کر عرش تک پہنچے پھر یہی خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اُترے یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش سے دماغ پر ٹھہرے اور اللہ بصیر کہہ کر دماغ سے سینہ تک ٹھہرے پھر اللہ سمیع کہتے ہوئے ناف تک ٹھہر جاوے اسی طرح ہر بار کرتا رہے اور اگر اللہ قدیر کو زیادہ کرے تو تیسری بار آسمان تک

بیان ذکر خفی از مخصوص دورہ قدیریہ

پہونچے اور چوتھی بار عرش تک وَمِنْهُ النَّفْيُ وَالْاِثْبَاتُ وَصِفَتُهٗ اِمَّا كَذِكْرِنَا فِي الْجَهْرِ وَاِمَّا بِاَنْ يَّكُوْنَ مُتَيَقِّظًا مُطَّلِعًا عَلٰى اَنْفَاسِهٖ فَاِذَا خَرَجَ النَّفَسُ بِطَبِيْعَتِهٖ مِنْ غَيْرِ قَصْدِهٖ وَاِرَادَتِهٖ قَالَ مَعَ خُرُوْجِهٖ لَآ اِلٰهَ بِلِسَانِ الْقَلْبِ وَاِذَا دَخَلَ قَالَ مَعَ دُخُوْلِهٖ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ الْاَكَابِرُ وَهٰذَا پَاسُ انْفَاسٍ وَلَهٗ اَثَرٌ عَظِيْمٌ فِيْ نَفْيِ الْخَوَاطِرِ وَزَوَالِ حَدِيْثِ النَّفْسِ اور منجملہ ذکر خفی نفی اور اثبات ہے اور طریقہ اُس کا یا اس طرح ہے جو ذکر جلی میں مذکور ہو چکا یا اس طرح پر ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار ہو جاوے اپنے دموں پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر نکلے خود بخود بدوں اپنے ارادے اور قصد کے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا اِلٰہ پھر جب سانس اندر کو جاوے خود بخود تو اندر جانے کے ساتھ ہی اِلّا اللہ کہے طریقت کے بزرگوں نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے اور اس کا بڑا اثر ہے نفی خطرات اور وسواس کے دُور ہو جانے میں چنانچہ کسی عارف نے فرمایا ہے۔ **شعر**

طریقۂ پاس انفاس

اگر تو پاس داری پاس انفاس — بسلطانی رسانندت ازیں پاس
تا بجاروب لا نروبی راہ — نرسی در مقام الّا اللہ

رباعی

در ذات مقدست کسی راہ نیست — وز عین جلال ہیچ کس آگہ نیست
سرمایۂ رہرواں کہ راہش طلبند — جز گفتن لا اِلٰہ اِلّا اللہ نیست

فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ ذِكْرِ الْخَفِيِّ وَشُوْهِدَ فِي الطَّالِبِ نُوْرُهٗ اُمِرَ
بِالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْاَثَرِ الشَّوْقُ وَغَلَبَةُ الْحُبِّ
وَانْصِرَافُ عِنَانِ عَزِيْمَتِهٖ اِلَى الْفِكْرِ وَاِيْثَارُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
وَاجْتِمَاعُ الْهِمَّةِ عَلٰى طَلَبِهٖ وَوِجْدَانُ الْحَلَاوَةِ فِي السُّكُوْتِ
وَالنَّفْرَةُ عَنِ الْكَلَامِ وَالْاِشْتِغَالِ بِاَمْرِ الدُّنْيَا پھر جب ذکر خفی
کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو تو اس کو مراقبہ کرنے کا
امر کیا جاوے اور ذکر خفی کے اثر سے شوق مراد ہے اور غالب ہونا محبّت
الٰہی کا اور عزیمت کی باگ کا پھیرنا فکر کی جانب اور تقدیم اللہ عز وجل
کی اور ہمت کا جم جانا اُسی کی طلب پر اور حلاوت پانا چپ رہنے میں اور
گفتگو اور اشغال امر دنیاوی سے نفرت کا ہونا۔ وَاَمَّا الْمُرَاقَبَةُ فَهِيَ
عِنْدَهُمْ عَلٰى اَنْوَاعٍ كَثِيْرَةٍ يَجْمَعُهَا اَمْرٌ وَهُوَ اَنْ يَتَلَفَّظَ بِاٰيَةٍ
اَوْ كَلِمَةٍ بِاللِّسَانِ اَوْ يَتَخَيَّلَهَا فِي الْجَنَانِ وَيَفْهَمُ مَعْنَاهَا فَهْمًا
جَيِّدًا ثُمَّ يَتَصَوَّرُ كَيْفَ هٰذَا الْمَعْنٰى وَمَا صُوْرَةُ تَحَقُّقِهٖ ثُمَّ
يَجْمَعُ الْخَاطِرَ عَلٰى تِلْكَ الصُّوْرَةِ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ خُطُوْرَةً سِوَاهَا
حَتّٰى يَتَحَقَّقَ الْاِسْتِغْرَاقُ فِيْهَا وَنَوْعُ ذُهُوْلٍ عَمَّا سِوَاهَا

طریق مراقبہ

اور مراقبہ تو بزرگان طریقت کے نزدیک بہت اقسام پر ہے اور جامع ان
اقسامِ کثیرہ کا ایک امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی کلمہ زبان
سے کہے یا اُس کا دل میں خیال کرے اور اس کے معنی کو خوب طرح بوجھے
پھر تصوّر کرے کہ یہ مدعا کیوں کر ہے اور اس کی تحقیق اور ثبوت

مراقبہ حضور حق تبارک وتعالیٰ

کی کیا صورت ہے پھر اسی صورت پر خاطر کو جمع کرے اس طرح پر کہ سوائے اس کے کوئی خطرہ نہ آوے یہاں تک کہ اس میں استغراق متحقق ہو اور ایک طرح کی ربودگی اور غفلت اُس کے ماسوا سے حاصل ہو مترجم کہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جانا کہ سوائے اُس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے اُس کو مراقبہ کہتے ہیں۔ وَالْاَصْلُ فِیْھَا قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ اور اصل مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ عبادت کرے اللہ کی گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اُس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ فَیَتَلَفَّظُ السَّالِکُ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ اَوْ یَتَخَیَّلُ فِی الْجَنَانِ ثُمَّ یَتَصَوَّرُ حُضُوْرَہٗ تَعَالٰی وَنَظَرَہٗ وَمَعِیَّتَہٗ تَصَوُّرًا جَیِّدًا مُّسْتَقِیْمًا مَعَ تَنْزِیْھِہٖ عَنِ الْجِھَۃِ وَالْمَکَانِ حَتّٰی یَسْتَغْرِقَ فِیْ ھٰذَا التَّصَوُّرِ اور اپنی زبان سے کہے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی یا اس کو دل میں خیال کرے بدوں تلفظ کے پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصوّر کرے باوجود پاک ہونے اس ذات مقدّس کے جہت اور مکان سے یہاں تک کہ تصوّر کو جماوے کہ اس میں ڈوب ہو جاوے۔ اَوْ یَتَصَوَّرُ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَیَتَصَوَّرُ مَعِیَّتَہٗ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا فِی الْخَلْوَۃِ وَالْجَلْوَۃِ

وَ الشُّغُلِ فِی الذِّهْنِ یا اس آیت کا تصور کرے وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ
لیعنی حق تعالیٰ تمھارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو اور اس کے ساتھ ہونے مراقبہ معیت
کو دھیان کرے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے تنہائی اور لوگوں کی ملاقات میں
اور مشغولی اور بیکاری میں اَوْ یَتَلَفَّظُ اَیْنَ مَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ
اللّٰهِ اَوْ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی اَوْ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِیْدِ اَوْ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ اَوْ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ
سَیَهْدِیْنِ اَوْ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ فَهٰذِهٖ
مُرَاقَبَاتٌ مُفِیْدَةٌ لِتَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اقسام مراقبات قرآنیہ
یا یہ آیت پڑھے کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ لیعنی جدھر تم
متوجہ ہو تو وہاں اللہ کی ذات ہے یا یہ آیت پڑھے اَلَمْ یَعْلَمْ
بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی لیعنی انسان نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے یا اس
آیت کو مراقبہ کرے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
لیعنی ہم قریب تر ہیں انسان کی رگِ گردن سے یا اس آیت کا تصور کرے
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ لیعنی اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے
ہے یا اس آیت کا دھیان کرے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ لیعنی
البتہ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ اب مجھ کو ہدایت کرے گا یا اس آیت
کا مراقبہ کرے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ
لیعنی حق تعالیٰ اول ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں آخر ہے جو بعد
فنائے عالم باقی رہے گا ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے

باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا سو
یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل متعلق ہونے کے واسطے مفید
ہیں۔ وَأَمَّا الْمُفِيْدَةُ بِقَطْعِ الْعَلَائِقِ وَالتَّجَرُّدِ التَّامِّ وَالسُّكْرِ
وَالْمَحْوِ فَهِيَ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَصِفَتُهٗ أَنْ يَّتَصَوَّرَ نَفْسَهٗ
قَدْ مَاتَ وَصَارَ رَمَادًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ وَالسَّمَآءُ قَدِ
انْشَقَّتْ وَكُلُّ شَيْءٍ قَدْ بَطَلَ تَرْكِيْبُهٗ وَهَيْئَتُهٗ وَيَتَصَوَّرَ اللّٰهَ بَاقِيًا
مَوْجُوْدًا فَيَبْقٰى عَلٰى هٰذَا التَّصَوُّرِ مَلِيًّا فَإِنَّهٗ يُفِيْدُ الْمَحْوَ
اور وہ مراقبہ جو قطع علائق اور پورے مجرد ہو جانے اور بیہوشی اور فنا
کے لیے مفید ہے وہ مراقبہ اس آیت کا ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ
وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یعنی جو زمین پر ہے
وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات
جو بڑائی اور بزرگی والا ہے اور اس کے مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ
کو تصور کرے کہ مر گیا اور ایسی راکھ ہو گیا جس کو ہوائیں اڑاتی ہیں۔
اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی،
اور اللہ کو باقی اور موجود دھیان کرے سو اس تصور پر دیر تک قائم
رہے تو یہ نیستی اور نابودی کو مفید ہوگا **ف** ایسے تصورات کی سند وہ حدیث
ہے جو صحیح مسلم میں امیر المومنین علیؓ مرتضیٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ

مراقبہ فنا

وَسَدِّدْنِیْ وَاذْکُرْ بِالْهُدٰی هِدَایَتَكَ الطَّرِیْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ یعنی اے علیؓ کہہ کہ خداوندا مجھ کو ہدایت کر اور سیدھا چلا اور ہدایت سے اپنی راہ کے چلنے کو اور راستی سے تیر کی راستی کو دھیان کر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین رضؓ سید اولیا کو وہ طریقہ سکھایا جس سے بتدریج محسوسات سے حالات مطلوبہ کو انسان پہونچ جاوے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ وَکَذٰلِكَ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلَاقِیْکُمْ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ اور اسی طریقہ مذکورہ سے اس آیت کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ آخر آیت تک یعنی مقرر جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو۔ وہ تم کو ملنے والی ہے جہاں کہیں کہ تم ہوگے موت تم کو پالیوے گی اگرچہ تم اونچے یا مضبوط برجوں میں ہو فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ الْمُرَاقَبَةِ فِی الطَّالِبِ وَشُوْهِدَ نُوْرُهٗ اُمِرَ بِالتَّوْحِیْدِ الْاَفْعَالِیِّ پھر جب اثر مراقبہ کا طالب میں ظاہر ہو اور اس کا نور مشاہدہ ہو تو اس کو توحید افعالی کا امر کیا جاوے۔ **ف** توحید افعالی یہ ہے کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو خدا کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمرو سے تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے نہ توقع سعدی نے فرمایا شعر

درین نوعی از شرک پوشیدہ ہست — کہ زیدم بیازرد و عمروم بخست

وَاعْلَمْ اَنَّ الشَّارِعَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَغَّبَ وَ

حَثَّ عَلٰی شَیْئَیْنِ عَلَی الذِّکْرِ وَالْمُرَادُ مِنْہُ مَا یَتَلَفَّظُ بِہٖ وَعَلَی الْفِکْرِ وَالْمُرَادُ مِنْہُ الْمُرَاقِبَۃُ اور جان رکھ اے مخاطب کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو چیز پر ترغیب اور آمادگی دلائی ایک ذکر پر اور مراد ذکر سے وہ ہے جو زبان سے بولا جاوے اور دوسرے فکر پر اور مراد اُس سے مراقبہ ہے۔ قَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ مِمَّا جَرَّبْنَا لِکَشْفِ الْوَقَائِعِ الْاٰتِیَۃِ عَلٰی مَاھِیَ عَلَیْہِ اَنْ یَّعْتَکِفَ الطَّالِبُ فِیْ خَلْوَۃٍ وَیَغْتَسِلُ وَیَلْبَسُ اَحْسَنَ لِبَاسِہٖ وَیَتَطَیَّبُ وَیَجْلِسُ عَلَی السَّجَّادَۃِ وَیَضَعُ مُصْحَفًا مَفْتُوْحًا عَلٰی یَمِیْنِہٖ وَمُصْحَفًا مَفْتُوْحًا عَلٰی یَسَارِہٖ وَمُصْحَفًا کَذٰلِکَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَمُصْحَفًا کَذٰلِکَ خَلْفَہٗ ثُمَّ یَدْعُوا اللّٰہَ اَنْ یَّکْشِفَ عَلَیْہِ الْوَاقِعَۃَ الْفُلَانِیَّۃَ بِجُھْدِ ھِمَّتِہٖ ثُمَّ یَشْرَعُ فِیْ اِسْمِ الذَّاتِ مِنْ غَیْرِ غَمْضِ الْعَیْنِ فَیَضْرِبُ مَرَّۃً فِی الْمُصْحَفِ الْاَیْمَنِ وَمَرَّۃً فِی الْاَیْسَرِ وَمَرَّۃً خَلْفَہٗ وَمَرَّۃً بَیْنَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَجِدَ فِیْ نَفْسِہٖ اِنْشِرَاحًا وَّنُوْرًا وَّیُوَاظِبُ عَلٰی ذٰلِکَ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ وَّنَحْوَھَا مَعَ الْخَلْوَۃِ فَاِنَّہٗ یُکْشَفُ عَلَیْہِ الْبَتَّۃَ قُلْتُ ھٰذَا مَا قِیْلَ وَفِیْ قَلْبِیْ مِنْہُ شَیْءٌ لِمَا فِیْہِ مِنْ اِسَاءَۃِ الْاَدَبِ بِالْمُصْحَفِ بعضی مشائخ نے کہا جس کا ہم نے تجربہ کیا ہے وقائع آئندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور غسل کرے اور اپنا عمدہ لباس پہنے اور خوشبو لگاوے اور مصلے پر بیٹھے اور کھلا ایک مصحف اپنے

برائے کشف وقائع آئندہ

داہنے رکھے اور کھلا ایک مصحف اپنے بائیں رکھے اور اسی طرح ایک مصحف
اپنے آگے اور اسی طرح ایک مصحف اپنے پیچھے رکھے پھر حق تعالیٰ سے
بکوشش تمام یہ دعا کرے کہ فلانے واقعے کو اس پر ظاہر کر دے پھر اسم
ذات کے ذکر میں شروع کرے بدون آنکھ بند کرنے کے (یعنی مجتہد۱۲) تو ایک بار داہنے
مصحف پر ضرب لگا دے اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور ایک بار
آگے ضرب لگا دے یہاں تک کہ اپنے دل میں کشائش اور نور کو پا دے
اور سات دن مانند اس کے اس پر مداومت کرے خلوت کے ساتھ تو
البتہ اس پر کشف حال ہوگا میں کہتا ہوں کہ ایسا کچھ کہا ہے کہنے والوں نے
اور میرے دل میں اس سے کچھ تردد ہے (یعنی حضرت شاہ ولی اللہ۱۲) اس واسطے کہ اس میں بے ادبی[ا]
ہے مصحف مجید کے ساتھ وَ الَّذِیْ اَخْتَارَہٗ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ فِیْ ھٰذَا
الْبَابِ اَنْ یَذْکُرَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِھٰذِہِ الْاَسْمَاءِ یَا عَلِیْمُ یَا مُبِیْنُ
یَا خَبِیْرُ مَعَ مُرَاعَاتِ الشُّرُوْطِ الْمَذْکُوْرَۃِ اِمَّا کَمَا وَصَفْنَا
فِی الذِّکْرِ بِضَرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ اَوْ بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ
اور کشف واقعہ آئندہ میں جو طریقہ ہمارے والد مرشد نے پسند کیا ہے وہ
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے ان اسمائے ثلثہ سے یا علیم یا مبین یا خبیر
شروط مذکور کی مراعات کے ساتھ یا اس طرح جیسا ہم نے ذکر
یک ضربی میں بیان کیا ہے یا اس طرح جیسا ذکر سہ ضربی میں واللہ اعلم

[ا] سچ فرمایا حضرت مصنف رح نے اور کیا حاجت ہے اس کی مذکور اصلی تو استخارہ
مسنونہ میں بھی حاصل ہے ۱۲ ق

ف مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا شروط مذکورہ سے خلوت اور لباس اور غسل اور
خوشبو لگانا اور مصلے پر بیٹھنا بدوں مصاحف کے رکھنے کے مراد ہے
وَقَالُوْا مِمَّا جَرَّبْنَا لِكَشْفِ الْاَرْوَاحِ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ الْمَذْكُوْرِ
اَنْ يَّضْرِبَ فِى الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ سُبُّوْحٌ وَ فِى الْاَيْسَرِ
قُدُّوْسٌ وَ فِى السَّمَآءِ رَبُّ الْمَلٰۤئِكَةِ وَ فِى الْقَلْبِ وَ
الرُّوْحِ اور مشائخ قادریہ نے کہا ہے کہ جو طریقہ کہ کشف ارواح کے
واسطے ہمارا مجرب ہے شروط مذکورہ کے ساتھ وہ یہ ہے کہ داہنے
طرف سُبُّوْحٌ کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ کی اور آسمان
میں رَبُّ الْمَلٰۤئِكَةِ کی ضرب لگاوے اور دل میں وَالرُّوْحِ کی وَلِتَحْصِيْلِ
الْاُمُوْرِ الْمُهِمَّةِ الصَّعْبَةِ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ اَنْ يُّصَلِّىَ فِى اللَّيْلِ
مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ يَضْرِبُ فِى الْاَيْمَنِ يَا حَىُّ وَفِى الْاَيْسَرِ يَا وَهَّابُ
يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ اور امور مہمہ مشکلہ کے حاصل کرنے کے واسطے
ان ہی شروط مذکورہ کے ساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر
اس کے واسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف یا حیّ کی ضرب لگاوے اور بائیں
طرف یا وہاب کی اسی طرح ہزار بار کرے۔ وَلِاِنْشِرَاحِ الْخَاطِرِ وَدَفْعِ
الْبَلَآءِ اَنْ يَّضْرِبَ اللّٰهُ فِى الْقَلْبِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كَمَا
وَصَفْنَاهُ فِى النَّفْىِ وَالْاِثْبَاتِ وَالْحَىُّ فِى الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ وَالْقَيُّوْمُ
فِى الْاَيْسَرِ اور انشراح خاطر اور دور کرنے بلاؤں کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ
کی ضرب دل میں لگاوے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کی اس طرح ضرب لگاوے

طریق کشف ارواح

برائے حصول امور مشکل

برائے انشراح خاطر و دفع بلا

جیسا ہم نے نفی اور اثبات میں بیان کیا اور اَلْحَیُّ کی ضرب داہنی طرف اور اَلْقَیُّوْمُ کی ضرب بائیں طرف لگاوے وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَدْعُوا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِشِفَاءِ مَرِیْضٍ اَوْ دَفْعِ جُوْعٍ وَّ تَوْسِیْعِ الرِّزْقِ اَوْ قَھْرِ عَدُوٍّ فَلْیَطْلُبِ الْاِسْمَ الْمُنَاسِبَ بِحَاجَتِہٖ فِی الْاَسْمَآءِ الْحُسْنٰی فَلْیَذْکُرْ بِذٰلِکَ الْاِسْمِ بِضَرْبَتَیْنِ اَوْ ثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ اَوْ اَرْبَعٍ فَیَقُوْلَ یَا شَافِیْ اَوْ یَا صَمَدُ اَوْ یَا رَزَّاقُ اَوْ یَا مُذِلُّ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَ اَحْکَمُ اور جب اللہ عزوجل سے دعا کرنے کا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی کا یا کشائش رزق کا یا مغلوبی دشمن کا تو چاہیئے کوئی اسم الٰہی موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنٰی سے طلب کرے۔ سو اس نام کو دو ضرب یا تین ضرب یا چار ضرب کے ساتھ ذکر کرے تو یوں کہے شفاء بیمار میں یاشافی یا دافع گرسنگی میں یاصمد یا کشائش رزق میں یارازق یا دافع دشمن میں یا مذل اور سوا اس کے اور اسمائے الٰہی کو موافق اپنے مطلب کے بطریق مذکور ذکر کرے۔ واللہ اعلم واحکم۔

برائے شفائے مریض وغیرہ

فصل پانچویں

فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَآئِخِ الْچِشْتِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ خُوَاجَہ مُعِیْنُ الدِّیْنِ حَسَنِ الْچِشْتِیِّ وَچِشْتُ قَرْیَۃُ شُیُوْخِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ یہ فصل ہے مشائخ چشتیہ

کے اشغال ہیں اور وہ امام طریقۂ خواجہ معین الدین حسن چشتی کے مرید ہیں اور چشت خواجہ معین الدین کے پیروں کے گانوں کا نام ہے خدا راضی رہے اُن سے اور ان کے سب پیروں سے ف مولانا نے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اس اُمت کے عمدہ اولیاء میں ہیں۔ اُن کے ہاتھ پر ہزاروں کفار ہنود مسلمان ہوئے۔ منقول ہے کہ جب خواجہ کا وصال ہوا تو آپ کی پیشانی مبارک پر یہ نقش ظاہر ہو گیا۔ حَبِیْبُ اللّٰهِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰهِ۔ یعنی خدا کا دوست خدا کی محبت میں مر مٹا۔ وَقَالُوْا جَاءَ عَلِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی اَقْرَبِ الطُّرُقِ اِلَی اللّٰهِ وَاَفْضَلِهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاَسْهَلِهَا لِعِبَادِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكَ بِمُلَازَمَةِ الذِّكْرِ فِی الْخَلْوَةِ فَقَالَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ كَیْفَ اَذْكُرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَمِّضْ عَیْنَیْكَ وَاسْمَعْ مِنِّیْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَعَلِیٌّ یَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ ثُمَّ لَقَّنَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ الْحَسَنَ الْبَصْرِیَّ وَهٰكَذَا حَتّٰی وَصَلَ اِلَیْنَا وَهٰذَا الْحَدِیْثُ اِنَّمَا وَجَدْنَاهُ عِنْدَ هٰؤُلَاءِ الْمَشَائِخِ وَعَلٰی قَوَانِیْنِ اَهْلِ الْحَدِیْثِ

فِیْہِ بَحْثٌ طَوِیْلٌ اور مشائخ چشتیہ رح نے فرمایا کہ امام اولیاء علی مرتضےٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو راہ بتائیے جو سب راہوں سے زیادہ قریب تر ہو اللہ کی طرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک اور اس کے بندوں پر آسان تر ہو تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کرلے مداومت ذکر کی خلوت میں سو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا۔ کیوں کر ذکر کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو بند کرو اور مجھ سے سُن تین بار سو آنحضرت صلعم نے تین بار فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور علی مرتضےٰ ؓ سُنتے تھے۔ پھر علی مرتضےٰ ؓ نے تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور آنحضرت صلعم اس کو سُنتے تھے پھر علی مرتضےٰ نے یہ طریقہ حسن بصری کو تعلیم کیا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ مرشد بمرشد ہم تک پہنچا۔ مصنف رح نے فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہم نے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا۔ اور اہل حدیث کے قوانین پر تو اس میں طویل بحث ہے۔ ف مولانا نے فرمایا بحث کی یہ وجہ ہے کہ یہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب ہے ۔ اور بہ شدت منقطع ہے اس واسطے کہ ملاقات حسن بصری رح کی علی مرتضےٰ ؓ سے باعتبار تاریخ کے ثابت نہیں اور رکاکت الفاظ اس پر علاوہ مترجم کہتا ہے فی الواقع کتب اسماء الرجال سے اتصال اس روایت کا مشکل ہے لیکن اولیائے چشت رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن ظن اس کو مقتضی ہے کہ اس حدیث کو پایۂ اعتبار سے بشبہۂ انقطاع ساقط

نہ کیجیے اس واسطے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بشرطِ عدالت رُوات حدیث مرسل بھی حجت ہے۔ واللہ اعلم فَاِذَا اَرَادَ الشَّیْخُ اَنْ یُّلَقِّنَ تِلْمِیْذَہٗ اَمَرَہٗ اَنْ یَّصُوْمَ یَوْمًا فَاِنْ کَانَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَھُوَ اَوْلٰی ثُمَّ یَأْمُرُہٗ بِالْاِسْتِغْفَارِ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاجْتَھِدْ اَنْ لَّا یَاْتِیَ عَلَیْکَ زَمَانٌ اِلَّا وَاَنْتَ ذَاکِرٌ وَّاعْلَمْ اَنَّ قَلْبَکَ مَوْضُوْعٌ تَحْتَ ثَدْیِکَ الْاَیْسَرِ بِاِصْبَعَیْنِ عَلٰی صُوْرَۃِ زَھْرِ الصَّنُوْبَرِ وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ فَوْقَانِیٌّ وَّبَابٌ تَحْتَانِیٌّ۔ پھر جب مُرشد ارادہ کرے اپنے مُرید کی تلقین کرنے کا تو اس کو امر کرے روزہ رکھنے کا سو اگر پنجشنبہ کے دن ہو تو بہتر ہے۔ پھر اُس شخص سے امر کرے دس بار استغفار کرنے کو اور دس بار درُود پڑھنے کو پھر مرشد کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی مضبوط کتاب میں فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے سو تو اس پر کوشش کر کہ کوئی زمانہ بدوں ذکر کے تجھ کو نہ گذرے اور معلوم کر اے طالب کہ تیرا دل رکھا ہے تیری بائیں چھاتی کے نیچے دوؔ انگل پر بصورت شگوفہ چلغوزہ[۱] کے اور اس کے دوؔ

---

[۱] کتب لغت سے معلوم ہوا کہ چلغوزہ پیڑ کے درخت کو کہتے ہیں اور یہی درخت صنوبر ہے اور بعضوں نے صنوبر درخت سرو ناز کو بھی کہا ہے ۱۲۔

دروازے ہیں ایک دروازہ اُوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا۔ف مصنّف نے حاشیے میں فرمایا کہ باب فوقانی سے وہ مُراد ہے جو جسم سے ملا ہے اور باب تحتانی سے وہ مُراد ہے جو رُوح سے متصّل ہے۔ اَمَّا الْبَابُ الْفَوْقَانِیُّ فَفَتْحُہٗ بِالذِّکْرِ الْجَلِیِّ فَاَمَّا التَّحْتَانِیُّ فَفَتْحُہٗ بِالذِّکْرِ الْخَفِیِّ دل کے اُوپر کے دروازے کی کشائش تو ذکر جلی سے ہوتی ہے اور نیچے کے دروازے کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے۔ فَاِذَا اَرَدْتَ الذِّکْرَ الْجَلِیَّ فَاجْلِسْ مُتَرَبِّعًا وَخُذِ الْعِرْقَ الَّذِیْ یُسَمّٰی کَیْمَاسَ بِاِبْہَامِ قَدَمِکَ الْیُمْنٰی وَالَّتِیْ تَلِیْہَا وَسَمِعْتُ سَیِّدِیَ الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَقُوْلُ ھُوَ عِرْقٌ فِیْ بَطْنِ الرُّکْبَۃِ یَھْبِطُ مِنْ جَانِبِ الْفُخْذِ وَاَخْذُہٗ بِھٰذِہِ الْکَیْفِیَّۃِ یُفِیْدُ نَفْیَ الْخَوَاطِرِ وَیَجْمَعُ الْھِمَّۃَ وَیُسَخِّنُ الْقَلْبَ تَسْخِیْنًا عَجِیْبًا۔ پھر جب تو ذکر جلی کا ارادہ کرے تو چارزانو بیٹھ اور پکڑ اس رگ کو جس کا کیماس نام ہے اور اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کو داب کر اور میں نے اپنے والد مُرشد قدس سرہ سے سُنا کہتے تھے کہ کیماس وہ رگ ہے زانو کے تلے ران کی جانب سے اُترتی ہے اور اس کا اس طرح سے پکڑنا نفی وساوس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دل کو گرم کر دیتا ہے عجیب گرمی کے ساتھ وَاجْلِسْ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ بِاِجْتِمَاعِ الْعَزِیْمَۃِ ثُمَّ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِالشَّدِّ وَالْمَدِّ وَبِاِخْرَاجِ الْقُوَّۃِ مِنْ دَاخِلِ الْقَلْبِ وَاَخْرِجْ لَفْظَۃَ لَا مِنَ

ذکر جلی و خفی

السُّرَّةِ وَامْدُدْهَا اِلَی الْمَنْكِبِ الْاَيْمَنِ وَلَفْظَةَ اِلٰهَ مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ تُشِيْرُ بِذٰلِكَ اَنَّكَ اَخْرَجْتَ حُبَّ مَنْ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ بَاطِنِكَ وَاَلْقَيْتَهٗ خَلْفَكَ فَتَنَفَّسْ تَنَفُّسًا اٰخَرَ فَاضْرِبْ اِلَّا اللّٰهُ فِی الْقَلْبِ بِالشِّدَّةِ وَالْقُوَّةِ اور بطریق مذکور بیٹھ بطور[1] نشست نماز کے رو بقبلہ حضور دل سے ہمّت کو مجتمع کر کے پھر کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سختی اور کشیدگی کے ساتھ اور قوّت کو دل کے اندر سے نکال کر اور لفظ لا کا ناف سے نکال اور اُس کو کھینچ داہنے مونڈھے تک اور لفظ اِلٰہَ کا دماغ کی جھلّی سے اشارہ کرے تو اس تصوّر سے گویا تو نے غیر خدا کی محبّت کو اپنے اندر سے نکالا اور اُس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا پھر دوسرا دم لے سو اِلَّا اللّٰہُ کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کر وَيُلَاحِظُ الْمُبْتَدِیْ نَفْیَ الْمَعْبُوْدِيَّةِ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُتَوَسِّطُ نَفْیَ الْمَقْصُوْدِيَّةِ وَالْمُنْتَهِیْ نَفْیَ الْوُجُوْدِ اور اس نفی اور اثبات سے مبتدی ملاحظہ کرے نفی معبودیّت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیّت کا اور منتہی نفی وجود کا وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ فِیْ هٰذَا الذِّكْرِ جَمْعُ الْهِمَّةِ وَفَهْمُ الْمَعْنٰى وَيَنْبَغِیْ لِصَاحِبِ الذِّكْرِ الْجَلِیِّ اَنْ لَّا يُقَلِّلَ الطَّعَامَ جِدًّا بَلْ يَكْفِيْهِ

---

[1] ظاہرا ابتدائے عبارت عربی پر ہمزہ رہ گیا ہے۔ یعنی اوا جلس ہو تو دیدکے لیے وال فقط لفظ مستقبل القبلہ بعد لفظ مترجم کے لکھنا کفایت کرتا ہے اُس مطلب کے لیے جو مترجم نے یہاں زیادہ کیا واللہ اعلم ۱۲ ق

اَنْ یَّخْلِیَ رُبُعَ الْمِعْدَۃِ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّاکُلَ شَیْئًا مِنَ الدَّسَمِ بِئَلَّا یَتَشَوَّشَ دِمَاغُہٗ اور شرط اعظم اس ذکر میں ہمت کا جمع کرنا اور معنی کا بوجھنا ہے اور ذکرِ جلی کرنے والے کو لائق یہ ہے کہ کھانے کو نہایت کم نہ کرے بلکہ اس کو کافی ہے کہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور مناسب ہے کہ کچھ چکنائی کھایا کرے تاکہ اس کا دماغ نہ پریشان ہو خشکی کے سبب سے وَاِذَا اَرَدْتَّ پَاسَ اَنْفَاسٍ فَکُنْ مُسْتَیْقِظًا وَاقِفًا عَلٰی اَنْفَاسِکَ فَکُلَّمَا خَرَجَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ خُرُوْجِہٖ لَآ اِلٰہَ کَاَنَّکَ تُخْرِجُ مَحَبَّۃَ کُلِّ شَیْئٍ سِوَی اللّٰہِ مِنْ بَاطِنِکَ وَاِذَا دَخَلَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ دُخُوْلِہٖ اِلَّا اللّٰہُ کَاَنَّکَ تَدْخِلُ وَتُثْبِتُ مُحَبَّۃَ اللّٰہِ فِیْ قَلْبِکَ ۔ اور جب کہ تو اے سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو بیدار اور اپنے دموں پر واقف ہو جا۔ پھر جب دم باہر کو نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ لَآ اِلٰہَ کہہ گویا ہر چیز کی محبت کو سوائے خدا کے اپنے باطن سے نکالتا ہے اور جب دم اندر کی طرف آئے تو اس کے داخل ہونے کے ساتھ اِلَّا اللّٰہ کہہ گویا تو داخل کرتا ہے اور محبت الٰہی کو ثابت کرتا ہے اپنے دل میں قَالُوْا وَالرُّکْنُ الْاَعْظَمُ رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّیْخِ عَلٰی وَصْفِ الْمَحَبَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ وَمُلَاحَظَۃِ صُوْرَتِہٖ قُلْتُ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَظَاھِرَ کَثِیْرَۃً فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِیًّا کَانَ اَوْ ذَکِیًّا اِلَّا وَقَدْ ظَھَرَ بِحِذَآئِہٖ صَارَ مَعْبُوْدًا لَّہٗ فِیْ مَرْتَبَتِہٖ وَلِھٰذَا السِّرِّ نَزَلَ

پاس انفاس

الشَّرْعُ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالِاسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قِبْلَتِهٖ وَسَأَلَ جَارِيَةً سَوْدَاءَ فَقَالَ أَيْنَ اللّٰهُ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ فَسَأَلَهَا مَنْ أَنَا فَأَشَارَ بِإِصْبَعِهَا تَعْنِيْ اللّٰهُ أَرْسَلَكَ فَقَالَ هِيَ مُؤْمِنَةٌ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَتَوَجَّهَ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ وَلَا تَرْبُطْ قَلْبَكَ إِلَّا بِهٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّهِ إِلَى الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ النُّوْرِ الَّذِيْ وُضِعَ عَلَيْهِ وَهُوَ أَزْهَرُ اللَّوْنِ كَمِثْلِ لَوْنِ الْقَمَرِ أَوْ بِالتَّوَجُّهِ إِلَى الْقِبْلَةِ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُوْنُ كَأَنَّمَا قَبِلَهُ بِهٰذِهِ الْحَدِيْثِ۔ مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم کی صفت پر اور اُس کی صورت کا ملاحظہ کرنا میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر کثیرہ ہیں سو نہیں کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر کہ اُس کے مقابل ظاہر ہو کر اُس کا معبود ہو گیا ہے بحسب مرتبہ اُس کے کے اور اسی بھید کے سبب سے رو بقبلہ ہونا اور استوا علی العرش کا شرع میں نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہے اُس کے درمیان اور اُس کے قبلہ کے درمیان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کالی لونڈی سے پوچھا تو فرمایا کہ اللہ کہاں ہے لونڈی نے آسمان کی

رابطہ قلبی شیخ

طرف اشارہ کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ میں کون ہوں تو اُس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا مراد اُس کی یہ کہ خدا نے تجھ کو بھیجا ہے پس فرمایا آپ نے کہ یہ ایمان دار ہے تو اے سالک تجھ پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کہ تو متوجہ نہ ہو مگر اللہ ہی کی طرف اور اپنا دل نہ لگاوے مگر اُسی سے اگرچہ ہو عرش کی طرف متوجہ ہو کر۔ اور اس نور کا تصور کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کے مانند یا قبلے کی طرف متوجہ ہو کر چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف اشارہ کیا ہے تو یہ اس حدیث[1] کا گویا مراقبہ ہوگا واللہ اعلم **ف** مصنف رحمہ اللہ نے حاشیے میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کی عالم مثال میں تجلی ہے تو ہر شخص اپنی استعداد کے مناسب اُس کو ادراک کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے تجلی اور عالمِ مثال کی حقیقت کتب صوفیہ میں مفصل مذکور ہے یہ رسالہ مختصر لائق اُس کی تفصیل کے نہیں۔ فَاِذَا تَنَوَّرَ الطَّالِبُ بِنُوْرِ الذِّكْرِ اَمَرَهٗ بِالْمُرَاقَبَةِ وَهِيَ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الرَّقِيْبِ سُمِّيَتْ بِهٰذَا الْاِسْمِ لِاَنَّ الطَّالِبَ يُرَاقِبُ قَلْبَهٗ اَوْ يُرَاقِبُ اللّٰهَ كَمَا اَنَّ اللّٰهَ يُرَاقِبُهٗ فَيَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ اَوْ يَتَخَيَّلُ بِقَلْبِهٖ اَللّٰهُ حَاضِرِيْ اَللّٰهُ نَاظِرِيْ اَللّٰهُ شَاهِدِيْ اَللّٰهُ مَعِيْ اَوْ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ اَوْ كَاَنَّهٗ حَاضِرٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ

[1] مراد حدیث سے یہی حدیث ہے جو ابھی اوپر گزری۔ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ الحدیث ۱۲ ق۔

اَلْقِبْلَۃِ تُشَاهِدُهٗ پھر جب طالب رنگین ہو جاوے ذکر کے نور سے تو مرشد
اس کو مراقبہ کرنے کا امر کرے اور مراقبہ رقیب بمعنی محافظ اور نگہبان
سے مشتق ہے اس کا نام مراقبہ اس واسطے رکھا گیا کہ سالک بعضی مراقبات
میں اپنے دل کی محافظت اور نگہبانی کرتا ہے یا بعضے مراقبات میں اللہ تعالیٰ
کا مراقب ہوتا ہے جیسا اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے تو مراقبہ کرنے کے
وقت زبان سے کہے یا اپنے دل سے خیال کرے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری
اللہ شاہدی اللہ معی یا اس کا مراقبہ کرے اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ
یعنی آگاہ ہو جا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہے یا اس کا مراقبہ کرے کہ
گویا اللہ حاضر ہے تیرے درمیان اور تیرے قبلے کے درمیان ہیں اور
تو اُس کو مشاہدہ کرتا ہے۔ قَالَ الْمَشَائِخُ مَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِي
الْاَرْبَعِيْنِيَّةِ يَلْزِمُهٗ مُرَاعَاتِ اُمُوْرٍ دَوَامِ الصِّيَامِ وَ دَوَامُ
الْقِيَامِ وَتَقْلِيْلُ الْكَلَامِ وَالطَّعَامِ وَالْمَنَامِ وَالصُّحْبَةِ مَعَ الْاَنَامِ
وَالْمُوَاظَبَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ فِيْ حَالَاتِ الْيَقْظَةِ وَعِنْدَ الْمَنَامِ وَ
رَبْطُ الْقَلْبِ مَعَ الشَّيْخِ عَلَى الدَّوَامِ وَتَرْكُ الْغَفْلَةِ رَأْسًا حَتّٰى
تَكُوْنَ عِنْدَهٗ مِنَ الْحَرَامِ فَاِذَا اَدْخَلَ فِي الْحُجْرَةِ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى
تَعَوَّذَ وَسَمّٰى وَقَرَأَ سُوْرَةَ النَّاسِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِذَا اَدْخَلَ
الرِّجْلَ الْيُسْرٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
كُنْ لِيْ كَمَا كُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِيْ
مَحَبَّتَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَاشْغَلْنِيْ بِجَمَالِكَ

وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰھُمَّ امْحُ نَفْسِیْ بِجَذْبَاتِ ذَاتِكَ
یَا اَنِیْسَ مَنْ لَّا اَنِیْسَ لَہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ
الْوَارِثِیْنَ - مشائخ چشتیہ رح نے فرمایا جو چلے میں داخل ہونے کا
ارادہ کرے اُس کو چند اُمور کی رعایت کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا
اور سدا قیامِ شب کرنا اور بولنے اور کھانے اور سونے اور صحبت خلق
کو کم کر دینا اور ہمیشہ باوضو رہنا جاگنے اور سونے کے حالات میں
اور مرشد کے ساتھ ہمیشہ دل کو لگائے رکھنا اور غفلت کو بالکل ترک
کرنا یہاں تک کہ اس کے نزدیک غفلت از قسم حرام کے ہو جائے پھر
جب حجرے میں داہنا پانوں داخل کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہے اور قُلْ اَعُوْذُ
بِرَبِّ النَّاسِ کو تین بار پڑھے اور جب بایاں پانوں داخل کرے تو
اَللّٰھُمَّ سے آخر تک دُعا کرے یعنی خدا وندا تو میرا کارساز ہے
دنیا اور آخرت میں میرا مددگار جیسا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا مددگار و کارساز تھا - اور مجھ کو اپنی محبت دے - الٰہی مجھ کو اپنی
حُب نصیب کر اور اپنے جمال کے ساتھ مشغول کر لے اور مجھ کو عباد
مخلصین میں ڈال - الٰہی میرے نفس کو مٹا ڈال اپنی ذات کی کششوں
سے اے اُنیس اُس کے جس کا کوئی اُنیس نہیں اے رب مجھ کو نہ چھوڑیو
تنہا اور تو بہتر وارثین سے ہے - فَیَقُوْمُ عَلَی الْمُصَلّٰی وَیَقُوْلُ
اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا

اللّٰھم امح نفسی

وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَرْكَعُ
رَكْعَتَيْنِ فِي الْاُوْلٰى اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَفِي الثَّانِيَةِ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَةً طَوِيْلَةً وَيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَآءِ ثُمَّ يَقُوْلُ
يَا فَتَّاحُ خَمْسَ مِائَةِ مَرَّةٍ ثُمَّ يَشْتَغِلُ بِالْاَذْكَارِ الَّتِيْ
ذَكَرْنَاهَا پھر مصلے پر کھڑا ہوا اور اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کو
اکیس[۲۱] بار پڑھے یعنی میں نے اپنا منہ متوجہ کیا یک سو ہو کر اُس کی طرف جس نے
آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں داخل نہیں پھر دو رکعت
پڑھے۔ پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں اٰمَنَ
الرَّسُوْلُ پھر لنبا سجدہ کرے اور دعا میں خوب کوشش کرے پھر پانچ سو
بار یا فتاح کہے پھر اُن اذکار میں مشغول ہو جن کو ہم ذکر کر چکے، یعنی
ذکر جلی اور پاس انفاس اور مراقبات وَقَالُوْآ اِذَا دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ
قَرَأَ سُوْرَةَ اِنَّا فَتَحْنَا فِيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَجْلِسُ مُسْتَقْبِلًا اِلَى
الْمَيِّتِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ فَيَقْرَأُ سُوْرَةَ الْمُلْكِ وَيُكَبِّرُ
وَيُهَلِّلُ وَيَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ اِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةٍ ثُمَّ
يَقْرُبُ مِنَ الْمَيِّتِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ اَحْدٰى وَ
عِشْرِيْنَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا رُوْحُ يَضْرِبُهٗ فِي السَّمَآءِ وَيَا
رُوْحَ الرُّوْحِ يَضْرِبُهٗ فِي الْقَلْبِ حَتّٰى يَجِدَ اِنْشِرَاحًا وَّ
نُوْرًا ثُمَّ يَنْتَظِرُ لِمَا يَفِيْضُ مِنْ صَاحِبِ الْقَبْرِ عَلٰى قَلْبِهٖ

کشف قبور و استفاضہ بزرگان

اور مشائخ چشتیہ رح نے فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا دو رکعت میں پڑھے پھر میّت کی طرف سامنے ہو کر کعبہ معظّمہ کو پشت دے کر بیٹھے پھر سورہ مُلک پڑھے اور اللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے اور گیارہ بار سورۂ فاتحہ پڑھے۔ پھر میّت سے قریب ہو جاوے پھر کہے یارب یارب اکیس بار پھر کہے یا روح اور اس کو آسمان میں ضرب کرے اور یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے۔ یہاں تک کہ کشاکش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو سکے دل پر وَلِلْچِشْتِیَّۃِ صَلٰوۃٌ تُسَمّٰی صَلٰوۃَ الْمَعْکُوْسِ لَمْ نَجِدْ مِنَ السُّنَّۃِ وَلَا اَقْوَالِ الْفُقَهَآءِ مَا نَشُدُّ هَا بِہٖ فَلِذٰلِکَ حَذَفْنَاهَا وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ اور

صلوٰۃ المعکوس

چشتیوں کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صلوٰۃ المعکوس کہتے ہیں۔ ہم نے سنتِ مصطفویہ اور اقوالِ فقہا سے ایسی اصل اس کی نہیں پائی جس سے ہم اس کی تقویت کریں اسی واسطے ہم نے اُس کو ذکر نہ کیا اور علم اس کے جواز اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے وَلَهُمْ صَلٰوۃٌ تُسَمّٰی صَلٰوۃُ کُنْ فَیَکُوْنُ اور چشتیہ کے یہاں ایک

صلوٰۃ کن فیکون

نماز ہے جس کو صلوٰۃ کُنْ فَیَکُوْنُ کہتے ہیں۔ ف صلوٰۃ کُنْ فَیَکُوْنُ اس واسطے کہتے ہیں کہ مطلب برآری میں اُس کی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہے۔ قَالُوْا مَنِ اعْتَرَضَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ صَعْبَۃٌ فَلْیَرْکَعْ کُلَّ لَیْلَۃٍ مِّنْ لَیَالِی الْاَرْبَعَآءِ وَالْخَمِیْسِ وَالْجُمُعَۃِ رَکْعَتَیْنِ

يَقْرَأُ فِي الْأُوْلَى الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَّالْإِخْلَاصَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّفِي الثَّانِيَةِ الْفَاتِحَةَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّالْإِخْلَاصَ مَرَّةً وَّيَقُوْلُ مِائَةَ مَرَّةٍ اَیْ آسان کُنِنْدَهٔ دُشْوَارِیْهَا وَاَیْ روشن کننده تارِیْکِیْهَا مِائَةَ مَرَّةٍ وَّيَسْتَغْفِرُ اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّ يَدْعُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ فَإِذَا كَانَتِ الثَّالِثَةُ فَعَلَ هٰذَا ثُمَّ حَسَرَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهٖ وَجَعَلَ كُمَّهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَبَكٰى وَدَعَا اللهَ اِلٰى حَاجَتِهٖ خَمْسِيْنَ مَرَّةً فَاِنَّهٗ لَا بُدَّ يُسْتَجَابُ لَهٗ وَاللهُ اَعْلَمُ مشائخ چشتیہ نے صلوٰۃ کُنْ فَيَكُوْنَ کے بیان میں کہا ہے کہ جس کو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیئے کہ ہر رات کو لیالی ثلثہ یعنی چہار شنبہ اور پنج شنبہ اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعتیں ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللهُ سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سو بار اور قُلْ هُوَ اللهُ ایک بار اور سو بار یوں کہے اے آسان کننده دُشواریہا و اے روشن کننده تاریکیہا سو بار اور استغفار کرے سو بار اور درود پڑھے سو بار اور حق تعالیٰ سے دُعا کرے بحضور قلب پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اُتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے اور حق تعالیٰ سے دُعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ تعالیٰ

دعا اس کی مستجاب ہو گی واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ بعضے ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہو گا حالانکہ ادعیۂ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں — ہم جواب دیتے ہیں۔ کہ قلب روا یعنی چادر کا الٹا پلٹنا نماز استسقا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جاوے۔ تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا واسطے اشعار گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکر جائز نہ ہو گا۔

فصل چھٹی

فِی اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ النَّقْشَبَنْدِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ خَوَاجَہ بَہَاءُ الدِّیْنِ نَقْشَبَنْدِ الْبُخَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ یہ فصل ہے مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں نقشبندیہ امام طریقت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری کے مرید ہیں اللہ راضی ہو اُن سے اور اُن کے سب مریدوں سے قَالُوا اَلطُّرُقُ اِلَی الْوُصُوْلِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثٌ اَحَدُھَا الذِّکْرُ فَمِنْہُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَھُوَ الْمَاثُوْرُ عَنْ مُتَقَدِّمِیْھِمْ نقشبندیہ نے کہا کہ اللہ تک پہونچنے کی تین راہیں ہیں ایک تو ذکر ہے سو منجملہ ذکر کے نفی اور اثبات ہے اور وہی منقول ہے متقدمین نقشبندیہ سے

اشغال نقشبندیہ

وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّنْتَہِزَ فُرْصَۃً مِّنَ التَّشْوِیْشَاتِ الْخَارِجِیَّۃِ کَالْاِسْمَاعِ اِلٰی حَدِیْثِ النَّاسِ وَالدَّاخِلِیَّۃِ کَالْجُوْعِ الْمُفْرَطِ وَالْغَضَبِ وَالْاَلَمِ وَالشِّبَعِ الْمُفْرَطِ ثُمَّ یَذْکُرُ الْمَوْتَ وَیُحْضِرُہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ وَیَسْتَغْفِرُ اللہَ تَعَالٰی مِمَّا صَدَرَ مِنْہُ مِنَ الْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَضُمُّ شَفَتَیْہِ وَیُغْمِضُ عَیْنَیْہِ وَیَحْبِسُ نَفَسَہٗ فِیْ بَطْنِہٖ وَ یَقُوْلَ بِالْقَلْبِ لَا یَجُرُّ جُھَا مِنْ سُرَّتِہٖ اِلَی الْاَیْمَنِ وَیَمُدُّھَا حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی مَنْکِبِہٖ ثُمَّ یُحَرِّکُ مَنْکِبَہٗ اِلٰی رَاْسِہٖ فَیَقُوْلُ اِلٰہَ ثُمَّ یَضْرِبُ فِیْ قَلْبِہٖ بِالشِّدَّۃِ اِلَّا اللہُ - اورطریقہ نفی اثبات کے ذکر کا یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے تشویشات بیرونی سے چنانچہ لوگوں کی گفتگو سننا اور تشویشات اندرونی سے چنانچہ گرسنگی زائد اور غضب اور درد اور سیری بہت پھر موت کو یاد کرے اور تصوّر میں اس کو اپنے سامنے کرلے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے اُن گناہوں کی جو اس سے صادر ہوئے پھر دونوں لبوں اور دونوں آنکھوں کو بند کرے اور دم کو اپنے پیٹ میں حبس کرے اور دل سے کہے لَا اس کو اپنی ناف سے داہنی طرف نکالے اور کھینچے یہاں تک کہ اپنے مونڈھے تک پہونچے پھر مونڈھے کو سر کی طرف جھکاوے اور ہلاوے اور کہے اِلٰہَ پھر ضرب لگاوے اپنے دل میں سختی سے اِلَّا اللہُ کی **ف** مصنف قدس سرہ کے بھائی حضرت شاہ اہل اللہ نے چار باب میں فرمایا کہ مبادی سلوک میں

شغل نفی واثبات

اسم ذات ہے ہر روز بارہ ہزار اور نفی اور اثبات ہر ایک ایک ہزار ایک بار مواظبت کرنا آثار عجیب اور غریب کا مثمر ہے۔ قَالُوْا لِحَبْسِ النَّفْسِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فِيْ تَسْخِيْنِ الْبَاطِنِ وَجَمْعِ الْعَزِيْمَةِ وَهَيَجَانِ الْعِشْقِ وَقَطْعِ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ وَيَتَدَرَّجُ فِي الْحَبْسِ لِئَلَّا يَثْقُلَ عَلَيْهِ وَالْمُرَادُ بِالْحَبْسِ غَيْرُ الْمُفْرَطِ فَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَا يَاْمُرُ بِهِ الْجُوْكِيَّةُ بَوْنٌ بَائِنٌ نقشبندیہ نے فرمایا کہ حبس نفس یعنی دم روکنے کی عجیب خاصیت ہے۔ باطن کے گرم کر دینے اور جمعیت عزیمت اور عشق کے ابھارنے اور وساوس کے قطع کرنے میں اور بتدریج اندک اندک حبس دم کی مشق کرے تا اس پر گراں نہ ہو جاوے اور خشکی کی بیماری نہ پیدا ہو جاوے اور حبس دم سے حبس غیر مفرط مراد ہے جس کی نوبت عصر نفس تک نہ پہونچے تو نقشبندیہؒ کے حبس دم میں اور حبس کو جوگی بتاتے ہیں فرق بعید ہے **ف** مصنّف قدس سرہ نے فرمایا رباعی

حاشا کہ اکابر رہ جوگیہ روند | اثبات مقالات رباہین بکنند
حبس نفس و عصر نفس دارد فرق | حبس نفس است آنچہ اشانش بدہند

وَكَذٰلِكَ لِعَدَدِ الْوِتْرِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اَوَّلًا هٰذِهِ الْكَلِمَةَ مَرَّةً فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّهٰكَذَا يَتَدَرَّجُ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى اَحَدٍ وَّعِشْرِيْنَ مَعَ الْمُرَاعَاتِ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ اور حبس دم کے مانند شمار

طاق کی بھی عجیب خاصیت ہے تو اوّل اسی کلمۂ توحید کو ایک بار ایک دم میں کہے پھر تین بار ایک دم میں کہے اسی طرح درجہ بدرجہ چند روز کی مشق میں اکیس ۲۱ بار تک پہونچے طاق عدد کی مراعات کے ساتھ یعنی اوّل بار ایک بار اور دوسری بار تین بار اور تیسری بار پانچ بار اور چوتھی بار سات بار علیٰ ہٰذا القیاس وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ مُلَاحَظَۃُ نَفْیِ الْمَعْبُوْدِیَّۃِ اَوِ الْمَقْصُوْدِیَّۃِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِثْبَاتِہَا لَہٗ تَعَالٰی عَلٰی وَجْہِ التَّاکِیْدِ وَاِجْتِمَاعُ الْخَاطِرِ کَمَا یَدُوْرُ فِی النَّفْسِ مِنَ الْخَطَرَاتِ وَالْاَحَادِیْثِ اور شرط اعظم نفی واثبات ذکر میں ملاحظہ کرنا ہے نفی معبودیت یا نفی مقصودیت یا نفی وجود کا غیر اللہ تعالیٰ سے اور اثبات معبودیت وغیرہ کا حق تعالیٰ کے واسطے بروجہ تاکید اور اجتماع خاطر نہ اس طرح جیسے دل میں خطرات اور باتوں کے خیالات گھومتے پھرتے ہیں۔ وَمَنْ بَلَغَ اِلٰی اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ مَرَّۃً وَلَمْ یَنْفَتِحْ لَہٗ بَابٌ مِّنَ الْجَذْبِ وَانْصِرَافِ الْبَاطِنِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَجَبَ الْاِشْتِغَالُ بِاِسْمِہٖ وَالنَّفْرَۃُ عَنِ الْاِشْتِغَالِ الْاُخْرٰی فَلْیَعْرِفْ اَنَّ عَمَلَہٗ لَمْ یُقْبَلْ فَلْیَسْتَاْنِفْ بِھٰذِہِ الشُّرُوْطِ مِنَ الثَّلٰثَۃِ اِلٰی اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ اور جو شخص کہ اکیس ۲۱ بار تک پہونچا اور اُس کے واسطے جذب یعنی کشش ربانی اور خدا کی طرف گردش باطن کا دروازہ نہ کھلا تو اُس کو اُس کے اسم کی مشغولی واجب ہوئی اور نفرت اشغال دیگر سے لازم آئی۔ تو

چاہیئے کہ وہ معلوم کرے کہ اس کا عمل مقبول نہ ہوا تو بشروط مذکورہ اس کو پھر از سر نو تین سے شروع کرنا چاہیئے اکیس ۲۱ بار تک۔ وَمِنْہُ

اَلْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ وَاِنَّمَا اسْتَخْرَجَہٗ خَوَاجَہ مُحَمَّدْ بَاقِیْ اَوْ مَنْ یَقْرُبُ مِنْہُ الزَّمَانِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

اثبات مجرد

اور منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہے یعنی فقط اللہ کا لفظ ذکر کرے بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدّمین نقشبندیہ کے نزدیک نہ تھا اُس کو تو خواجہ محمد باقی نے یا اُن کے کسی قریب العصر نے نکالا ہے واللہ اعلم **ف** مولانا نے فرمایا کہ اثبات مجرد شریعت میں کہیں ثابت نہیں اس واسطے کہ ذات بحت کا تصوّر عوام کو ممکن نہیں بلکہ شرع میں اسم ذات بعض صفات یا بعض محامد کے ساتھ یا بعض ادعیہ کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَقُوْلُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ اَفْیَدُ لِلسُّلُوْکِ فَالْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ اَفْیَدُ لِلْجَذْبِ

میں نے اپنے والد مرشد سے سُنا فرماتے تھے کہ نفی اور اثبات سلوک کے واسطے مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب اور کشش کے واسطے زیادہ تر مفید ہے۔ وَصِفَتُہٗ اَنْ یُّخْرِجَ لَفْظَۃَ اللّٰہِ مِنْ سُرَّتِہٖ بِالشَّدِّ التَّامِّ وَیَمُدُّھَا حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی اُمِّ دِمَاغِہٖ مَعَ الْحَبْسِ وَالتَّدْرِیْجِ فِی الزِّیَادَۃِ حَتّٰی اَنَّ مِنْھُمْ مَنْ یَّقُوْلُھَا فِیْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَّقَدْ رَاَیْتُ امْرَاَۃً مِّنْ مُّخْلِصَاتِ سَیِّدِی الْوَالِدِ تَقُوْلُھَا اَلْفَ مَرَّۃٍ فِیْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّاَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ

اَیضاً اور طریقہ اثبات مجرد کا یہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اُس کو کھینچے یہاں تک کہ اُس کے دماغ کی جھلی تک پہونچے حبس دم کے ساتھ اور اندک اندک زیادہ کرتا جاوے۔ یہاں تک کہ بعضے نقشبندیؒ ایک دم میں اس کو ہزار بار کہتے ہیں اور البتہ میں نے ایک عورت کو جو مرشد کے مریدوں سے تھی دیکھا کہ اسم ذات کو ایک دم میں ہزار بار کہتی تھی۔ اور اس سے اکثر بھی وَسَمِعْتُ سَیِّدِیْ الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَحْکِیْ عَنْ نَفْسِہٖ اَنَّہٗ کَانَ فِی الْبَدْءِ اٰیۃً یَقُوْلُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ فِیْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ مِّائَتَیْ مَرَّۃٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور میں نے اپنے والد مرشد سے سُنا اپنا حال نقل فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک میں نفی اور اثبات کو ایک دم میں دو سَو بار کہتے تھے واللہ اعلم وَثَانِیْہَا الْمُرَاقَبَۃُ اور دوسرا طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ ہے ف مصنفؒ قدس سرہ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا کہ حقیقت مراقبہ بوجہیکہ شامل جمیع افراد آں باشد آنست کہ توجہ قوت دراکہ باقبال تمام بسوئے صفات حضرت حق نمودن بسوئے حالت انفکاک[1] روح از جسد تا مثل آں تا آنکہ عقل و وہم و خیال و جمیع حواس تابع آن توجہ گردد و آنچہ محسوس نیست بمنزلہ محسوس نصب العین گردد وَصِفَتُہَا اَنْ یَّحْبِسَ النَّفَسَ تَحْتَ السُّرَّۃِ حَبْسًا یَّسِیْرًا ثُمَّ یَتَوَجَّہُ

حقیقت مراقبہ بوجہ شمول

---

[1] انفکاک بمعنی جدا شدن ۱۲

بِمَعَانِیِ اِدْرَاکِہٖ اِلَی الْمَعْنَی الْمُجَرَّدِ الْبَسِیْطِ الَّذِیْ یَتَصَوَّرُہٗ
کُلُّ اَحَدٍ عِنْدَ اِطْلَاقِ اِسْمِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ قَلَّ مَنْ یُّجَوِّدُہٗ عَنِ اللَّفْظِ
فَلْیَجْتَہِدْ ھٰذَا الطَّالِبُ اَنْ یُّجَوِّدَ ھٰذَا الْمَعْنٰی عَنِ الْفَاظٍ وَیَتَوَجَّہَ
اِلَیْہِ مِنْ غَیْرِ مُزَاحَمَۃِ الْخَطَرَاتِ وَالتَّوَجُّہِ اِلَی الْغَیْرِ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ لَّا یُمْکِنُہٗ ھٰذَا النَّحْوُ مِنَ الْاِدْرَاکِ فَمِنَ الْمَشَائِخِ
مَنْ یَّامُرُ مِثْلَ ھٰذَا بِالدُّعَاءِ وَصِفَتُہٗ اَنْ لَّا یَزَالُ یَدْعُوا اللّٰہَ
بِقَلْبِہٖ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ قَدْ تَبَرَّأْتُ اِلَیْکَ عَنْ
کُلِّ مَا سِوَاکَ وَنَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْمُنَاجَاتِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّامُرُہٗ
بِتَخَیُّلِ الْخَلَاءِ الْمُجَرَّدِ اَوِ النُّوْرِ الْبَسِیْطِ فَیَتَدَرَّجُ الطَّالِبُ
مِنْ ھٰذَا التَّخَیُّلِ اِلَی التَّوَجُّہِ الْمُجَرَّدِ۔ اور مراقبہ کا یہ ہے
کہ دم کو بند کرے ناف کے نیچے تھوڑا سا پھر اپنے جمیع حواس مدرکہ
سے متوجہ ہو معنی مجرد و بسیط کی طرف جس کو ہر شخص اللہ کے نام بولنے
کے وقت تصور کرتا ہے ولیکن ایسے لوگ کمتر ہیں جو اس معنی بسیط کو
لفظ سے خالی کر سکیں تو طالب کوشش کرے اس معنی بسیط کو الفاظ
سے جدا کرے اور اس کی طرف متوجہ ہو بلا مزاحمت خطرات اور
التفات ماسوائے اللہ کے اور بعضے لوگوں سے اس قسم کا ادراک
نہیں ہو سکتا ہے سو بعضے مشائخ تو ایسے شخص کو اس طرح کی دعا
بتاتے ہیں اور طریقہ اس دعا کا یہ ہے کہ ہمیشہ دل سے کیا کرے یوں
کہے اے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں بیزار ہو آیا تیری طرف

مراقبہ معنی مجرد و بسیط

تیرے ما سوا سے اور مانند اس کے کوئی اور مناجات کرے اور
بعضے مشائخ شخص مذکور کو خلائے مجرد یا نور بسیط کے خیال کرنے کو
فرماتے ہیں تو طالب اس تخیل سے توجہ مذکور کی طرف بتدریج پہونچ جاتا
ہے۔ مترجم کہتا ہے خلائے مجرد سے یہ مُراد ہے کہ سارے عالم کے
مکان کو جمیع اجسام سے خالی تصوّر کرے اور نور بسیط سادہ روشنی
سے عبارت ہے وَثَالِثُهَا الرَّابِطُ بِشَيْخِهٖ اور تیسرا طریقہ
وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل بہم پہونچانا ہے اپنے مرشد کے
ساتھ ف مولانا نے فرمایا حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ
زیادہ قریب تر ہے گا ہے مُرید میں قابلیّت نہیں ہوتی تو اُس کی مزید
محبت سے مرشد اس میں تصرف کرتا ہے مشائخ طریقت نے فرمایا
ہے کہ اللہ کے ساتھ صحبت رکھو سو اگر تم سے نہ ہو سکے تو اُن کے ساتھ
صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں عارف باللہ شیخ
عبدالرحیم قدس سرہ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت کے کلام کے معنی یہ
ہیں کہ پہلے تو سامنا کرنا چاہیئے کامل بیداری اور ہوشیاری سے
جو ایک پرتو ہے تجلّی ذات کے اظلال سے تاکہ تعلّق کونین سے مخلصی
حاصل ہو جاوے سو اگر یہ نہ ہو سکے تو اُن لوگوں سے تعلّق بہم پہونچانا
چاہیئے جو اس پرتو سے مشرف ہوئے ہیں جو اپنے نفوس اور علائق
ماسوا سے نجات پا گئے ہیں اور اس قرآنی میں كُونُوا مَعَ
الصَّادِقِينَ یعنی سچّوں کے ساتھ رہو ایک طرح کا اس میں

اشارہ ہے رابطۂ مرشد کا اگر مرشد کامل شہود ذاتی کا واصل ہو تو اُس کی توجہ سے اندک زمانے میں وہ حاصل ہوتا ہے جو سالہا سال کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا اور کیا خوب کہا ہے شعر

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین   طعنہ زند بر دہہ سخرہ کند بر چلہ

وَشَرْطُهَا اَنْ يَكُوْنَ الشَّيْخُ قَوِيَّ التَّوَجُّهِ دَآئِمَ الْيَادَاشْتِ فَاِذَا صَحِبَهٗ خَلّٰى نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مُحَبَّتَهٗ وَيَنْتَظِرُ لِمَا يُفِيْضُ مِنْهُ وَيُغْمِضُ عَيْنَيْهِ اَوْ يَفْتَحُهُمَا وَيَنْظُرُ بَيْنَ عَيْنَيِ الشَّيْخِ فَاِذَا اَفَاضَ شَيْءٌ فَلْيَتَّبِعْهُ بِمَجَامِعِ قَلْبِهٖ وَلْيُحَافِظْ عَلَيْهِ وَاِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يُخَيِّلُ صُوْرَتَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَالتَّعْظِيْمِ فَتُفِيْدُ صُوْرَتُهٗ مَا تُفِيْدُ صُحْبَتُهٗ اور رابطہ مرشد کی شرط کا یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو۔ پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آوے اور دونوں آنکھیں بند کرلیں یا اُن کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ٹکٹکی لگادے پھر جب کسی چیز کا فیض آوے تو اس کے پیچھے پڑجاوے اپنے دل کی جمعیت سے اور چاہیئے کہ اس فیض کی محافظت کرے اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور

تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی تھی ف مولاناؒ نے فرمایا مرشد کی شرط یہ ہے کہ واصل بمقام مشاہدہ ہو اور نورانی بہ تجلیاتِ ذاتیہ ہو جس کے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو بموجب اس حدیث صحیح کے هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد پڑے اور جن کی صحبت فوائد صحبت کے مفید ہو بموجب اس حدیث کے هُمْ قَوْمٌ جُلَسَاءُ اللّٰهِ کہ اولیاء اللہ جلیس ہیں خدا کے اور بمقتضائے اس حدیث معتمد کے هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی قوم ہے جن کا جلیس اور ہم صحبت بدبخت نہیں ہوتا۔ مترجم کہتا ہے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بموجب احادیث مذکورہ کے ولی کی علامت بتائی اس قول میں۔ رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت — وز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار زصحبتش گریزاں می باش — ورنہ نہ کند روح عزیزاں بحلت

خلاصہ یہ ہے کہ جس کی صحبت سے دنیا سرد ہو اور ہر طرف سے دل ٹوٹ کر حضرت حق سے متعلق ہو جاوے تو اس کی صحبت اور محبت اکسیر اعظم ہے اور جب دنیا دل سے نہ منقطع ہوئی تو تضیع اوقات ہے۔ اس کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے پس واجب ہے کہ غلو عوام پر دھوکا نہ کھاوے ہر شیخ سے بیعت نہ کر لے بلکہ طریقت کی بیعت اس مرشد کامل مکمل سے کرے جس کی ولایت کی علامات

ظاہر اور باہر ہوں۔ مولوی روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ شعر

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نشاید داد دست

اعتقاد اور محبت مرشد کی عمدہ چیز ہے لیکن افراط اور تفریط ہر امر میں معیوب ہے۔ ایسی افراط بھی بہتر نہیں جس میں صورت پرستی کی نوبت پہونچے اور شریعت محمدیہ کی مخالفت ہو جاوے حق تعالیٰ ہر امر میں صراط مستقیم پر قائم رکھے آمین۔ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَقُوْلُ یَجِبُ عَلَی السَّالِكِ اِذَا کَانَ عَلٰی هَیْئَۃٍ وَّحَصَلَ لَہٗ شَیْئٌ مِّنْ هٰذَا الْمَعْنٰی اَنْ لَّا یُغَیِّرَ تِلْكَ الْهَیْئَۃَ فَاِنْ کَانَ قَائِمًا لَّمْ یَقْعُدْ وَاِنْ کَانَ قَاعِدًا لَّمْ یَقُمْ اور والد مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے سالک پر واجب ہے کہ جب کسی شکل اور ہیئات پر ہو اور اُس کو اس بات سے کوئی حال حاصل ہو اس شکل کو نہ بدل ڈالے پس اگر کھڑا ہو تو نہ بیٹھے اور اگر بیٹھا ہو تو کھڑا نہ ہو جاوے وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ یَّامُرُ بِتَخَیُّلِ الْقَلْبِ مَکْتُوْبًا عَلَیْہِ اِسْمُ اللّٰہِ بِالذَّهَبِ اور بعضے وہ مشائخ ہیں جو سالک کو بتاتے ہیں دل میں اسم اللہ کو سونے سے لکھا ہوا خیال کرنے کا۔ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَقُوْلُ اَمَرَنِیْ خَوَاجَہْ هَاشِمُ الْبُخَارِیُّ بِکِتَابَۃِ اِسْمِ الذَّاتِ وَاَنَا ابْنُ عَشَرِ سِنِیْنَ فَاَکْثَرْتُ مِنْهَا وَاَخَذَتْ بِمَجَامِعِ قَلْبِیْ حَتّٰی اِنِّیْ کُنْتُ مَشْغُوْلًا بِکِتَابَۃِ کِتَابٍ فَکَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ عَلٰی نَحْوٍ مِّنْ اَرْبَعَۃِ اَوْرَاقٍ وَّمَا شَعَرْتُ اور والد مرشد سے

میں نے سنا فرماتے تھے کہ مجھ کو خواجہ ہاشم بخاریؒ نے اسم ذات کے لکھنے کو فرمایا اور میں دس برس کا تھا میں نے اُس کے لکھنے کی کثرت کی اور اس کی تحریر میں نے اپنے دل میں جمالی یہاں تک کہ ایک کتاب کے لکھنے میں مشغول تھا تو اسم ذات کو میں بقدر چار ورقوں کے لکھ گیا اور مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ **ف** مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے مصنّف قدس سرہ سے سنا کہ کتاب مذکور ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ تھا شرح عقائد کے حاشیہ خیالی پر وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ رَاَیْتُ خَوَاجَہ خُرْدُہٗ یَکْتُبُ بِاِبْھَامِہٖ عَلٰٓی اَصَابِعِہٖ الْاَرْبَعَ شَیْئًا فِیْ مَجْلِسِہٖ وَکَلَامِہٖ وَشَانِہٖ کُلِّہٖ فَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ کَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ فِیْ بِدَایَۃِ اَمْرِیْ وَصَارَتْ دَیْدَنًا لَاَاسْتَطِیْعُ الْاِنْقِلَاعَ عَنْھَا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور والد مرشدؒ سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ میں نے خواجہ خرد یعنی خواجہ محمد باقی کو دیکھا کہ اپنے انگوٹھے سے اپنی چاروں اُنگلیوں پر کچھ لکھتے تھے اپنی نشست اور بات کرنے اور سب کاموں میں تو میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اسم ذات ابتدائے سلوک میں لکھا تھا اور اب مجھ کو ایسی عادت ہو گئی ہے کہ میں اُس کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہوں واللہ اعلم وَلِلنَّقْشَبَنْدِیَّۃِ کَلِمَاتٌ عَلَیْھَا بِنَاءُ طَرِیْقَتِھِمْ بَعْضُھَا اِشَارَۃٌ اِلٰی ھٰذِہِ الْاَشْغَالِ وَبَعْضُھَا عَلٰی شُرُوْطِ تَاثِیْرِھَا فَلْنَذْکُرْھَا اور مشائخ نقشبندیہ کے چند اصطلاحات ہیں۔ جن پر اُن کے طریقے کی بنا ہے۔ بعضی اصطلاحوں میں تو اُن ہی اشغال مذکور

کلمات نقشبندیہ

کی طرف اشارہ ہے اور بعض اُن کی تاثیر کی شرطوں پر تو ہم کو اُن کا ذکر کرنا چاہیئے۔ ھوش در دم، نظر بر قدم سفر در وطن خلوت در انجمن یاد کرد باز گشت نگھداشت یاد داشت فَهٰذِهٖ هِيَ الْمَاثُوْرَةُ عَنْ خَوَاجَہْ عَبْدِ الْخَالِقِ الْغُجْدَوَانِيْ وَبَعْدَهَا ثَلٰثَۃٌ مَاثُوْرَۃٌ عَنِ الْخُوَاجَہْ نقشبند وَقُوْفٌ زَمَانِيٌّ وَقُوْفٌ قَلْبِيْ وقُوْفٌ عَدَدِیٌّ۔ (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) باز گشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت تو یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق رح غجدوانی سے منقول ہیں اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ نقشبند سے مروی ہیں (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی۔ اَمَّا ھوش در دم فَمَعْنَاہُ التَّيَقُّظُ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ فَلَا يَزَالُ مُتَيَقِّظًا مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ هَلْ هُوَ غَافِلٌ اَوْ ذَاكِرٌ هٰذَا طَرِيْقُ التَّدْرِيْجِ اِلٰى دَوَامِ الْحُضُوْرِ وَهٰذَا لِلْمُبْتَدِئِ فَاِذَا تَوَسَّطَ فِي السُّلُوْكِ فَلْيَكُنْ مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ طَائِفَةٍ مِّنَ الزَّمَانِ مِثْلَ اَنْ يَّتَاَمَّلَ بَعْدَ كُلِّ سَاعَةٍ هَلْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْهَا غَفْلَةٌ اَوْ لَا فَاِنْ دَخَلَتْ غَفْلَةٌ اِسْتَغْفَرَ وَعَزَمَ عَلٰى تَرْكِهَا فِي الْمُسْتَقْبِلِ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَصِلَ اِلَى الدَّوَامِ وَيُسَمّٰى هٰذَا الْاَخِيْرُ بِوُقُوْفٍ زَمَانِيٍّ وَاسْتَخْرَجَهٗ خُوَاجَہْ نقشبند رح بِمَا رَاٰى اَنَّ التَّوَجُّهَ اِلٰى عِلْمِ الْعِلْمِ فِيْ

كُلِّ نَفَسٍ يُشَوِّشُ حَالَ الْمُتَوَسِّطِ فَإِنَّمَا اللَّائِقُ بِهِ الْإِسْتِغْرَاقُ فِي التَّوَجُّهِ إِلَى اللهِ بِحَيْثُ لَا يُزَاحِمُهُ عِلْمُ هٰذَا التَّوَجُّهِ تو ہوش در دم کے معنی ہوشیاری اور بیداری ہے ہر دم کے سامنے تو ہمیشہ بیدار اور متجسس رہے اپنی ذات سے ہر سانس میں کہ وہ غافل ہے یا ذاکر اور یہ طریقہ ہے بتدریج دوام حضور کے حاصل کرنے کا اور اس طرح کی ہوشیاری مبتدی کے واسطے مخصوص ہے۔ پھر جب آگے بڑھے اور سلوک کے درمیان آوے تو چاہیے کھوج کرتا رہے اپنی ذات کا تھوڑی مدّت میں اس طرح کہ تامل کرے ہر ساعت کے بعد کہ اس ساعت میں غفلت آئی یا نہیں سو اگر غفلت آگئی تو استغفار کرے اور آئندہ کو اس کے چھوڑنے کا ارادہ کرے اِسی طرح مدام تفحص کرتا رہے یہاں تک کہ دوام حضور کو پہنچ جاوے اور یہ پچھلے طریق کی ہوشیاری مسمیٰ بوقوف زمانی ہے اس کو خواجہ رح نقشبند نے استخراج کیا اس واسطے کہ اُنھوں نے معلوم کیا کہ متوجہ ہونا علم العلم یعنی دانست کو دریافت کرنا ہر دم میں سالک متوسط کے حال کو پریشان کرتا ہے اُس کے مناسب تو استغراق ہے توجہ الی اللہ میں اس طرح پر کہ اُس کو اپنے متوجہ ہونے کی دانست میں مزاحم حال نہ ہوف مترجم کہتا ہے ہر دم کا محاسبہ عبارت ہے ہوش در دم سے سو یہ مبتدی کے مناسب ہے نہ متوسط کے اور قدرے مدّت کا محاسبہ جس کا نام وقوف زمانی ہے لائق بمرتبہ

ہوش در دم

متوسط ہے مولانا نے فرمایا کہ وقوف زمانی کو صوفیہؒ محاسبہ[1] کہتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دابا اور مابعد موت کے واسطے عمل کیا اور امیر المومنین عمرؓ فاروق نے خطبے میں فرمایا کہ اپنی جانوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جاوے اور اُن کو وزن کرو قبل اس کے کہ وزن کیے جاویں اور مستعد ہو جاؤ عرض اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا اُس دن تم سامنے کیے جاؤ گے تمھاری کوئی چیز نہ چھُپ سکے گی۔ اَمَّا نظر بر قدم فَمَعْنَاهُ اَنَّ السَّالِكَ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْظُرَ فِیْ حَالِ مَشْيِهٖ اِلَّا اِلٰى قَدَمَيْهِ وَلَا فِیْ حَالِ قُعُوْدِهٖ اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنَّ النَّظَرَ اِلَى النُّقُوْشِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْاَلْوَانِ الْمُعْجِبَةِ يُفْسِدُ عَلَيْهِ حَالَهٗ وَيَمْنَعُهٗ مِمَّا هُوَ بِسَبِيْلِهٖ وَفِیْ حُكْمِهِ الْاِسْتِمَاعُ اِلٰى اَصْوَاتِ النَّاسِ وَاَحَادِيْثِهِمْ سَمِعْتُ سَيِّدِی الْوَالِدَ يَقُوْلُ هٰذَا بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْمُبْتَدِیْ اَمَّا الْمُنْتَهِیْ فَيَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَّتَاَمَّلَ فِیْ حَالِهٖ عَلٰى قَدَمِ اَیِّ نَبِیٍّ اِذْ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ مَنْ يَّكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَهُ الْجَامِعِيَّةُ التَّامَّةُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ مُوْسٰى

[1] اصل سند محاسبے کی یہ آیت کریمہ ہے سورۃ حشر کی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور یہ حدیث شریف بھی الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ وتمنی علی اللہ ۔ ۱۲

عَلَیْہِ السَّلَامُ وَعَلیٰ ھٰذَا الْقِیَاسِ فَاِذَا عَرَفَ مَتْبُوْعَہٗ فَلْتَکُنْ اَحْوَالُہٗ وَوَاقِعَاتُہٗ مُنَاسِبَۃً بِوَاقِعَاتِ مَتْبُوْعِہٖ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

اور نظر برقدم سے تو یہ مُراد ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنے کے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے سوائے اپنے قدم کے اور نہ اپنے بیٹھنے کی حالت میں دیکھے مگر اپنے آگے اس واسطے کہ نقوش مختلفہ کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگوں کا نظر کرنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور اس سے روکتا ہے جس کی وہ طلب میں ہے اور حکم نظر میں ہے لوگوں کی آوازوں اور اُن کی باتوں کی طرف کان لگانا اپنے والد مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ یہ یعنی نظر کو نیچے رکھنا بہ نسبت مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل کرے اپنے حال میں کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے اس واسطے کہ بعضے اولیاء سید المرسلین محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے قدم پر ہوتے ہیں اور اُن کو پوری جامعیت کمالات کی حاصل ہوتی ہے اور بعض ولی موسٰی علیہ السّلام کے قدم پر ہوتا ہے۔ وعلی ہذا القیاس پھر جب منتہی اپنے پیشوا کو پہچان لے تو چاہیے کہ اس کے حالات اور واقعات اپنے پیشوا کے واقعات کے ساتھ مناسب ہوں واللہ اعلم۔ اَمَّا سفر در وطن فَمَعْنَاہُ الْاِنْتِقَالُ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِیَّۃِ الْخَبِیْثَۃِ اِلَی الصِّفَاتِ الْمَلَکِیَّۃِ الْفَاضِلَۃِ فَیَجِبُ عَلَی السَّالِکِ اَنْ یَّتَفَحَّصَ عَنْ نَفْسِہٖ ھَلْ فِیْہِ بَقِیَّۃٌ حُبِّ الْخَلْقِ

نظر برقدم

فَإِذَا عَرَفَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ اسْتَأْنَفَ التَّوْبَةَ وَعَلِمَ أَنَّ ذٰلِكَ صَنَمُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَعْنِيْ نَفَيْتُ عَنْ قَلْبِي الشَّيْئَ الْفُلَانِيَّ وَأَثْبَتُّ حُبَّ اللّٰهِ مَكَانَهٗ وَذٰلِكَ لِأَنَّ عُرُوْقَ الْمَحَبَّةِ فِيْ دَاخِلِ الْقَلْبِ كَثِيْرَةٌ خَفِيَّةٌ لَا يُمْكِنُ أَنْ تُسْتَخْرَجَ إِلَّا بِالتَّفَحُّصِ الْبَالِغِ وَيَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَتَفَحَّصَ هَلْ فِيْ قَلْبِهٖ حَسَدٌ لِأَحَدٍ أَوْ حِقْدٌ أَوِ اعْتِرَاضٌ فَيُكْسِرُهٗ بِمُدَاوَمَةِ عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ اور سفر در وطن کا تو مطلب نقل کرنا ہے صفات بشریہ خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کی طرف تو سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کا متفحص رہے کہ آیا اُس میں کچھ حُب خلق باقی ہے پھر جب اُس کو جان جاوے تو سر نو سے توبہ کرے اور جانے کہ یہ میرا بُت ہے اس واسطے کہ جو تجھ کو خدا سے باز رکھے وہ فی الواقع تیرا بُت ہے پھر کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ لَآ اِلٰہَ سے ارادہ کرے کہ میں نے فلانی چیز کی محبت کو نفی کر دیا اور اِلَّا اللّٰہ سے قصد کرے کہ اللہ کی محبّت میں نے اس کے مقام پر ثابت کر دی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ غیر خدا کی محبّت کی رگیں دل کے اندر بہت چھپی ہوئی ہیں ان کا نکالنا ممکن نہیں مگر کمال تفحص اور تلاش سے اور سالک پر واجب ہے کہ تلاش کرے کہ آیا اس کے دل میں کسی کا حسد یا کسی کا کینہ یا اعتراض موجود ہے تو اس کو توڑا کرے اس کلمے کی مداومت سے **ف** صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اللہ کی محبّت کا خالص مزہ چکھا تو اُس نے اس کو

سفر در وطن

طلب دُنیا سے باز رکھا اور سب لوگوں سے اُس کو وحشی کر دیا۔ اَمَّا خِلْوَتْ دَرْ انجمن فَمَعْنَاهُ اَنْ يَّشْتَغِلَ بِقَلْبِهٖ بِالْحَقِّ فِي الْاَحْوَالِ كُلِّهَا مِنَ الدَّرْسِ وَالْكَلَامِ وَالْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمَشْيِ فَيَجِبُ اَنْ يُّحَصِّلَ السَّالِكُ مَلَكَةَ التَّوَجُّهِ اِلَى الْحَقِّ فِيْ وَقْتِ الْاِشْتِغَالِ بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ قَالَ خَوَاجَهْ نَقْشْبَنْدُ وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ بَلِ الْحَقُّ اَنَّ التَّوَسُّمَ بِزِيِّ الْفُقَرَآءِ وَدَوَامَ التَّعَلُّقِ بِاللّٰهِ يَكُوْنُ غَالِبًا مَظِنَّةً لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ فَالْاَوْلٰى اَنْ تَكُوْنَ الزِّيُّ زِيَّ الْعِلْمِ وَالدِّيَانَةِ وَالْاِجْتِهَادِ فِي الطَّاعَاتِ وَيَكُوْنُ الْقَلْبُ مَعَ الْحَقِّ دَآئِمًا قَالَ الْخَوَاجَهْ عَلِيُّ نِ الرَّامِيْتَنِيُّ بِالْفَارِسِيَّةِ **شعر**

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

خلوت در انجمن

اور خلوت در انجمن کا یہ مطلب ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اپنے جمیع حالات میں پڑھنے میں اور کلام کرنے اور کھانے اور پینے اور چلنے میں تو سالک کو واجب ہے کہ خدا کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنی قوت راسخہ بہم پہنچا دے ان اشغال مذکورہ کی مشغولی کے وقت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ اسی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے قول میں کہ مرد وہ لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی۔ مترجم کہتا ہے دل بیار و دست بکار گویا اسی آیت کا ترجمہ ہے، بلکہ حق یہ ہے کہ

بلباس فقر انشان مند ہونا اور ہمیشہ بذکر متعلق خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے اس میں اکثر دکھانے اور سنانے کا مظنہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس تو علم اور دیانت اور اجتہاد فی الطاعات والوں کا سا ہو اور دل ہمیشہ حق جل شانہ کے ساتھ رہے۔ چنانچہ خواجہ علی رامیتنی رح نے یہی مضمون فارسی کی بیت میں ادا کیا یعنی اندر سے آشنارہ اور باہر سے بیگانے کے مانند ایسی پیاری چال کمتر ہے جہاں میں ف مترجم کہتا ہے مصنّف حقانی نے خوب فرمایا کہ اس زمانے میں دفع ریاکاری کے واسطے اس سے بہتر کوئی وضع نہیں یا خدا کے واسطے کہ علماء کی وضع اور لباس اختیار کرے اور باحق رہے۔ اکثر عوام کو اس کے ساتھ عقیدت نہ ہوگی یہی گمان کریں گے کہ یہ ملّا ہیں کتاب کے کیڑے ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت ہے بخلاف لباس فقراء کے یا مطلق ترک لباس کے حکایت ایک شخص نے خواجہ نقشبند سے پوچھا کہ کاروبار کی عین مشغولی میں توجہ الی اللہ رکھنا اور غافل نہ ہونا کیونکہ متصور ہو اور اس پر کیا دلیل ہے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس آیت سے استدلال کیا کہ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ - وَ اَمَّا يَادكرد فَمَعْنَاهُ ذِكْرُ اللهِ تعالٰی اِمَّا بِالنَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ اَوْ بِالْاِثْبَاتِ الْمُجَرَّدِ كَمَا مَرَّ تَفْصِيلُهٗ اور یاد کرد سے مراد ذکر اللہ ہے یا بہ نفی واثبات یا باثبات مجرد چنانچہ اس کی تفصیل مذکور ہو چکی۔ ف یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اس ذکر کو تکرار کرتا رہے، جس کو مرشد سے سیکھا ہے یہاں تک کہ حق جل شانہ کی

یاد کرد

حضوری حاصل ہو جاوے خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے
یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے سامنے رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اس
واسطے کہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا نام ہے۔ کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ
وَأَمَّا بازگشت فَمَعْنَاهُ أَنْ تَرْجِعَ بَعْدَ كُلِّ طَائِفَةٍ مِنَ الذِّكْرِ ثَلٰثَ
مَرَّاتٍ أَوْ خَمْسَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمُنَاجَاةِ فَيَدْعُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِمَجَامِعِ
هِمَّتِهِ يَا رَبِّ أَنْتَ مَقْصُوْدِيْ تَرَكْتُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ لَكَ أَتْمِمْ
عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَارْزُقْنِيْ وُصُوْلَكَ التَّامَّ سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ
قُدِّسَ سِرُّهُ يَقُوْلُ هٰذَا شَرْطٌ عَظِيْمٌ فِي الذِّكْرِ فَلَا يَنْبَغِيْ أَنْ
يَّغْفَلَ السَّالِكُ عَنْهُ فَإِنَّا لَمْ نَجِدْ مَا وَجَدْنَا إِلَّا بِبَرَكَتِهِ
هٰذَا۔ اور بازگشت یعنی رجوع کرنا اور پھرنا اُس سے عبارت ہے کہ
قدرے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے سو
یوں دعا کرے اللہ عزوجل سے بحضور دل کہ اے میرے رب تو ہی میرا
مقصود ہے۔ میں نے دُنیا اور آخرت کو چھوڑا تیرے ہی واسطے اپنی نعمت
کو مجھ پہ پورا کر اور پورا وصال اپنا مجھ کو نصیب فرما والد مرشد قدس سرہٗ
سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ یہ شرط عظیم ہے ذکر میں تو لائق نہیں کہ سالک
اس سے غافل ہو اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اسی کی برکت سے پایا ف
مولانا نے فرمایا کہ ذاکر جب کلمہ طیبہ کو دل سے کہے تو اس کے بعد اُسی طرح کہے
الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے یعنی اس ذکر سے
تو ہی مقصود ہے اس واسطے کہ یہ کلمہ ہر خاطر نیک اور بد کا نافی ہے تو

دم بدم اخلاص تازہ کرکے ذکر کو خالص کرنا چاہیئے تاکہ باطن ماسوائے حق سے
صاف ہوجاوے اور اگر ذاکر ایسا اخلاص نہ پاوے تو دعائے مذکور کو بطریق
تقلید مرشد کیا کرے تو مرشد کی برکت سے اُس کو انشاء اللہ تعالیٰ اخلاص
حاصل ہوجائے گا۔ اور بازگشت اخلاص حاصل کرنا اس واسطے ذکر میں
شرط عظیم ٹھہرا کہ ذاکر کے دل میں وسوسہ آتا ہے سرور خاطر سے تو اس پہ
مغرور ہوجاتا ہے۔ اور اُسی کو مقصود ذکر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ اس
کے حق میں یہ زہر سے زیادہ تر مضر ہے۔ وَاَمَّا نگاهداشت فَهُوَ
عِبَارَةٌ عَنْ طَرْدِ الْخَطَرَاتِ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ
السَّالِكُ مُتَيَقِّظًا فَلَا يَدَعُ خَطْرَةً تَخْطُرُ فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ خُوَاجَهٗ
نقشبند يَنْبَغِيْ اَنْ يَّصُدَّهَا السَّالِكُ فِيْ اَوَّلِ مَا يَظْهَرُ لِاَنَّهَا
اِذَا ظَهَرَتْ مَالَتْ اِلَيْهَا النَّفْسُ وَاَثَّرَتْهَا فَيَتَعَسَّرُ زَوَالُهَا فَهٰذَا
طَرِيْقُ تَحْصِيْلِ مَلَكَةِ خُلُوِّ لَوْحِ الذِّهْنِ عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ
وَاَحَادِيْثِ النَّفْسِ اور نگاہداشت تو عبارت ہے خطرات اور احادیث
نفس کے ہانکنے اور دور کرنے سے تو سالک کو لائق ہے کہ بیدار اور ہوشیار
رہے سو کسی خیال اور خطرے کو اپنے دل میں نہ چھوڑے کہ خطور کرسکے خواجہ
نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے کو اس
کے ابتدائے ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہوچکے گا
تو نفس اُس کی طرف مائل ہوجاوے گا اور وہ نفس میں اثر کرے گا پھر
اُس کا دور کرنا مشکل ہوگا تو یہ یعنی نگاہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے

نگاہداشت

ملکہ خُلُوِّ تخلیۂ ذہن کا خطرات اور وساوس کے خطور کرنے سے ف مولاناؒ نے فرمایا کہ خطرے کو ساعت دو ساعت بھی دل میں رکھنا نہ چاہیئے بزرگوں کے نزدیک یہ امر مہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت تا زمان دراز حاصل رہتی ہے۔ وَاَمَّا یَادداشت فَعِبَارَةٌ عَنِ التَّوَجُّهِ الصِّرفِ المُجَرَّدِ عَنِ الاَلفَاظِ وَالتَّخَیُّلَاتِ اِلیٰ حَقِیقَةِ وَاجِبِ الوُجُودِ وَالحَقُّ اَنَّهٗ لَا یَستَقِیمُ اِلَّا بَعدَ الفَنَآءِ التَّامِ وَالبَقَاءِ السَّابِغِ وَاللّٰہُ اَعلَمُ اور یادداشت تو عبارت ہے توجہ صرف سے جو خالی ہے الفاظ اور تخیلات سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہیں ہوتا مگر فنائے تام اور بقائے کامل کے بعد واللہ اعلم۔

یادداشت

خلاصہ یہ کہ یادداشت ذات مقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعے الفاظ اور تخیلات کے ہو یہ دولت منتہیان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنهُم بِرَحمَتِهِ الوَسِیعَةِ اٰمِینَ وَاَمَّا وُقُوفٌ زَمَانِیٌّ فَقَد ذَکَرنَا تَفسِیرَهٗ اور وقوف زمانی کی تفسیر کو تو ہم نے ہوش در دم کی تفسیر میں بیان کیا یعنی بعد ہر ساعت کے تامل کرنا کہ غفلت آئی یا نہیں درصورت غفلت استغفار کرنا اور آئندہ کو اُس کے ترک پر ہمّت باندھنا

وقوف زمانی

وَاَمَّا وُقُوفٌ عَدَدِیٌّ فَهُوَ المُحَافَظَةُ عَلیٰ عَدَدِ الوِترِ وَقَد مَرَّ بَیَانُهٗ - اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کرنے کا نام ہے اور اُس کا بیان ہو چکا یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا نہ جفت

وقوف عددی

وَ اَمَّا وُقُوْفٌ قَلْبِیٌّ فَمَعْنَاہُ التَّوَجُّہُ اِلَی الْقَلْبِ الَّذِیْ ھُوَ مُوْدَعٌ اِلَی الْجَانِبِ الْاَیْسَرِ تَحْتَ الثَّدْیِ وَالْحِکْمَۃُ فِیْ ھٰذَا التَّوَجُّہِ کَالْحِکْمَۃِ فِیْ مُرَاعَاتِ الضَّرَبَاتِ عِنْدَ الْجِیْلَانِیَّۃِ

اور وقوف قلبی عبارت ہے اُس قلب کی طرف جو بائیں طرف چھاتی کے نیچے موضوع ہے اور حکمت اس توجّہ کی ویسی ہے جیسے ضربات کی رعایت میں حکمت ہے۔ مشائخ قادریہؒ کے نزدیک یعنی تا اپنے غیر کے سوا توجّہ نہ باقی رہے اور خطرات بیرونی کا دل میں دخل نہ ہونا بتدریج خدا ہی میں توجہ منحصر ہو جاوے۔ ف مولاناؒ نے فرمایا توجہ دلی اس طرح پر ہو کہ اس پر واقف رہے اثنائے ذکر میں اور دل کو ذکر حق سے مشغول کرے اور اس کو ذکر اور اُس کے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چھوڑے خواجہ نقشبندیہ نے حبس نفس اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا اور وقوف قلبی تو اُن کے نزدیک اثنائے ذکر میں لازم ہے چنانچہ رابطۂ مرشد اور مراقبات لازم ہیں بلکہ مقصود ذکر سے دفع غفلت ہے اور یہ حاصل نہیں ہوتا بدوں وقوف قلبی کے اور کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ شعر

عَلٰی بَیْضِ قَلْبِکَ کُنْ کَاَنَّکَ طَائِرٌ
فَمِنْ ذٰلِکَ الْاَحْوَالِ فِیْکَ تَوَلَّدُ

یعنی اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جا۔ اس واسطے کہ اس لزوم سے تجھ میں حالات عجیبہ پیدا ہوں گے۔ وَلِلنَّقْشْبَنْدِیَّۃِ تَصَرُّفَاتٌ عَجِیْبَۃٌ مِنْ جَمْعِ الْھِمَّۃِ عَلٰی مُرَادٍ فَیَکُوْنُ عَلٰی وَفْقِ الْھِمَّۃِ

وَالتَّاثِيْرِ فِي الطَّالِبِ وَدَفْعِ الْمَرَضِ عَنِ الْمَرِيْضِ وَاِفَاضَةِ
التَّوْبَةِ عَلَى الْعَاصِيْ وَالتَّصَرُّفُ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰى يُحِبُّوْا
وَيُعَظِّمُوْا اَوْ فِيْ مَدَارِكِهِمْ حَتّٰى تَتَمَثَّلَ فِيْهَا وَاقِعَاتٌ عَظِيْمَةٌ
وَالْاِطِّلَاعِ عَلٰى نِسْبَةِ اَهْلِ اللهِ مِنَ الْاَحْيَاءِ وَاَهْلِ الْقُبُوْرِ
وَالْاِشْرَافِ عَلٰى خَوَاطِرِ النَّاسِ وَمَا يَخْتَلِجُ فِي الصُّدُوْرِ وَ
كَشْفِ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبَلَةِ وَدَفْعِ الْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ وَغَيْرِهَا وَ
نَحْنُ نُنَبِّهُكَ عَلٰى نَمُوْذَجٍ مِنْهَا اور نقشبندیوں کے عجائب تصرفات
ہیں ہمت باندھنا کسی مراد پر پس ہوتی ہے وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب
میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا اضافہ کرنا
اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تاکہ وہ محبوب اور معظم ہو جاویں یا اُن
کے خیالات میں تصرف کرنا تا اُن میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ
ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پر زندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات
قلبی پر اور جو اُن کے سینوں میں خلجان کر رہا ہے اس پر مطلع ہونا اور
وقائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور بلائے نازل کو دفع کر دینا اور سوائے
اُن کے اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھ کو اے کتاب کے دیکھنے والے
اُن میں سے بعض تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے۔

تصرفات نقشبندیہ

اَمَّا هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتُ عِنْدَ كُبَرَائِهِمْ اَصْحَابِ الْفَنَاءِ فِي اللهِ
وَالْبَقَاءِ بِهٖ فَلَهَا شَانٌ عَظِيْمٌ وَاَمَّا عِنْدَ سَائِرِهِمْ فَالتَّاثِيْرُ
فِي الطَّالِبِ اَنْ يَتَوَجَّهَ الشَّيْخُ اِلٰى نَفْسِهِ النَّاطِقَةِ وَيُصَادِمُهَا

بِالْهِمَّةِ التَّامَّةِ الْقَوِيَّةِ ثُمَّ يَسْتَغْرِقُ فِي نِسْبَتِهِ بِالْجَمْعِيَّةِ
وَهٰذَا بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ نَفْسُ الشَّيْخِ حَامِلَةً نِسْبَةً مِنْ نِسَبِ
الْقَوْمِ وَكَانَتْ مَلَكَةً رَاسِخَةً فِيْهَا فَتَنْتَقِلُ نِسْبَتُهٗ اِلَى الطَّالِبِ
عَلٰى حَسْبِ اِسْتِعْدَادِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْرَبُ بِهٰذَا التَّوَجُّهِ
الذِّكْرَ وَالضَّرْبَ عَلٰى قَلْبِ الطَّالِبِ وَاِذَا غَابَ الطَّالِبُ فَاِنَّهُمْ
يَتَخَيَّلُوْنَ صُوْرَتَهٗ وَيَتَوَجَّهُوْنَ اِلَيْهَا اور اس قسم کے تصرفات کاملین
نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقاء باللہ کے لوگ ہیں — تو
اُن کی اور ہی شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسطین کے نزدیک
طالب میں تاثیر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی طرف
متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائے پھر ڈوب جائے۔ اپنی نسبت
میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اُس کے بعد ہوگا کہ نفس مرشد کسی نسبت
کا حامل ہے ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اُس کو ملکہ راسخہ
ہو کر ہر دم اس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف
منتقل ہو گی۔ اُس کی لیاقت اور استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی
اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے
ہیں اور جب کہ طالب غائب ہو تو اُس کی صورت کو خیال کرتے ہیں
اور اُس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت
کو خیال کر کے وَاَمَّا الْهِمَّةُ فَعِبَارَةٌ عَنْ اِجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ
وَتَاَكُّدِ الْعَزِيْمَةِ بِصُوْرَةِ التَّمَنِّيْ وَالطَّلَبِ بِحَيْثُ لَا

طریق تاثیر شیخ در طالب یعنی توجہ دادن

یَخْطُرُ فِی الْقَلْبِ خَاطِرٌ سِوٰی ھٰذَا الْمُرَادِ یَطْلُبُ الْمَاءَ
لِلْعَطْشَانِ وَاَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِہٖ اَنَّ مِنَ الشُّیُوْخِ مَنْ یَّشْتَغِلُ
بِالنَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ وَیَعْنِیْ بِہٖ لَا رَادَّ بِھٰذِہِ الْاٰفَۃِ اَوْ لَا رَازِقَ
اَوْ مَا یُنَاسِبُ ھٰذَا اِلَّا اللّٰہُ فَاِنَّہٗ الْفَاعِلُ لِھٰـــــذَا
الْفِعْلِ اور ہمت تو عبارت ہے اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہو جانے
سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطــرہ نہ
سماوے سوا اس مراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجھ کو
خبر دی اس نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات
میں مشغول ہوتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ
کوئی اس آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اس
کے مناسب جو مدعا ہو سوائے اللہ کے ف مولانا نے فرمایا مخبر
موثوق سے مراد آخون محمد دلیل ہیں اور بعضے مشائخ سے مجددی مشائخ
مراد ہیں وَاَمَّا رَفْعُ الْمَرَضِ فَعِبَارَۃٌ عَنْ اَنْ یَّتَخَیَّلَ نَفْسَہٗ
الْمَرِیْضَ وَاَنَّ بِہٖ ھٰذَا الْمَرَضَ وَیَجْمَعَ الْھِمَّۃَ بِحَیْثُ
لَا یَخْطُرُ فِیْ قَلْبِہٖ خَطْرَۃٌ دُوْنَ ھٰذَا فَاِنَّ الْمَرَضَ یَنْتَقِلُ اِلَیْہِ
وَھٰذَا مِنْ عَجَائِبِ صُنْعِ اللّٰہِ فِیْ خَلْقِہٖ اور بیماری کا دور کرنا
اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے
اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس
طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصور کے

تحقیق ہمت

سلب مرض

تو مریض کی بیماری اس شخص کی طرف منتقل ہو جاوے گی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اُس کے خلق میں ف مولانا رح نے فرمایا کہ سلب مرض کے دو۲ طریقے ہیں۔ ایک یہ۱ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جاوے یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کرے اور دو۲ رکعت نماز پڑھے اور خدا کی طرف متوجہ بخشوع دل ہو اور زبان سے یہی کہے یَا مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ اور اس مناجات اور تضرع کے درمیان میں کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا ابتلائے معصیت زائل ہو جاوے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو مصنّف قدس سرہ نے ارشاد کیا۔ وَاَمَّا اِفَاضَۃُ التَّوْبَۃِ فَصُوْرَتُہَا اَنْ یَّتَخَیَّلَ نَفْسَہٗ ذٰلِکَ الْعَاصِیْ بَعْدَ اَنْ اَثَّرَ فِیْہِ نَوْعَ تَاثِیْرٍ کَاَنَّ نَفْسَہٗ اَفَاضَتْ اِلٰی نَفْسِہٖ وَوَقَعَ بَیْنَ النَّفْسَیْنِ اِتِّصَالٌ مَّا ثُمَّ یَسْتَانِفُ فَیَنْدَمُ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فَاِنَّ ذٰلِکَ الْعَاصِیْ یَتُوْبُ عَنْ قَرِیْبٍ اور افاضہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اپنی ذات کو وہ عاصی خیال کرے بعد اس کے کہ کچھ اس میں تاثیر کرے اس طرح پر کہ گویا اُس کی ذات اُس کی ذات سے مل جاوے اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو گیا پھر از سر نو شروع کرے سو اُس معصیت سے نادم اور شرمندہ ہو اور حق تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ عاصی جلد توبہ کرے گا۔ وَالتَّصَرُّفُ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا اَوْفِیْ مَدَارِکِہِمْ حَتّٰی یَتَمَثَّلَ فِیْہَا اَنْوَاعٌ فَغَاتُ صُوْرَتُہَا اَنْ یُّصَادِمَ

نَفْسَ الطَّالِبِ بِقُوَّۃِ الْھِمَّۃِ وَیَجْعَلُھَا مُتَّصِلَۃً بِنَفْسِہٖ ثُمَّ یَتَخَیَّلَ
صُوْرَۃَ الْمَحَبَّۃِ اَوِ الْوَاقِعَۃِ وَیَتَوَجَّہُ اِلَیْھَا بِمَجَامِعِ
قَلْبِہٖ فَاِنَّ الْمُتَوَجَّہَ اِلَیْہِ یَتَاَثَّرُ وَیَظْھَرُ فِیْہِ الْحُبُّ
وَتَتَمَثَّلُ لَہُ الْوَاقِعَۃُ اور تصرّف کرنا لوگوں کے دل میں تا اُن میں محبت
آجاوے یا اُن کے محل ادراک میں تصرف کرنا تا ان میں واقعات متمثل
ہوجاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمّت طالب کے نفس سے بھڑ جاوے
اور اس کو اپنے نفس سے متصل کرلے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو
خیال کرے اور اُن کی طرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیّت سے تو اس میں
اثر ہوگا جس کی طرف متوجّہ ہو اور اس میں محبت ظاہر ہوجاوے گی،
اور واقعہ اس کے ذہن میں صورت پکڑ جاوے گا۔ وَاَمَّا الْاِطِّلَاعُ
عَلٰی نِسْبَۃِ اَھْلِ اللّٰہِ فَطَرِیْقُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ بَیْنَ یَدَیْہِ اِنْ
کَانَ حَیًّا اَوْ عِنْدَ قَبْرِہٖ اِنْ کَانَ مَیِّتًا وَیُفَرِّغَ نَفْسَہٗ عَنْ
کُلِّ نِسْبَۃٍ وَیُفْضِیَ بِرُوْحِہٖ اِلٰی رُوْحِ ھٰذَا الشَّخْصِ زَمَانًا
حَتّٰی یَتَّصِلَ بِھَا وَیَخْتَلِطَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی نَفْسِہٖ فَکُلَّ مَاوَجَدَ
مِنَ الْکَیْفِیَّۃِ فَھُوَ نِسْبَۃُ ھٰذَا الشَّخْصِ لَامُحَالَۃَ اور اہل اللہ
کی نسبت سے مطلع ہونے کا طریقہ ہے کہ اُس کے سامنے بیٹھے اگر وہ
زندہ ہو یا اُس کی قبر کے پاس بیٹھے اگر وہ مُردہ ہو اور اپنی ذات کو
ہر نسبت سے خالی کر ڈالے اور اپنی رُوح کو اُس کی رُوح تک پہنچاوے
چند ساعت یہاں تک کہ اُس کی رُوح سے متصل ہو اور مل جاوے

طریقۂ تصرف قلوب

طریقۂ اطلاع نسبت اہل اللہ

پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے تو البتہ وہی اس شخص کی نسبت ہے۔ وَاَمَّا الْاِشْرَافُ عَلَى الْخَوَاطِرِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يُّفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ حَدِيْثٍ وَّخَاطِرٍ وَّيُفْضِيَ بِنَفْسِهٖ اِلٰى نَفْسِ هٰذَا الشَّخْصِ فَاِنِ اخْتَلَجَ فِيْ نَفْسِهٖ حَدِيْثٌ مِنْ قَبِيْلِ الْاِنْعِكَاسِ فَهُوَ خَاطِرُهٗ اور اشراف خواطر یعنی دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس کو اس شخص کے نفس تک پہنچاوے پھر اگر اس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پرتو پڑنے کے تو وہی بات اس کے دل کی ہے وَاَمَّا كَشْفُ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبَلَةِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يُّفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا انْتِظَارَ مَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ فَاِذَا انْقَطَعَ عَنْهُ كُلُّ حَدِيْثٍ وَّكَانَ الْاِنْتِظَارُ كَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ جَعَلَ يَرْبُوْا بِنَفْسِهٖ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ اِلَى الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى اَوِ السَّافِلِ بِقَدْرِ اسْتِعْدَادِهٖ وَيَتَجَرَّدُ عَلَيْهِمْ فَاِنَّهٗ عَنْ قَرِيْبٍ يَّنْكَشِفُ عَلَيْهِ الْاَمْرُ بِهَتْفِ هَاتِفٍ اَوْ رُؤْيَةِ وَاقِعَةٍ فِي الْيَقْظَةِ اَوْ رُؤْيَا فِي الْمَنَامِ اور وقائع آئندہ کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے سوائے اس واقعے کے دریافت کے انتظار کے پھر جب اس کے دل سے ہر خطرہ منقطع ہو جاوے اور انتظار اس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اپنی روح کو ساعت

طریقہ اشراف خواطر

طریقہ کشف وقائع آئندہ

بساعت ملاء اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے بقدر اپنی استعداد کے اور اُن ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو جلد اُس پر حال کھل جاوے گا خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے ہیں اس واقعے کو دیکھ کر یا خواب میں ف ملاء اعلیٰ ملائکہ کروبین کو کہتے ہیں جو مقربین بارگاہ صمدیت ہیں اور محل اسرار قضا و قدر ہیں اور ملاء سافل وہ فرشتے ہیں جو مراتب میں اُن سے نیچے ہیں ۔ وَاَمَّا دَفْعُ الْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يَتَخَيَّلَ تِلْكَ الْبَلِيَّةَ بِصُوْرَتِهَا الْمِثَالِيَّةِ وَيَتَخَيَّلَ مَصَادَمَتَهَا وَدَفْعَهَا بِقُوَّةٍ ثُمَّ يَجْمَعُ هِمَّتَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ وَيَرْنُوْا بِنَفْسِهٖ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ اِلٰى حَيِّزِ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى اَوِ السَّافِلِ وَيَتَجَرَّدُ اِلَيْهِمْ فَاِنَّهَا عَنْ قَرِيْبٍ تَنْدَفِعُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور بلائے نازلہ کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا کو اُس کی صورت مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اُس کی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوت تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اُس پر مجتمع کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا ملاء سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور اُن ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی ۔ واللہ اعلم ۔ وَشَرْطُ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ وَمَا يَجْرِيْ مَجْرَاهَا اِتِّصَالُ نَفْسِ الْمُؤَثِّرِ بِنَفْسٍ مُؤَثِّرِيَّةٍ وَالْاِلْمَامُ بِهَا وَالْاِفْضَاءُ اِلَيْهَا وَاَصْحَابُ التَّجْرِيْدِ مِنْ غَوَاشِي الْبَدَنِ يَعْرِفُوْنَ هٰذَا الْاِتِّصَالَ وَيَقْدِرُوْنَ عَلٰى تَحْصِيْلِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْاَشْغَالِ

طریقۂ دفع بلاء

هُوَ الَّذِیْ کَانَ یَخْتَارُ سَیِّدِی الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّہٗ اور ایسے
تصرفات کی شرط اور جو اُن کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے
شخ کے نفس کو اُس کے نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اُس
کے ساتھ اور اُس تک پہنچا دے اور جو لوگ کہ بدن کے حجابوں سے
پاک ہو گئے ہیں وہ اس اتصال کو پہچانتے ہیں اور اس کے واصل کرنے
پر قادر ہیں۔ واللہ اعلم اور یہ جو اشغال ہم نے مذکور کیے وہ ہیں جن کو ہمارے
والد مرشد پسند کرتے تھے۔ وَلِلشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّھْرِنْدِیِّ اَشْغَالٌ اُخْرٰی
فَلْنَذْکُرْھَا بِالْاِجْمَالِ اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ فِی الْاِنْسَانِ سِتَّ
لَطَائِفَ ھِیَ حَقَائِقُ مُفْرَدَۃٌ بِحِیَالِھَا کَمَا ھُوَ ظَاھِرُ کَلَامِ الشَّیْخِ
وَاَتْبَاعِہٖ اَوْجِھَاتٌ وَاِعْتِبَارَاتٌ لِلنَّفْسِ النَّاطِقَۃِ فَھِیَ تُسَمّٰی
بِاِعْتِبَارٍ قَلْبًا وَبِاِعْتِبَارٍ اٰخَرَ رُوْحًا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ وَھُوَ الَّذِیْ
اَخْتَارَہٗ سَیِّدِی الْوَالِدُ وَصَوَّرَ فِیْ صُوَرِھَا فَرَسَمَ دَائِرَۃً وَ
قَالَ ھِیَ الْقَلْبُ ثُمَّ دَائِرَۃً اُخْرٰی فِیْ ھٰذِہِ الدَّائِرَۃِ فَقَالَ ھِیَ
الرُّوْحُ اِلٰی اَنْ رَسَمَ الدَّائِرَۃَ السَّادِسَۃَ وَقَالَ ھِیَ اَنَا وَ
سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ بَعْضُھَا فِی الْبَعْضِ وَیُسْتَدَلُّ عَلٰی ذٰلِکَ بِالْحَدِیْثِ
الدَّائِرِ عَلٰی اَلْسِنَۃِ الصُّوْفِیَّۃِ اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ قَلْبًا وَ
فِی الْقَلْبِ رُوْحًا اِلٰی اٰخِرِہٖ وَلَمْ اَحْفَظْ لَفْظَہٗ اور شیخ احمد مجدد الف
ثانی کے طریقے میں اور اشغال ہیں تو چاہیے کہ ہم اُن کو مجمل ذکر کریں معلوم
کر کہ حق تعالیٰ نے انسان میں چھ[6] لطیفے پیدا کیے جن کے حقائق جدا جدا

انتہی کلام الشیخ رحمہ

ہیں بذات خود چنانچہ یہی ظاہر ہوتا ہے شیخ موصوف کے اور اُن کے تابعین کے کلام سے یا لطائف ستہ جہات اور اعتبارات ہیں نفس ناطقہ کے تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے مسمّٰی بقلب ہے اور دوسرے اعتبار سے اس کا رُوح نام ہے وعلیٰ ہذا القیاس باقی لطائف اور یہی قول ہمارے والد مرشدؒ کا مختار ہے اور مجھ کو ان لطائف کی صورت بتا دی تو اوّل ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اس دائرے کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ رُوح ہے یہاں تک کہ چھٹا دائرہ لکھا اور کہا کہ یہ میں ہوں یعنی حقیقت انسانی جس کو آدمی عربی میں اَنَا تعبیر کرتا ہے اور فارسی میں مَن اور ہندی میں مَیں بولتا ہے اور میں نے والد نے والد سے سُنا فرماتے تھے کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں اور اس مدعا پر اُس حدیث سے استدلال کرتے تھے جو صوفیوں کی زبان پر دائر اور مشہور ہے کہ مقر ابن آدم کے جسم میں دل ہے اور دل میں رُوح ہے تا آخر لطائف ستہ اور مجھ کو اُس حدیث کے الفاظ محفوظ نہیں۔ ف مولاناؒ نے فرمایا کہ حدیث مذکور کی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل ثابت نہیں۔ وَبِالْجُمْلَةِ فَغَرَضُ الشَّيْخِ اَحْمَدَ السَّهْرِنْدِيِ رحمۃ اللہ علیہ اَنَّ كُلَّ لَطِيْفَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّطَائِفِ لَهٗ اِرْتِبَاطٌ بِعُضْوٍ مِّنَ الْجَسَدِ فَالْقَلْبُ تَحْتَ الثَّدْيِ الْاَيْسَرِ بِاِصْبَعَيْنِ وَالرُّوْحُ تَحْتَ الثَّدْيِ الْاَيْمَنِ بِحِذَآءِ الْقَلْبِ وَالسِّرُّ فَوْقَ الثَّدْيِ الْاَيْمَنِ مَائِلًا اِلٰى وَسْطِ الصَّدْرِ وَالْخَفِيُّ فَوْقَ الثَّدْيِ الْاَيْسَرِ مَآئِلًا اِلَى الْوَسْطِ وَالْاَخْفٰى

فَوْقَ الْخَفِیِّ وَالسِّرُّ فِی الْوَسْطِ وَالنَّفْسُ فِی الْبَطْنِ الْاَوَّلِ مِنَ الدِّمَاغِ وَفِی کُلٍّ مِّنْ هٰذِهِ الْاَعْضَاءِ حَرَکَةٌ نَبْضِیَّةٌ فَالشَّیْخُ یَاْمُرُ بِمُحَافَظَةِ تِلْكَ الْحَرَکَةِ وَتَخَیُّلِهَا ذِکْرًا اِسْمَ الذَّاتِ ثُمَّ یَاْمُرُ بِالنَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ مَادًّا لِّلَفْظَةِ لَا عَلَی اللَّطَائِفِ کُلِّهَا وَضَارِبًا بِاللَّفْظَةِ اِلَّا اللّٰهُ عَلَی الْقَلْبِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ اور خلاصہ یہ کہ شیخ احمد سرہندیؒ کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفے کو تعلق اور ارتباط ہے بدن کے بعض اعضا سے تو قلب[۱] کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے اور روح[۲] کا ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل ہے اور سر[۳] کا تعلق داہنی چھاتی کے اوپر وسط سینے کی طرف جھکتے ہوئے اور خفی[۴] بائیں چھاتی کے اوپر وسط کی طرف مائل ہے اور اخفی[۵] کا مقام خفی کے اوپر ہے اور سر[۶] وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اوّل میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کے مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح اس حرکت کی محافظت کا اور اس حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا امر فرماتے ہیں پھر نفی اور اثبات کا امر کرتے ہیں لا کی لفظ پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور اِلَّا اللّٰہُ کے لفظ کو دل پر ضرب لگا کر واللہ اعلم۔ ف مولانا نے فرمایا کہ شیخ مجدد کے تابعین کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر لطیفے کا نور جدا اور رنگ علیحدہ ہے تو قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے اور سر کا مقام قلب اور اخفی کے مابین ہے اور اخفی سب لطائف میں الطف اور

اخسن ہے اور روح الطف ہے قلب سے مشائخ مجددیہ میں معمول ہے کہ ہمت
اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں لطائف مذکورہ سے القا کرتے ہیں اور
توجہ لینے والا حرکت کو محسوس پاتا ہے اور اس کے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر
لطیفے میں درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہیں اور ہر لطیفے کے ذکر قوی ہونے کے بعد
نفی اور اثبات کو تعلیم کرتے ہیں کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمہ لا کو دماغ
تک پہنچاوے اور کلمہ اِلٰہ کو داہنے مونڈھے پر پستان راست پر پہنچاوے
اور کلمہ اِلّا اللہُ کو لطائف خمسہ پر پھیرتا ہوا دل پر ضرب کرے۔

فصل ساتویں

مَرْجِعُ الطُّرُقِ كُلِّهَا اِلٰى تَحْصِيْلِ هَيْئَاةٍ نَفْسَانِيَّةٍ تُسَمّٰى عِنْدَهُمْ بِالنِّسْبَةِ
لِاَنَّهَا اِنْتِسَابٌ وَّارْتِبَاطٌ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَبِالسَّكِيْنَةِ وَبِالنُّوْرِ مرجع
مشائخ کے طریقوں کا ہیئات نفسانی کی تحصیل ہے جس کو صوفی نسبت کہتے ہیں
اس واسطے کہ نسبت اللہ عزوجل کی انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور اُن کے
نزدیک یہ مسمّٰی بسکینہ اور نور ہے۔ وَحَقِيْقَتُهَا كَيْفِيَّةٌ حَالَّةٌ فِى النَّفْسِ
النَّاطِقَةِ مِنْ بَابِ التَّشَبُّهِ بِالْمَلٰئِكَةِ اَوِ التَّطَلُّعِ اِلَى الْجَبَرُوْتِ اور نسبت کی حقیقت
اور ماہیت کیفیت ہے جو نفس ناطقہ میں حلول کر گئی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان
اطلاع یا ناظر عالم جبروت کے وَتَفْصِيْلُهٗ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا دَاوَمَ عَلَى الطَّاعَاتِ
وَالطَّهَارَاتِ وَالْاَذْكَارِ حَصَلَ لَهٗ صِفَةٌ قَائِمَةٌ بِالنَّفْسِ النَّاطِقَةِ وَمَلَكَةٌ
رَاسِخَةٌ لِهٰذَا التَّوَجُّهِ فَهٰذَانِ جِنْسَانِ لِلنِّسْبَةِ تَحْتَ كُلٍّ مِنْهَا اَنْوَاعٌ

بیان حقیقت نسبت

کَثِیْرَۃٌ ۔ اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بندے نے جب طاعات اور طہارات اور اذکار پر مداومت کی تو اس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہے اور اس توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے صفت قائمہ سے تشبیہ ملکوت مراد ہے اور ملکۂ توجہ سے تطلع جبروت مقصود ہے تو نسبت کی یہ دونوں جنسیں ہیں ہر جنس کے نیچے انواع کثیرہ داخل ہیں فَمِنْهَا نِسْبَۃُ الْمَحَبَّۃِ وَالْعِشْقِ فَتَکُوْنُ الْمَحَبَّۃُ صِفَۃً رَّاسِخَۃً فِی الْقَلْبِ سو منجملہ انواع مذکورہ کے محبت اور عشق کی نسبت ہے تو اس میں محبت کی صفت محکم ہو جاتی ہے قلب کے اندر وَمِنْهَا نِسْبَۃُ کَسْرِ النَّفْسِ وَالتَّبَرِّیْ عَنْ حُظُوْظِهَا وَکَانَ سَیِّدِی الْوَالِدُ یُسَمِّیْهَا نِسْبَۃَ اَهْلِ الْبَیْتِ اور منجملہ انواع مذکورہ نفس شکنی اور بیزاری لذات کی نسبت ہے اور والد مرشد اس کو نسبت اہلبیت کہتے تھے ۔ وَمِنْهَا نِسْبَۃُ الْمُشَاهَدَۃِ وَهِیَ مَلَکَۃُ التَّوَجُّهِ اِلَی الْمُجَرَّدِ الْبَسِیْطِ وَبِالْجُمْلَۃِ فَلِلْحُضُوْرِ مَعَ اللّٰهِ اَلْوَانٌ بِحَسَبِ اِقْتِرَانِ مَعْنًی مِنَ الْمَحَبَّۃِ اَوْ کَسْرِ النَّفْسِ اَوْ غَیْرِهَا بِالْیَادْدَاشْتِ وَالنَّفْسُ تَقُوْمُ بِهَا مَلَکَۃً رَّاسِخَۃً مِّنْ هٰذَا اللَّوْنِ وَتُسَمّٰی تِلْكَ الْمَلَکَۃُ نِسْبَۃً وَالنِّسَبُ کَثِیْرَۃٌ جِدًّا وَصَاحِبُ السِّرِّ یُدْرِكُ کُلَّ نِسْبَۃٍ عَلٰی حِدَتِهَا وَالْغَرَضُ مِنَ الْاَشْغَالِ تَحْصِیْلُ نِسْبَۃٍ وَالْمُوَاظَبَۃُ عَلَیْهَا وَالْاِسْتِغْرَاقُ فِیْهَا حَتّٰی تَکْتَسِبَ النَّفْسُ مِنْهَا مَلَکَۃً رَّاسِخَۃً اور منجملہ ان کے مشاہدے کی نسبت ہے وہ عبارت ہے ملکہ توجہ سے مجرد بسیط کی طرف یعنی ذات مقدس کی طرف متوجہ رہنا اسی کا نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام بالا اجمال یہ ہے کہ حضور مع اللہ رنگ

برنگ ہے بحسب انفصال معنی محبت یا نفس شکنی یا اُن کے غیر کی یادداشت کے ساتھ اور نفس انسانی میں اس رنگ مخصوص کا ملکۂ راسخہ یعنی کیفیت تو یہ قائم ہو جاتی ہے اور یہی ملکہ اور کیفیت مسمّیٰ بہ نسبت ہے اور نسبتیں نہایت بکثرت ہیں اور صاحب اسرار ہر نسبت کو علیحدہ علیحدہ دریافت کرتا ہے اور اشغال قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ وغیرہا سے غرض اس نسبت کی تحصیل ہے اور اُس پر دوام اور مواظبت کرنا اور اس میں ڈوبے رہنا تاکہ نفس اس مواظبت اور مشق دائمی سے ملکہ راسخہ پیدا کرے۔ ف حاشیۂ منہیہ میں ارشاد ہوا کہ مصنف رح نے اوّل طرق کا مآل کار بیان کیا کہ نسبت ہے پھر اُس کو دو قسم پر تقسیم کیا پھر تطلع الی الجبروت کے چند اصناف شمار کیے پھر ان اصناف کا قاعدہ کلیہ بتایا سو اس کو تامل کرتا کہ تو راہ یاب ہو۔

وَلَا تَظُنَّنَّ اَنَّ النِّسْبَةَ لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ بَلْ هٰذِهٖ طَرِيْقٌ لِتَحْصِيْلِهَا مِنْ غَيْرِ حَصْرٍ فِيْهَا وَغَالِبُ الرَّاْيِ عِنْدِيْ اَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ كَانُوْا يُحَصِّلُوْنَ السَّكِيْنَةَ بِطُرُقٍ اُخْرٰى فَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالتَّسْبِيْحَاتِ فِي الْخَلْوَةِ مَعَ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى شَرِيْطَةِ الْخُشُوْعِ وَالْحُضُوْرِ وَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الطَّهَارَةِ وَذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ وَمَا اَعَدَّهُ اللّٰهُ لِلْمُطِيْعِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ وَلِلْعَاصِيْنَ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ فَيَحْصُلُ انْفِكَاكٌ عَنِ اللَّذَّاتِ الْحِسِّيَّةِ وَانْقِلَاعٌ عَنْهَا وَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلٰى تِلَاوَةِ الْكِتَابِ وَالتَّدَبُّرِ فِيْهِ وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ الْوَاعِظِ وَمَا فِي الْحَدِيْثِ مِنَ الرِّقَاقِ وَبِالْجُمْلَةِ فَكَانُوْا يُوَاظِبُوْنَ عَلٰى

هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ مُدَّةً كَثِيْرَةً فَتَحْصُلُ مَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ وَهَيْئَةٌ نَفْسَانِيَّةٌ فَيُحَافِظُوْنَ عَلَيْهَا بَقِيَّةَ الْعُمُرِ وَهٰذَا الْمَعْنٰى هُوَ الْمُتَوَارَثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ طَرِيْقِ مَشَائِخِنَا لَا شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ وَاِنِ اخْتَلَفَ الْاَلْوَانُ وَاخْتَلَفَتْ طُرُقُ تَحْصِيْلِهَا اور یہ گمان نہ کیجیو کہ نسبت مذکورہ نہیں حاصل ہوتی مگر اُن ہی اشغال سے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ اشغال بھی اُس کی تحصیل کا ایک طریق ہے۔ اُن ہی میں کچھ انحصار نہیں اور میرے نزدیک ظن غالب یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ سکینہ یعنی نسبت کو اور ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے سو منجملہ اُن کے طریق تفصیل کے مواظبت ہے صلوات اور تسبیحات پر خلوت میں شرط خشوع اور حضور کی محافظت کے ساتھ اور منجملہ اُس کی طہارت پر اور موت کی یاد پر جو لذات کی کاٹنے والی ہے۔ محافظت کرنا اور جو حق تعالیٰ نے مطیعوں کے واسطے ثواب مہیا کیا ہے اور جو گنہگاروں کے واسطے عذاب معین فرمایا اُس کو ہمیشہ یاد رکھنا تو اس مواظبت اور یاد کے سبب لذّات حسیہ سے انفکاک اور انقطاع حاصل ہو جاتا تھا اور منجملہ اُس کے مواظبت ہے قرآن مجید کی تلاوت پر اور اُس کے معانی غور کرنے پر اور نصیحت کرنے والے کی بات سننے پر اور ان احادیث کے تامل کرنے پر جن سے دل نرم ہو جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ اشیائے مذکورہ پر مدت کثیر مواظبت اور دوام کرتے تھے تو اُن کو تقرب الی اللہ کا

ف اثبات توارث نسبت طریقت از بدو زمان و حالت الی الان و دفع ظنون ناقصین ۱۲۔

ملکۂ راسخہ اور ہیئات نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی اور اسی پر محافظت کیا کرتے تھے بقیہ عمر میں اور یہی مقصود متوارث ہے شارع سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوراثت چلا آیا ہمارے مرشدوں کے طریق میں اس میں کچھ شک نہیں اگرچہ الوان مختلف ہیں اور تحصیل نسبت کے طریقے رنگ برنگ ہیں — ف مولانا رح نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہٗ سے سنا کہ قول فیصل اس بات میں یہ ہے کہ نسبت صحابہ رض اور تابعین رح کی نسبت احسانیہ ہے اور وہ نسبت طہارت اور نسبت سکینہ سے مرکب ہے برکات عدالت اور تقویٰ اور سماحت[1] کے اختلاط کے ساتھ تو ان کے کلام کا محل اصلی اور ان کے خاص اور عام کا مطمح اولیٰ یہی ہے تو تجھ کو لائق ہے کہ ان حضرات کے احوال اور اقوال کو اسی پر جو ہم نے بتایا محمول کیجیو چنانچہ ان کے قصص اور حکایات اسی کے شاہد ہیں اور میں نے سنا مصنف رح سے فرماتے تھے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کی ارواح کو میں نے مشاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کے دامن میں چنگل مارے ہے اور ان کا سلسلہ عالم ارواح میں خطیرۃ القدس کے ساتھ بنہج عجیب و رسوخ غریب متصل ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ ان کا قول عالم ارواح کے باطن در باطن میں زیادہ تر ہے خارج کی نسبت واللہ اعلم مترجم کہتا ہے حضرت مصنف محقق نے کلام دل پذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑ دیا بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ رض اور تابعین رح کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے

[1] سماحت یعنی جوانمردی ۱۲

واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشغال مقرر کیے ہیں وہ امر زمان رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اُس کی تحصیل کے مختلف ہیں تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اُصول ٹھہرائے اور اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کی جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہؓ کو بسبب صفائے طبیعت اور حضور خورشید[لہ] رسالت کی تحصیل نسبت میں ایسے اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے کہ اُن کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسے صحابہ کرام کو قرآن اور حدیث کے فہم میں قواعد صرف اور نحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور بالفعل عرب اُس کے محتاج ہیں واللہ اعلم۔ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَذْکُرُ وَاقِعَۃً لَّہٗ طَوِیْلَۃً رَاٰی فِیْھَا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فَقَالَ سَاَلْتُ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنْ نِسْبَتِیْ ھَلْ ھِیَ الَّتِیْ

لہ مثال اس کی ایسی ہے کہ جب تک آفتاب نکلا ہوا ہے ہر چیز پڑھ لے سکتا ہے آدمی اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو حاجت روشنی کی پڑی پڑھنے کے لیے پس صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں آفتاب رسالت طلوع کیے ہوئے تھا کچھ حاجت اشغال کی حضور مع اللہ کے لیے نہ تھی فقط ایک نظر ڈالنے سے جمال باکمال پر وہ کچھ حاصل ہوتا تھا کہ اب چِلّوں میں وہ نہیں حاصل ہوتا اور اب چونکہ وہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا حاجت پڑی اُن اشغال کی اُس ملکہ حضور کے حاصل کرنے کے لیے ۱۲ ق۔

كَانَتْ عِنْدَكُمْ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي بِالْاِسْتِغْرَاقِ فِيهَا وَتَأَمَّلَ جِدًّا ثُمَّ قَالَ هِيَ هِيَ بِلَا فَرْقٍ والد مرشد قدس سرہ سے میں نے سُنا کہ اپنے طویل خواب کو ذکر کرتے تھے جس میں حسنین اور سید الاولیاء علی مرتضیٰ علیہم السلام کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نے علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا اپنی نسبت سے کہ آیا یہ وہی نسبت ہے جو تم کو زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاصل تھی تو مجھ کو امر کیا نسبت میں استغراق کرنے کا اور خواب تامل کیا پھر فرمایا یہ نسبت وہی ہے بلا فرق ثُمَّ يُصَاحِبُ الْمُدَاوَمَةَ عَلَى السَّكِينَةِ أَحْوَالٌ رَفِيعَةٌ تَنُوبُهُ مَرَّةً فَلْيَغْتَنِمْهَا السَّالِكُ وَلْيَعْلَمْ أَنَّهَا عَلَامَاتُ قَبُولِ الطَّاعَاتِ وَتَأْثِيرِهَا فِي صَمِيمِ النَّفْسِ وَسُوَيْدَاءِ الْقَلْبِ پھر معلوم کرنا چاہیئے کہ نسبت پر مداومت کرنے والے کے حالات رفیع الشان نوبت بنوبت ہوتے ہیں گاہے کوئی اور کبھی کوئی تو سالک اُن حالات رفیعہ کو غنیمت جانے اور معلوم کرے کہ حالات مذکورہ طاعات قبول ہونے اور باطن نفس اور دل کے اندر اثر کرنے کے علامات ہیں وَمِنْهَا اِيثَارُ طَاعَةِ اللهِ سُبْحَانَهُ عَلَى جَمِيعِ مَاسِوَاهُ وَالْغَيْرَةُ عَلَيْهِ فَقَدْ أَخْرَجَ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رض أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يُصَلِّي فِي حَائِطٍ لَهُ فَطَارَ دُبْسِيٌّ فَطَفِقَ يَتَرَدَّدُ وَيَلْتَمِسُ مَخْرَجَهُ فَأَعْجَبَهُ ذٰلِكَ فَجَعَلَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ سَاعَةً ثُمَّ رَجَعَ اِلَى صَلَاتِهِ فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَقَالَ قَدْ أَصَابَتْنِي فِي مَالِي هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ اِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِي أَصَابَهُ فِي حَائِطِهِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ يَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَصَدَقَۃٌ لِلّٰہِ فَضَعْہُ حَیْثُ شِئْتَ وَقِصَّۃُ سُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْمُشَارُ اِلَیْھَا فِیْ قَوْلِہٖ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مَشْھُوْرَۃٌ مَعْلُوْمَۃٌ منجملہ احوال رفیعہ کے مقدم رکھنا ہے طاعات الٰہی کا اُس کے جمیع ماسوا پر اور اُس پر غیرت کرنا سو البتہ امام مالکؒ نے موطا میں عبداللہ بن ابی بکرؓ سے روایت کی کہ ابو طلحہؓ انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھتے تھے تو ایک چڑیا خوش رنگ اُڑی سو اِدھر اُدھر جھانکتی پھرتی تھی اور نکل جانے کی راہ تلاش کرتی تھی یعنی درخت ایسے پیچاں اور زمین پر جھکے تھے کہ اُس کا نکلنا دشوار ہوا تو ابو طلحہؓ کو یہ امر خوش معلوم ہوا تو ایک ساعت اپنی نظر کو اُس کے ساتھ دوڑایا کیے پھر اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ معلوم نہ رہا کہ کتنی پڑھی تھی تو کہا کہ یہ میرا مال یعنی باغ میرے حق میں فتنہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ نقل کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ باغ خیرات ہے اللہ کی راہ میں اُس کو رکھئے اور دیجیے جہاں کہیں چاہیے اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ جس کا اس آیت میں اشارہ ہے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مشہور اور معلوم ہے مترجم کہتا ہے قصہ مذکورہ مجملاً یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک بار گھوڑوں کے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ آفتاب ڈوب گیا نماز عصر قضا ہو گئی تو فرمایا کہ گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹی جائیں ف خلاصہ یہ ہے کہ اہل کمال کے نزدیک طاعت حق ہر امر پر مقدم ہوتی ہے اگر احیاناً کسی چیز کی مشغولی نے طاعتِ حق میں خلل ڈالا تو غیرت اہل کمال اُس چیز کے دفع کرنے کو مقتضی ہوتی ہے

ف۔ یہ اسرائیلیات ناقابل قبول علماء ہیں تفسیر کبیر میں صحت یوں کی گئی ہے کہ گھوڑدوڑ ملاحظہ کر کے حضرت سلیمانؑ نے ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔ (مصحح)

چنانچہ ابو طلحہ رضؓ نے باغ خیرات کر دیا اور حضرت سلیمانؑ نے گھوڑوں کو مروا ڈالا۔
وَمِنْهَا غَلَبَةُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِحَیْثُ یَظْهَرُ عَلٰی ظَاهِرِ الْبَدَنِ وَالْجَوَارِحِ لَهٗ اَثَرٌ اَخْرَجَ اُ فِی اُصُوْلِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ فِیْ ظِلِّهٖ اِلٰی اَنْ قَالَ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَفِی الْحَدِیْثِ اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَامَ عَلٰی قَبْرٍ فَبَكٰی حَتّٰی ابْتَلَّتْ لِحْیَتُهٗ وَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی بِاللَّیْلِ اَزِیْزٌ كَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ اور منجملہ حالات رفیعۂ مذکورہ کے اللہ کا خوف ہے اس طرح پر کہ اس کا اثر بدن اور جوارح پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ حفاظِ حدیث نے اُصول میں یہ حدیث روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو حق تعالیٰ اپنے سایۂ رحمت میں رکھے گا۔ یہاں تک کہ پانچواں[1] شخص فرمایا وہ مرد ہے جس نے اللہ کو خالی مکان میں یاد کیا پھر اس کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور حدیث میں وارد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہوئے

---

[1] اس کے آگے یہ ہے اُس دن کہ نہیں سایہ ہوگا مگر سایہ اُس کا ایک تو[1] امام عادل اور نوجوان[2] کہ نشو ونما پایا اُس نے اللہ کی عبادت میں اور[3] وہ شخص کہ دل اس کا مسجد ہی میں لگا رہتا ہے جب نکلتا ہے مسجد سے یہاں تک کہ پھر آوے مسجد میں اور[4] وہ شخص کہ محبت رکھتے ہیں آپس میں اور جمع بھی ہوتے ہیں محبت پر اور جدا بھی ہوتے ہیں محبت پر یعنی حاضر و غائب محبت یکساں رکھتے ہیں اور[5] وہ شخص کہ یاد کیا اللہ کو تنہائی میں پس جاری ہوئیں آنکھیں اس کی آنسوؤں سے اور[6] وہ شخص کہ بلایا اُس کو ایک عورت حسب وجمال والی نے پس کہا اس نے کہ میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور[7] وہ شخص کہ دیا کچھ صدقہ پس پوشیدہ دیا اس کو یہاں تک کہ جانا بائیں ہاتھ اس کے نے اُس چیز کو کہ خرچ کیا داہنے ہاتھ اس کے نے یعنی اس طرح کچھ دیا کہ داہنے ہاتھ والے کو دیا تو بائیں ہاتھ والے کو خبر نہ ہوئی اُس کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے ۱۲ مشکوٰۃ۔

تو اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب تہجد کی نماز پڑھتے تھے تو سینۂ مبارک سے جوش کی آواز آتی تھی دیگ کے جوش کرنے کی طرح یعنی رونے کی ایسی آواز آتی تھی سینۂ مبارک سے جیسے ہانڈی سن سن بولتی ہے ف مولانا نے فرمایا حدیث میں وارد ہے کہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا وہ مرد جو رویا اللہ کے خوف سے یہاں تک کہ دودھ تھن میں پھر جاوے[1] اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرد کثیر البکا تھے آنکھیں نہ تھمتی تھیں آنسوؤں سے جب کہ وہ قرآن پڑھتے تھے اور جبیر بن مطعم رض نے کہا کہ جب میں نے یہ آیت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنی اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ۔ تو گویا میرا قلب اڑ گیا خوف سے وَمِنْهَا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ قَدْ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَاَنَّهُ قَالَ لَنْ يَّبْقٰى بَعْدِيْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوْ تُرٰى لَهٗ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَبِهٖ فُسِّرَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور منجملہ حالات رفیعہ سچا خواب ہے، حافظانِ حدیث نے روایت نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب نیک مرد سے نبوت کے چھیالیس ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور آنحضرت ؐ نے

---

[1] اس کو تعلیق بالمحال کہتے ہیں یعنی جیسے دودھ کا تھنوں میں پھر جانا محال ہے ایسے ہی اس کا دوزخ میں جانا محال ہے ۱۲۔

فرمایا نہ باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے مگر مبشرات صحابہؓ نے کہا اور مبشرات کیا ہیں یا رسول اللہ فرمایا نیک خواب جس کو نیک مرد دیکھے یا اُس کے واسطے دوسرا نیک مرد سچا خواب دیکھے وہ نبوت کے چھیالیس ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ اُن کے واسطے بشارت ہے زندگانی دنیا میں تفسیر کیا گیا ہے برویائے صالحہ یعنی اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ بشارت دنیاوی سے سچا خواب مراد ہے ف مولاناؒ نے فرمایا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سالکوں کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے تا اینکہ بعد نماز صبح کے جلوس فرماتے اور ارشاد کرتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو اگر کوئی خواب بیان کرتا تو آنحضرتؐ اُس کی تعبیر فرماتے تھے۔ وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ رُؤْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اَوْ رُؤْيَةُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اَوْ رُؤْيَةُ الصّٰلِحِيْنَ وَالْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرِّكَةِ كَبَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْوَقَائِعِ الْاٰتِيَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ تَقَعُ كَمَا رَاٰى اَوِ الْمَاضِيَةِ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ اَوْ رُؤْيَةُ الْاَنْوَارِ وَالطيباتِ كَشُرْبِ اللَّبَنِ اَوِ الْعَسَلِ وَ السَّمَنِ كَمَا هُوَ مَذْكُوْرٌ فِيْ كِتَابِ الرُّؤْيَا مِنَ الْاُصُوْلِ وَرُؤْيَةُ الْمَلٰئِكَةِ فَفِي الْحَدِيْثِ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَهَرَتْ ظُلَّةٌ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ اِلَى الْاٰخِرِ الْقِصَّةِ اور رویائے صالحہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت ہے خواب میں یا دیکھنا جنت اور نار کا یا دیکھنا صالحین اور انبیاء علیہم السلام کا اس کے بعد مکانات متبرکہ کا

خواب میں دیکھنا جیسے بیت اللہ محترم یا مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا دیکھنا بیت المقدس کا اس کے بعد رتبہ ہے وقائع آئندہ کے دیکھنے کا کہ مطابق
رویت کے واقع ہوں یا وقائع گذشتہ کا دیکھنا ٹھیک ٹھیک یا انوار اور طیبات
کا دیکھنا جیسے دُودھ اور شہد اور گھی کا پینا چنانچہ کتب احادیث کی کتاب
الرؤیا میں مذکور ہے اور اسی طرح فرشتوں کا دیکھنا جاگنے کی حالت میں حدیث
میں وارد ہے کہ ایک مرد قرآن پڑھتا تھا ایک رات تو ایک سائبان ظاہر ہوا
جس میں چراغ سے تھے تا آخر قصہ **ف** قصہ مذکورہ مجملاً صحیحین کی روایت
سے یوں ہے کہ اُسید بن حضیر رض تہجد کے وقت سورہ بقرہ پڑھتے تھے تو ایک
سائبان آسمان کی طرف سے جس میں چراغوں کے مانند روشنی تھی اتنا قریب
آگیا کہ اُن کا گھوڑا بھڑکنے لگا اُنھوں نے یہ قصہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے عرض کیا فرمایا کہ تجھ کو معلوم ہے کہ وہ کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ نہیں فرمایا وہ
فرشتے تھے تیرے قرآن کی آواز سُن کر قریب ہو گئے تھے اگر تو پڑھے جاتا تو صبح
کے وقت اُن کو لوگ دیکھ لیتے وہ مخفی نہ ہوتے مترجم کہتا ہے رؤیت نبوی
جمیع مقامات سے اس واسطے مقدم ہوئی کہ صحیحین میں ابی ہریرہ رض سے حدیث
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا
اُس نے مجھ کو فی الواقع دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا
مولانا رح نے فرمایا دُودھ اور شہد کے مانند سفید کپڑوں کا بھی خواب ہے احمد رح اور
ترمذی رح نے عائشہ رض صدیقہ سے روایت کی کہ کسی نے ورقہ بن نوفل کا حال رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا تو خدیجہ الکبریٰ رض نے کہا کہ اُس نے تو

آپ کی تصدیق نبوت کی تھی ولیکن وہ مر گیا قبل آپ کے ظہور کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اُس کو خواب میں دیکھا اُس پر سفید پوشاک تھی اور اگر وہ دوزخی ہوتا تو اُس پر لباس سفید نہ ہوتا۔ وَمِنْهَا الْفِرَاسَةُ الصَّادِقَةُ وَالْخَاطِرُ الْمُطَابِقُ الْوَاقِعَ فَقَدْ جَاءَ فِي الْخَبَرِ اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ۔ اور منجملہ حالات رفیعہ فراست صادقہ ہے اور وہ خاطر جو مطابق ہے واقع کے سو البتہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ بواسطہ نور الٰہی کے نظر کرتا ہے مترجم کہتا ہے فراست صادقہ سے ٹھیک اٹکل مراد ہے۔ وَمِنْهَا إِجَابَةُ الدُّعَاءِ وَظُهُورُ مَا يَطْلُبُهُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِجُهْدِ هِمَّتِهٖ وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ فِي الْحَدِيْثِ رُبَّ أَغْبَرَ وَأَشْعَثَ ذِي طِمْرَيْنِ لَا يُعْبَأُ بِهٖ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذِهِ الْوَقَائِعُ وَأَمْثَالُهَا دَالَّةٌ عَلٰى صِحَّةِ إِيْمَانِ الرَّجُلِ وَقَبُوْلِ طَاعَاتِهٖ وَسِرَايَةِ النُّوْرِ فِي صَمِيْمِ قَلْبِهٖ فَلْيَغْتَنِمْهَا اور منجملہ حالات رفیعہ کے دعا کا قبول ہونا ہے اور ظاہر ہونا اُس کا جس کا اللہ سے طالب ہے اپنی ہمت کی کوشش سے اور اسی کی طرف اشارہ حدیث میں ہے کہ بعضا شخص غبار آلودہ پریشان مو پرانے پھٹے کپڑوں والا جس کو کوئی خیال نہیں لاتا اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ کے بھروسے پر تو حق تعالٰے اُس کی قسم کو سچا کر دے یعنی خدا کے نزدیک اُس کی ایسی وجاہت ہے کہ جیسا اُس نے کہا ویسا ہی کر دے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حالات رفیعہ جو مذکور ہوئے اور مانند

فراست صادقہ

اُن کے اور حالات بلند دلالت کرتے ہیں مرد کی صحت ایمان پر اور اس کی طاعات کے قبول ہونے پر اور نور سرایت کر جانے پر اُس کے قلب کے باطن میں تو سالک ان کو غنیمت جانے ثُمَّ بَعْدَ حُصُوْلِ النِّسْبَةِ عُرُوْجٌ اٰخَرُ وَهُوَ الْفَنَاءُ فِي اللّٰهِ وَالْبَقَاءُ بِهٖ وَالْحَقُّ عِنْدِيْ اَنَّهٗ لَيْسَ مُتَوَارِثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ الْمَشَائِخِ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ بَلْ هُوَ مَوْهِبَةٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَهَبُهٗ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهٖ مِنْ غَيْرِ تَوَارُثٍ وَمِمَّا يَشْهَدُ لِهٰذَا الْمَعْنٰى مَا رُوِيَ اَنَّ خَوَاجَهْ نَقْشَبَنْد سُئِلَ عَنْ سِلْسِلَةِ شُيُوْخِهٖ فَقَالَ لَمْ يَصِلْ اَحَدٌ اِلَى اللّٰهِ بِالسِّلْسِلَةِ بَلْ وَصَلْتُ اِلٰى جَذْبَةٍ فَاَوْصَلَنِيْ اِلَى اللّٰهِ فَضِيْلَةٌ لِمَا وَرَدَ جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ اللّٰهِ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ هٰذَا مَعَ اَنَّ سِلْسِلَةَ شُيُوْخِهٖ مَعْلُوْمَةٌ وَمَعْرُوْفَةٌ فَمَنْ شَاءَ هٰذَا الْعُرُوْجَ فَلْيَرْجِعْ اِلٰى سَائِرِ كُتُبِنَا وَاللّٰهُ الْهَادِيْ

پھر بعد حاصل ہونے نسبت کے دوسرا عروج اور ترقی ہے اور وہ عبارت ہے فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے اور میرے نزدیک واقعی یہ امر ہے کہ مرتبہ فنا اور بقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بواسطہ مشائخ سند متصل سے متوارث نہیں بلکہ یہ تو خدا کی داد ہے جس کو اپنے بندوں میں سے چاہے عنایت کرے بدوں توارث کے اور اس مدعا کا شاہد وہ امر ہے جو خواجہ نقشبند سے منقول ہے کہ کسی نے اُن کے پیروں رح کا سلسلہ پوچھا تو فرمایا کوئی شخص اللہ تک اپنے سلسلے کے واسطے سے نہیں پہنچا بلکہ مجھ کو تو

کشش ربانی پہنچ گئی سو اس نے مجھ کو اللہ تک پہنچا دیا یہ کلام مطابق ہے اُس حدیث مروی کے کہ کششوں ربانیہ سے ایک کشش جن اور انسان کے عمل کے مقابل ہے اس کو یاد رکھنا با ایں ہمہ خواجہ نقشبند رح کے مرشدوں کا سلسلہ معروف اور مشہور ہے سو اس امر کی جو زیادہ تحقیق چاہے یعنی فنا اور بقا کے وہبی ہونے کی صورت ہونے کی تو ہماری اور کتابوں کی طرف رجوع کرے اور اللہ جل شانہٗ رہنما ہے۔ ف مصنفؒ قدس سرہ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا کہ اس مقدمے کو ہم نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بتفصیل بیان کیا ہے جس کو شوق ہو وہ اس کتاب کو پڑھے۔

فصل آٹھویں

فِیْ شَیْءٍ مِّنْ فَوَائِدِ سَیِّدِیْ الْوَالِدِ قُدِّسَ سِرُّہٗ اس فصل میں والد مرشد قدس سرہ کے بعضے فائدے مذکور ہیں یعنی حضرت مصنفؒ کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے۔ اَوْصَانِیْ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّہٗ بِمُوَاظَبَۃِ یَا مُغْنِیْ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃً وَّ اَلْفَ مَرَّۃً وَسُوْرَۃِ الْمُزَّمِّلِ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَاِحْدٰی عَشَرَ مَرَّۃً وَّ قَالَ ھٰذَانِ مُجَرَّبَانِ لِلْغِنَی الْقَلْبِیِّ وَالظَّاھِرِیِّ کِلَیْھِمَا والد مرشد قدس سرہ نے مجھ کو وصیت کی یا مُغْنِیْ کی مواظبت کی ہر دن گیارہ سو بار اور سورہ مزمل پڑھنے کی چالیس بار سو اگر نہ ہو سکے تو گیارہ بار اور فرمایا کہ یہ دونوں عمل غنائے دلی اور

اعمال مجربہ خاندانی حضرت مصنفؒ

ظاہری دونوں کے واسطے مجرب ہیں[۱] وَاَوْصَانِیْ بِمُوَاظَبَۃِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلَّ یَوْمٍ وَقَالَ بِہَا وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا اور مجھ کو وصیت کی درود کی ہمیشگی پر ہر روز اور فرمایا کہ اسی کے سبب سے ہم نے پایا جو پایا[۲] وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِذَا جَاءَکَ مَنْ تَبَالَّمَ ضِرْسُہٗ اَوْرَاْسُہٗ اَوْتُوْجِعُہٗ الرِّیَاحُ فَخُذْ لَوْحًا طَاہِرًا وَضَعْ عَلَیْہِ رَمْلًا طَاہِرًا وَاکْتُبْ بِمِسْمَارٍ اَبْجَدْ ہَوَّزْ حُطِّیْ وَشَدِّدْ بِالْمِسْمَارِ عَلَی الْاَلِفِ وَاقْرَأِ الْفَاتِحَۃَ مَرَّۃً وَصَاحِبُ الْاَلَمِ وَاضِعٌ اِصْبَعَہٗ عَلٰی مَوْضِعِ الْاَلَمِ بِقُوَّۃٍ ثُمَّ اَسْاَلُہٗ ہَلْ شُفِیْتَ فَاِنْ شُفِیَ فَبِہَا وَاِلَّا نَقَلْتَ الْمِسْمَارَ اِلَی الْبَاءِ وَقَرَأْتَ الْفَاتِحَۃَ مَرَّتَیْنِ وَسَاَلْتَہٗ کَالْاُوْلٰی فَاِنْ شُفِیَ فَبِہَا وَاِلَّا نَقَلْتَ الْمِسْمَارَ اِلَی الْجِیْمِ وَقَرَأْتَ الْفَاتِحَۃَ ثَلٰثًا وَہٰکَذَا فَلَا تَصِلُ اِلٰی اٰخِرِ الْحُرُوْفِ وَقَدْ شَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور سنا میں نے والد مرشد سے فرماتے تھے کہ جب

---

[۱] اور بعض مشائخ سے پڑھنا سورۃ مزمل کا اکتالیس[۴۱] بار بھی منقول ہے اور بعض سے نماز میں پڑھنا اس کا اس طرح کہ عشاء کے بعد دو رکعتوں میں اکتالیس[۴۱] بار پڑھے اس طرح کہ اکیس[۲۱] بار پہلی رکعت میں اور بیس بار دوسری رکعت میں اور مولوی فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ کے مریدوں میں مجرب اس کا ایک طریق یہ ہے کہ بعد سنت فجر کے ایک بار اور بعد ہر نماز کے پنجگانہ میں سے دو دو بار کہ شب و روز میں گیارہ[۱۱] بار ہو جاوے اور اس فقیر کو ان سب طرق کی اجازت ہے اور جو چاہے پڑھے اُس کو بھی میری طرف سے اجازت ہے جَرَّبْتُ ہٰذَا الْعَمَلَ وَجَدْتُہٗ کَذٰلِکَ ۱۲ ق۔ [۲] ظفر جلیل میں کچھ فائدے درود شریف کے اور الفاظ اس کے میں نے لکھے ہیں جو چاہے اس میں سے دیکھ لے اور صلوٰۃ تنجینا کا ستر[۷۰] بار ہر روز پڑھنا قضائے حوائج کے لیے ایک بزرگ سے مجھ کو پہنچا ہے اس کی بھی اجازت ہے جو چاہے سو پڑھے ۱۲۔

برائے دفع درد دندان و درد سر و درد ریاح

کوئی تیرے پاس اپنے دانت کے درد یا سر کے درد سے نالاں آوے یا اُس کو ریاح ستاتے ہوں تو ایک تختی یا پٹری پاک لے اور اُس پر پاک ریتا ڈالے اور ایک کیل یا کھونٹی سے اُس پر ابجد ہوز حطی لکھ اور کیل کو الف پر زور سے داب اور ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھ اور درد والا آدمی اپنی اُنگلی کو درد کے مقام پر زور سے رکھے رہے پھر اُس سے پوچھ کہ تجھ کو آرام ہو گیا اگر درد جاتا رہا تو خوب ہے اور نہیں تو کیل کو دوسرے حرف یعنی بے کی طرف نقل کرے اور دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور پوچھے پہلی بار کی طرح کہ صحت ہوئی یا نہیں اگر صحت ہو گئی تو فہو المراد اور نہیں تو جیم کی طرف کیل کو نقل کرے اور تین بار الحمد پڑھے اور اسی طرح ہر حرف پر کیل سے دابتا چلائے اور سورۃ فاتحہ کو ہر بار پڑھتا جاوے تو آخر حرف تک تو نہ پہنچے گا مگر یہ کہ خدا اُس کے اندر ہی شفا عنایت کرے گا وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِذَا عَنَتْ لَکَ حَاجَۃٌ اَوْ کَانَ لَکَ غَائِبٌ فَاَرَدْتَّ اَنْ یَّرْجِعَہُ اللہُ سَالِمًا غَانِمًا اَوْ کَانَ لَکَ مَرِیْضٌ فَاَرَدْتَّ اَنْ یَّشْفِیَہُ اللہُ تَعَالٰی فَاقْرَأْ سُوْرَۃَ الْفَاتِحَۃِ اِحْدٰی وَّ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً بَیْنَ سُنَّۃِ الْفَجْرِ وَفَرْضِہٖ اور میں نے والد مرشد سے سُنا فرماتے تھے کہ جب تجھ کو کوئی حاجت پیش آوے یا کوئی شخص تیرا غائب ہو اور تو چاہے کہ حق تعالیٰ اُس کو سالم اور غانم پھیر لاوے یا کوئی تیرا بیمار ہو سو تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو صحت بخشے تو سورۂ فاتحہ کو اکتالیس بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں پڑھ ف مولانا نے حاشیے میں فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو فاتحۃ الکتاب کو چالیس بار پانی کے پیالے پر پڑھے اور محموم یعنی تپ والے کے منہ پر چھینٹا

برائے دفع حاجت و رد غائب و شفائے مریض

مارے تو حق تعالیٰ اُس کو فائدہ بخشے وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ عَضَّہُ الْکَلْبُ الْمَجْنُوْنُ وَخِیْفَ عَلَیْہِ الْجُنُوْنَ فَاکْتُبْ لَہٗ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ کِسْرَۃً مِّنَ الْخُبْزِ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا ۝ وَّاَکِیْدُ کَیْدًا ۝ فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا ۝ وَمُرْہُ اَنْ یَّاْکُلَ کُلَّ یَوْمٍ کِسْرَۃً اور میں نے سُنا اُن ہی حضرات سے فرماتے تھے کہ جس کو باؤلا کتا کاٹے اور اُس کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا لفظ رُوَیْدًا تک اور اُس کو کہہ دے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے[2] وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ قَرَاَ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ کُلَّ لَیْلَۃٍ لَّمْ تُصِبْہُ فَاقَۃٌ اور میں نے اُن حضرات سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص سورۂ واقعہ کو ہر رات پڑھے اُس کو فاقہ نہیں ہوتا مترجم کہتا ہے یہ عمل حدیث کے موافق ہے واللہ اعلم[3]

برائے گزیدن سگ دیوانہ

برائے دفع فاقہ

[1] اور اس فقیر کو ایک بزرگ سے پہنچا ہے کہ جس لڑکے کو مسان کی بیماری ہو تو اُس پر الحمد اکتالیس بار ساتھ وصل میم بسم اللہ کے ساتھ الحمد کے پڑھ کر چالیس روز تک دم کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ مرض اس کا جاتا رہے گا اور اگر فرصت نہ ہو تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے ۱۲۔

بیدار شدن از خواب

[2] سُنا اس فقیر نے اپنے اُستاد مولانا اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ سے فرماتے تھے جس کو باؤلا کتا کاٹے تو ایک ٹکڑا بادام کا تھوڑے سے گڑ میں لپیٹ کر کھلاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ زہر اُس کا کہیں اثر نہ کرے گا ۱۲ ق۔

[3] اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے حزب البحر کی شرح میں حدیث سے یا کسی صحابیؓ سے لکھا ہے کہ جو کوئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سو بار ہر روز پڑھ لیا کرے تو اُس کو فاقہ نہیں پہنچے گا۔

وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ عِنْدَ نَوْمِہٖ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِلٰی اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْکَہْفِ وَسَأَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّوْقِظَہٗ فِیْ اَیِّ سَاعَۃٍ اَرَادَ اَیْقَظَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہَا اور میں نے اُن حضرات سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے سونے کے وقت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سورۂ کہف کے آخر تک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا ہے کہ اس کو جگا دے جس وقت کا کہ ارادہ کرے تو حق اُس کو جگا دے گا اُسی وقت مترجم کہتا ہے سورۂ کہف کے آیات مذکورہ یہ ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَہُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خَالِدِیْنَ فِیْہَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْہَا حِوَلًا قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ہ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا ہ یہ عمل حدیث کے موافق ہے چنانچہ دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اُکْتُبْ ہٰذِہِ الْعُوْذَۃَ وَعَلِّقْہَا فِیْ عُنُقِ الطِّفْلِ یَحْفَظُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّہَامَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہ اور سُنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اس تعویذ کو لکھ اور لڑکے کی گردن میں لٹکا حق تعالیٰ اُس کو محفوظ رکھے گا بسم اللہ سے آخر تک تعویذ مذکور ہے

عمل حفظ اطفال

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ بواسطہ کلمات اللہ کے جو اپنی تاثیر میں پورے ہیں میں پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے اور نظر لگانے والے کی آنکھ کی شر سے میں نے پناہ پکڑی دس لاکھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے قلعے میں[۱] وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هٰذَا الدُّعَاءُ اَمَانٌ مِّنْ كُلِّ اٰفَةٍ يَقْرَاءُ صَبَاحًا وَّمَسَآءً بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ٥ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَّاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ط اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَّاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِيْظٌ اِنَّ وَلِیِّ یَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّی الصّٰلِحِيْنَ ٥ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

[۱] حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنینؓ کے لیے یوں تعویذ کرتے تھے اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ اور فرماتے تھے کہ تمھارے باپ حضرت ابراہیمؑ تعویذ کرتے تھے ساتھ اس دُعا کے اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کو روایت کی یہ مسلمؒ نے اور معمول مولانا عبدالعزیز صاحب و مولانا اسحٰق صاحب رحمہما اللہ کا فقط اس دُعا لکھنے کا تھا اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَرِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ ۱۲ ق

الْعَظِیْمِ اور سُنا میں نے اُن سے فرماتے تھے کہ یہ دعا یعنی بسم اللہ سے آخر
تک امان اور پناہ ہے ہر آفت سے پڑھا کرے اس کو صبح اور شام ترجمہ اس
کا یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے خداوندا تو میرا رب ہے، کوئی
معبود برحق نہیں سوائے تیرے تجھی پر میں نے بھروسا کیا اور تو ہی مالک
ہے عرش عظیم کا اور نہ بچاؤ ہے گناہ سے اور نہ قوت ہے بندگی پہ مگر اللہ
کی توفیق سے جو بلند اور بزرگ جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا میں
گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور مقرر اللہ نے اپنے علم
سے ہر چیز کو گھیر لیا ہے اور ہر چیز کو شمار میں کر لیا ہے گن کر خداوندا میں
پناہ مانگتا ہوں اپنی ذات کی بُرائی سے اور ہر چلنے والے جاندار کی بُرائی سے
جس کی چوٹی کو تو تھامنے ہے یعنی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے مقرر میرا رب صراط
مستقیم پر ہے اور تو ہر چیز کا نگہبان ہے البتہ میرے کام کا بنانے والا اللہ
ہے جس نے قرآن اُتارا اور وہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے سو اگر
وہ نہ مانیں اور گردن کشی کریں تو کہہ مجھ کو اللہ کافی ہے کوئی معبود برحق نہیں
سوائے اس کے اُسی پر میں نے اعتماد اور بھروسا کیا اور وہی مالک ہے عرش
عظیم کا وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْیَقُلْ کٓھٰیٰعٓصٓ
کُفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ وَ یَقْبِضُ کُلَّ اِصْبَعٍ مِّنَ الْیَدِ الْیُمْنٰی
عِنْدَ کُلِّ حَرْفٍ مِّنَ اللَّفْظِ الْاَوَّلِ وَمِنَ الْیُسْرٰی عِنْدَ کُلِّ حَرْفٍ
مِنَ الثَّانِیْ ثُمَّ یَفْتَحُہُمَا جَمِیْعًا فِیْ وَجْہِ مَنْ یَّخَافُ مِنْہُ
اور میں نے حضرت والد سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص کسی صاحب

برائے امان از ہر آفت

برائے خوف حاکم

حکومت سے ڈرے اُس کو چاہیئے یوں کہے کٓھٰیٰعٓصٓ کِفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ اور چاہیئے کہ داہنے ہاتھ کی ہر انگلی کو بند کرے لفظ اوّل کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ اور بائیں ہاتھ کی ہر اُنگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں بند کیے چلا جاوے پھر دونوں کو کھول دے اُس کے سامنے جس سے ڈرتا ہے مترجم کہتا ہے لفظ اوّل سے کٓھٰیٰعٓصٓ اور لفظ ثانی سے حٰمٓعٓسٓقٓ مراد ہے یعنی جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا حرف بولے تو دوسری اُنگلی بند کرلے اور یائے تحتانیہ کے بعد تیسری انگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرلے اور علیٰ ہذا القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک اُنگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے۔ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ سِتُّ اٰیَاتٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰی بِاٰیَاتِ الشِّفَآءِ یَکْتُبُهَا لِلْمَرِیْضِ فِیْٓ اِنَآءٍ فَیَمْحُوْهَا بِالْمَآءِ وَیَشْرَبُ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ ط اور میں نے سُنا حضرت والدؒ ماجد سے فرماتے تھے کہ چھ آیتیں ہیں قرآن کی جن کا آیات شفا نام ہے بیمار کے واسطے ان کو ایک برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر پلاوے آیات مذکورہ وَیَشْفِ سے آخر تک ہیں وَسَمِعْتُهٗ

آیات شفا برائے مریض

یَقُوْلُ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً تَنْفَعُ مِنَ السِّحْرِ وَتَکُوْنُ حِرْزًا مِّنَ
الشَّیْطَانِ وَاللُّصُوْصِ وَالسِّبَاعِ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الْبَقَرَۃِ
وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ وَاٰیَتَانِ بَعْدَھَا اِلٰی خَالِدُوْنَ وَثَلٰثٌ مِّنْ اٰخِرِ
الْبَقَرَۃِ وَثَلٰثٌ مِّنَ الْاَعْرَافِ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ اِلٰی مُحْسِنِیْنَ وَاٰخِرُ
بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ وَعَشْرُ اٰیَاتٍ مِّنْ
اَوَّلِ الصّٰفّٰتِ اِلٰی لَازِبٍ وَاٰیَتَانِ مِنْ سُوْرَۃِ الرَّحْمٰنِ یٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ اِلٰی تَنْتَصِرَانِ وَاٰخِرُ الْحَشْرِ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاٰیَتَانِ
مِنْ قُلْ اُوْحِیَ وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا اِلٰی شَطَطًا فَھٰذِہٖ ھِیَ الْاٰیَاتُ
الْمُسَمَّاۃُ بِثَلٰثٍ وَّثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً وَکَانَ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ یَزِیْدُ
عَلَیْھَا الْفَاتِحَۃَ وَقُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَ
الْمُعَوِّذَتَیْنِ وَیَاْخُذُ مِنْ اَوَّلِ السُّوْرَۃِ قُلْ اُوْحِیَ اِلٰی
شَطَطًا اور میں نے حضرت والدؒ سے سنا فرماتے تھے تینتیس ۳۳ آیتیں
ہیں کہ جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیطان اور چوروں اور درندے
جانوروں سے پناہ ہو جاتی ہے چار آیتیں سورہ بقرہ کے اول سے اور
آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اس کے بعد کی خَالِدُوْنَ تک اور تین آیتیں
آخر سورہ بقرہ کی یعنی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آخر تک اور تین آیتیں
سورہ اعراف کی اِنَّ رَبَّکُمُ سے مُحْسِنِیْنَ تک اور سورہ بنی اسرائیل
کی پچھلی آیت یعنی قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے آخر تک
اور دس آیتیں صافات کے اول سے لَازِبٍ تک اور دو ۲ آیتیں

سی و سہ ۳۳ آیات برائے دفع اثر سحر و حفاظت از دزدان و درندگان

سورۂ رحمٰن کی یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ سے تَنْتَصِرَانِ تک اور آخر سورۂ حشر کی لَوْ اَنْزَلْنَا سے آخر تک اور دو آیتیں سورۂ جن یعنی قُلْ اُوْحِیَ کی وَ اَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا سے شَطَطًا تک تو یہی آیات مذکورہ تینتیس ۳۳ آیت سے مسمّٰی ہیں اور ہمارے والدؒ مرشد آیات مذکور پر سورۂ فاتحہ اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ زیادہ کرتے تھے اور سورۂ جن سے اوّل آیت یعنی قُلْ اُوْحِیَ سے شَطَطًا تک لیتے تھے ف مترجم کہتا ہے حضرت مصنفؒ قدس سرہ نے آیات مذکورہ کا پتا بتایا بطور اختصار کے کہ واقف سمجھ لے گا تو ناواقفوں کے واسطے مناسب معلوم ہوا کہ آیات ممدوحہ کو یہاں پورا ذکر کر دیجئے کہ تلاش نہ کرنی پڑے۔

الٓمّٓ. ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ج مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ج يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ

الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ج قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج
فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا ج وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ
آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ط وَالَّذِينَ كَفَرُوا
أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ط
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ
بِهِ اللَّهُ ج فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ج وَاللَّهُ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ
كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ
مِنْ رُسُلِهِ ج وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ
الْمَصِيرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ج رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ج رَبَّنَا وَ
لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَ
لَا تُحَمِّلْنَا وَ مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ج وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف
وَارْحَمْنَا وقف أَنْتَ مَوْلَانَا وقف فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝
إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ط ثُمَّ
اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ

تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۝ اِنَّهٗ لَا
يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ
خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قُلِ
ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَ
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي
الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ وَالصّٰٓفّٰتِ
صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ اِنَّا زَيَّنَّا
السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ
لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ
دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ
فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ
اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ
اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ
اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ
مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى
جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ
نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ
الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ
الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ
اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ
اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۙ وَاَنَّهُ تَعٰلٰى
جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ
سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ○ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِذَا ظَهَرَ مَرَضُ
الْحَصْبَةِ فَخُذْ خَيْطًا اَزْرَقَ وَاقْرَاْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ وَكُلَّمَا مَرَرْتَ
عَلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ فَاعْقِدْ عُقْدَةً وَّانْفُثْ
فِيْهِمَا وَعَلِّقِ الْخَيْطَ فِيْ عُنُقِ الصَّبِيِّ يُعَافِهِ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ
ذٰلِكَ الْمَــــــــرَضِ اور میں نے حضرت والا سے سُنا
فرماتے تھے کہ جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اس پر
سورہ رحمٰن پڑھ اور جب بار کہ تو فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔
پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اس پر پھونک ڈال اور تاگے کو لڑکے
کی گردن میں باندھ دے حق تعالیٰ اس کو اس بیماری سے آرام
دے گا۔ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَسْمَاءُ اَصْحَابِ الْكَهْفِ اَمَانٌ
مِّنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالنَّهْبِ وَالسَّرَقِ اِلٰهِيْ يَمْلِيْخَا مَكْسَلْمِيْنَا

راکح محفوظ

مَکْسَلْمِیْنَا کَشْفُوْطَطْ اَذْرَفْطِیُوْنُسْ کَشَافَطْیُوْنُسْ تَبْیُوْنُسْ بُوَانِسْ بُوْسُ وَکَلْبُهُمْ قِطْمِیْرٍ وَعَلَی اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ" اور سُنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے الٰہی سے آخر تک دُعا کرے۔ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِذَا عْتَرَضَتْ لَکَ حَاجَةٌ فَاقْرَأْ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ اَلْفًا وَّمِائَتَیْ مَرَّةٍ اِثْنَا عَشَرَ یَوْمًا فَاِنَّ اللّٰهَ یَقْضِیْ حَاجَتَکَ هٰذِهٖ عَزَا ثُمَّ اَجَازَنِیْ سَیِّدِی الْوَالِدُ بِهَا فِیْ جُمْلَةِ مَا اَجَازَنِیْ اور سُنا میں نے حضرت والدؒ سے فرماتے تھے کہ جب تجھ کو کوئی حاجت درپیش آوے تو یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ کو بارہ ۱۲۰۰ سو بار پڑھ بارہ دن تک کہ حق تعالیٰ تیری حاجت بر لاوے گا اور ان اعمال مذکورہ کی اوّل فصل سے یہاں تک مجھ کو میرے والدؒ مرشد نے اجازت دی ہے منجملہ اور اعمال کے کہ جن میں مجھ کو اجازت فرمائی ہے[1]۔ لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ الْمُهِمَّةِ یَرْکَعُ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی بَعْدَ الْفَاتِحَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ

نامہائے اصحاب کہف برائے امان از غرق و آتش و غارتگری و دزدی وغیرہ

[1] صلوٰۃ الحاجۃ جو حدیث شریف میں آئی ہے وہ ظفر جلیل وغیرہ کتب حدیث میں مذکور ہے پڑھنا اُس کا افضل سب سے ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے ۱۲۔

نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ہ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَ
فِی الثَّانِیَۃِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہ
مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّ فِی الثَّالِثَۃِ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ
بَصِیْرٌ م بِالْعِبَادِ ہ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّ فِی الرَّابِعَۃِ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ
وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یُسَلِّمُ وَیَقُوْلُ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ
فَانْتَصِرْ مِائَۃَ مَرَّۃٍ حاجات مشکلہ کے بر آنے کے واسطے چار رکعتیں
پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ
اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ
وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ کو سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد
فاتحہ کے رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ سو بار
پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ہ سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد
فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر
کرکے رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ سو بار فرمایا مولانا نے فرمایا کہ[1]

نماز برائے حصول مقاصد و حاجات

---

[1] جناب مولانا عبد العزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے بیچ تفسیر سورہ نون کے جب یہ آیت لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ الاٰیۃ کے لکھا ہے کہ مشائخ معتبرین سے واسطے دفع ہر غم و اندوہ کے آیت لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اَلْاٰیۃ کا پڑھنا تریاق مجرب ہے اور طریق اس کے پڑھنے کے دو ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ سوا لاکھ بار بہیئت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت کو تین سو بار بعد نماز عشاء کے تاریک مکان میں بیٹھ کر ساتھ شرائط طہارت اور استقبال قبلہ کے پڑھے اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۲ پر)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ جن کے وسیلے سے جو سوال کرے پاوے اور جو دعا کرے قبول ہو اور مجھ کو تعجب آتا ہے اُس شخص سے کہ بواسطہ ان کے دُعا کرے اور قبول نہ ہو فائدہ جلیلہ حضرت شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے چار باب میں فرمایا کہ جو عمل کہ حصول ہر مطلب میں جلالی ہو یا جمالی حکم میں کبریت احمر کے ہے اور اُس کو اسم اعظم شمار کیا ہے وہ یہ آیت ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دعا ذوالنون علیہ السلام کی ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں فرمائی جو مسلمان جس مطلب کے واسطے اس آیت سے دُعا کرے گا قبول ہوگی اور حق یہ ہے کہ یہ دعا نہایت مجرب التاثیر اور کمال سریع الاثر ہے جس امر میں چاہے اس آیت سے دُعا کر لے اور مشائخ اس کی سُرعت تاثیر اور عدم تخلف پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں اور طریقہ دعا کا اُنھوں نے باقسام متعددہ ذکر کیا ہے آسان تر دو طریقے ہیں ایک یہ کہ بارہ دن تک بہ نیت حصول مطلب بارہ ہزار بار پڑھے اور اگر نہ ہو سکے تو بارہ سو بار پڑھے اوّل اور آخر چند بار درُود پڑھ کے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی قوت تاثیر میں کچھ

(بقیہ نوٹ صلہ ۱۴۱) پیالہ پانی کا بھر کر اپنے پاس رکھ لیوے اور لمحہ لمحہ اُس پانی میں ہاتھ اپنا ڈال کر اپنے بدن اور منہ پر پھیرتا رہے تین روز یا سات روز یا چالیس روز اسی ترتیب سے پڑھے انتہیٰ۔ اور ظفر جلیل میں در ضمن دعاؤں دفع غم کے قول حضرت امام جعفر صادقؑ کا بیچ فضائل ان چاروں آیتوں کے خوب لکھا ہے جو چاہے سو دیکھ لے ۱۲۔

شک نہیں اس واسطے کہ ایسا کوئی عمل نہیں کہ جس کی صحت قرآن مجید سے
بھی ہو اور صحیح حدیث سے بھی اور مشائخ کے اقوال سے بھی سوائے اس کے
قرآن میں اس کی شان میں وارد ہے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ
وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِمَنْ خَبَطَهُ الشَّيْطَانُ يَقْرَأُ فِيْ
اُذُنِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ
جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ اور جس کو شیطان باؤلا کر ڈالے یعنی جس پر آسیب کا
خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے وَلَقَدْ فَتَنَّا
سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَاَيْضًا يُؤَذِّنُ فِيْ
اُذُنِهٖ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَ
الطَّارِقِ وَاٰخِرَ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَسُوْرَةِ الصّٰفّٰتِ كُلَّهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ
يَحْتَرِقُ اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل کہ اس کے کان میں سات بار اذان دے
اور سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس و آیۃ الکرسی
اور سورۂ طارق یعنی والسماء والطارق اور سورۂ حشر کی آیتیں یعنی ھو اللہ الذی
سے آخر تک اور سورۂ صافات ساری پڑھے آسیب جل جاوے گا وَاَيْضًا يَقْرَأُ
فِيْ اُذُنِهٖ اَفَحَسِبْتُمْ اِلٰى اٰخِرِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور آسیب زدہ کے واسطے یہ
بھی عمل ہے کہ اس کے کان میں آخر سورہ مومنین کی یہ آیتیں پڑھے اَفَحَسِبْتُمْ
اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَاۤ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ
فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰاحِمِیْنَ ۝ وَاَیْضًا یَقْرَأُ عَلٰی مَآءٍ طَاھِرٍ اَلْفَاتِحَۃَ وَ
اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَخَمْسَ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْجِنِّ وَیَرُشُّ بِہَا
وَجْھَہٗ فَاِنَّہٗ یُفِیْقُ وَاِذَا اَحَسَّ بِالْجِنِّیِّ فِیْ مَکَانٍ فَرَشَّ ۝ مِنْ
ذٰلِکَ الْمَآءِ فِیْ نَوَاحِی الْمَکَانِ فَاِنَّہٗ لَا یَعُوْدُ اِلَیْہَا اور دفع آسیب
کا یہ بھی عمل ہے کہ پاک پانی پر سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پانچ آئیں اول
سورۂ جن کی پڑھے اور اُس پانی کا اس کے منہ پر چھینٹا مارے کہ ہوش
میں آجاوے اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہو سو اُسی پانی سے اس مکان
کی نواحی[1] میں چھینٹے مارے تو وہاں پھر نہ آوے گا مترجم کہتا ہے سورۂ جن
کی آیات مذکورہ یہ ہیں: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ
فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ط وَ
لَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً
وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْھُنَا عَلَی اللہِ شَطَطًا ۝
وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللہِ کَذِبًا وَلِلّٰمَامِ
الشَّیْطَانِ بِالْبَیْتِ وَرَمْیِھِمْ بِالْحِجَارَۃِ یَقْرَأُ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ اِنَّھُمْ
یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا اِلٰی رُوَیْدًا عَلٰی اَرْبَعَۃِ مَسَامِیْرَ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ
خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ مَرَّۃً ثُمَّ یَدْفِنُھَا فِیْ اَرْبَعَۃِ اَطْرَافِ ذٰلِکَ الْبَیْتِ
اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور اُن کے پتھر پھینکنے کے لیے

ایضاً عمل آسیب زدہ را برائے دفع جن از فقار

[1] نواحی بمعنی اطراف ۱۲

برائے دفع جن از خانہ

یہ آیت پڑھے اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ه فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ
اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا چار لوہے کی کیلوں پر ہر کیل پر پچیس پچیس بار پھر اُن کو
گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونک دے وَ اَيْضًا يَكْتُبُ اَسْمَاءَ
اَصْحٰبِ الْكَهْفِ فِيْ جُدْرَانِ الْبَيْتِ اور یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ
اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے وَلِلْعَقِيْمَةِ يَكْتُبُ هٰذِهِ
الْاٰيَةَ فِيْ رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَمَاءِ الْوَرْدِ ثُمَّ يُعَلِّقُ فِيْ
عُنُقِهَا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اِلٰى جَمِيْعًا وَ اَيْضًا
يَقْرَاُ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ قَرَنْفُلًا عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَوْ
كَظُلُمٰتٍ اِلٰى نُوْرٍ ه تَاكُلُ كُلَّ يَوْمٍ وَاحِدٍ وَابْتَدَاَتْ مِنْ
وَقْتِ فَرَاغِهَا مِنْ غُسْلِ الْمَحِيْضِ وَيُوَاقِعُهَا زَوْجُهَا فِيْ
تِلْكَ الْاَيَّامِ اور عقیمہ یعنی بانجھ عورت کے واسطے ہرن کی جھلی پر زعفران
اور گلاب سے یہ آیت لکھے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ
اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ
جَمِيْعًا پھر اس تعویذ کو اُس کی گردن میں باندھے اور یہ بھی عقیمہ کے واسطے
ہے کہ چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے۔ اَوْ
كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ بَعْضُهَا
فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ
اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ه اور ایک لونگ کو ہر دن کھاوے
اور شروع کرے حیض کے غسل کے ہونے سے اور اُن دنوں میں اس کا

ایضاً برائے دفع جن از خانہ

برائے عقیمہ

زوج اُس سے صحبت کرتا رہے ف مولاناؒ نے فرمایا اور شرط اس عمل کی یہ بھی ہے کہ لونگ رات کو کھاوے اُس پر پانی نہ پیئے وَالَّتِیْ تُسْقِطُ جَنِیْنَهَا یَاْخُذُ خَیْطًا مُعَصْفَرًا عَلٰی مِقْدَارِ طُوْلِهَا وَیَعْقِدُ عَلَیْهِ تِسْعَ عُقَدٍ یَنْفُثُ فِیْ کُلٍّ مِنْهَا وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلٰی مُحْسِنُوْنَ ۝ وَقُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اِلٰۤی اٰخِرِهَا اور جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگ اس کے قد کے برابر لے اور اُس پر نو گرہیں لگاوے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھے اور پھونکے وَالَّتِیْ ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ یَكْتُبُ فِیْ رُقْعَةٍ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اِهْیًا اَشْرَاهِیًا وَیُلِفُّ الرُّقْعَةَ فِیْ ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَیُعَلِّقُهَا فِیْ فَخِذِهَا الْیُسْرٰی فَاِنَّهَا تَلِدُ سَرِیْعًا قُلْتُ حَفِظْتُ مِنْ كِتَابِ الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ الْاَعْمَشِ اَنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ دُعَآءُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مَعْنَاهُ یَا حَیُّ قَبْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَیَا حَیُّ بَعْدَ كُلِّ شَیْءٍ اور جس عورت کو درد زہ یعنی لڑکا پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ اِهْیًا اَشْرَاهِیًا اور اُس پرچے کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی میں کہتا ہوں مجھ کو یاد ہے

برائے اسقاط جنین

برائے درد زہ

جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب در منثور سے بروایت اعمشؓ کہ یہ کلمہ یعنی اِهْيًا
اَشْرَاهِيًا جناب موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے معنی اس کے یہ کہ اے زندہ
قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے ف مترجم کہتا ہے اِهْيًا
بکسر ہمزہ وَ اَشْرَاهِيًا بفتح ہمزہ وشین لفظ یونانی ہے یعنی وہ ازلی کہ کبھی
اُس کو زوال نہیں اور شَرَاهِيًا کہنا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علمائے یہود
کے کذا فی القاموس مولاناؒ نے فرمایا کہ اگر اوّل سورۃ سے عقت تک شیرینی
پر پڑھے اور حاملہ کو کھلاوے تو بھی جلد جنے وَالَّتِیْ لَا تَلِدُ اِلَّا اُنْثٰی
يَكْتُبُ قَبْلَ اَنْ تَبِيْضَ عَلَى الْحَبَلِ ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ عَلٰى رَقِّ الْغَزَالِ
بِالزَّعْفَرَانِ وَمَآءِ الْوَرْدِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ
اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ
عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ وَهٰذِهِ الْاٰيَةَ يَا زَكَرِيَّا
اِنَّا نُبَشِّرُكَ الْاٰيَةَ ۝ ثُمَّ يَكْتُبُ بِحَقِّ مَرْيَمَ وَعِيْسٰى اِبْنًا صَالِحًا
طَوِيْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اور جو عورت سوائے لڑکی کے
لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران
اور گلاب سے اس آیت کو لکھے اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا
تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝
عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ اور اس آیت کو لکھے
يَا زَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ
قَبْلُ سَمِيًّا ۝ پھر یہ لکھے۔ بِحَقِّ مَرْيَمَ وَعِيْسٰى اِبْنًا صَالِحًا

برائے نفع فرزند نرینہ

طَوِیْلَ الْعُمْرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ - یعنی اس تعویذ کو حاملہ باندھے رہے
وَاَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِہٖ لِلْمِقْلَاۃِ لَا یَعِیْشُ لَھَا وَلَدٌ یَاْخُذُ مَانَخْوَاہُ
وَالْفِلْفِلِ الْاَسْوَدِ وَیَقْرَاُ عَلَیْھِمَا عِنْدَ ظَھِیْرَۃِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ
اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً سُوْرَۃَ الشَّمْسِ یَبْدَأُ کُلَّ مَرَّۃٍ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَخْتِمُ بِھَا تَاْکُلُھَا الْمَرْاَۃُ کُلَّ
یَوْمٍ مِنْ حَمْلِھَا اِلٰی فِطَامِ الْوَلَدِ اور اُس شخص نے جس پر مجھ کو اعتماد
ہے خبر دی کہ جس عورت کا لڑکا نہ زندہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ لے
دونوں چیزوں پر دوشنبے کے دن دوپہر کو چالیس بار سورہ والشمس پڑھے
ہر بار درود شریف پڑھ کر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اس کو
ہر روز عورت کھایا کرے حمل کے دن سے لڑکے کے دودھ چھڑانے تک
وَاَخْبَرَنِیْ اَیْضًا لِلَّتِیْ لَا تَلِدُ اِلَّا اُنْثٰی اَنْ یَّخُطَّ خَطًّا مُسْتَدِیْرًا
عَلٰی بَطْنِھَا سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ یَقُوْلُ مَعَ اِدَارَۃِ الْاَصْبَعِ
یَا مَتِیْنُ اور یہ بھی اسی شخص معتمد نے مجھ کو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی
کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اُس کے پیٹ پر گول لکیر[2] کھینچے ستّر بار ہر بار انگلی کے
پھیرنے کے ساتھ - یا متین کہے ثُمَّ تَعُوْدُ اِلَی الْکَلَامِ الْاَوَّلِ فَنَقُوْلُ
مِنْ تِلْکَ الْعَزَائِمِ لِلصَّبِیِّ الَّذِیْ اَصَابَہٗ عَیْنُ عَائِنَۃٍ یَّخُطُّ خَطًّا
مُسْتَدِیْرًا بِالسِّکِّیْنِ وَھُوَ یَقْرَاُ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَھٰذِہِ الْاٰیَاتِ

(حاشیہ:) بیان کیا مجھ سے اس شخص نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے
(حاشیہ:) ایضاً اور بیان کیا مجھ سے اس عورت کے لیے جو

[1] مقلاۃ بالکسر زنی کہ فرزندش نہ زید ۱۲ ص
[2] گول لکیر یعنی دائرہ ۱۲

اعمال برائے چشم زخم ساحرہ کہ در ہندی ڈائن و ٹنھیا گویند

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَيُحِقُّ
اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ
الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ط
اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ
مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَعَيْنٍ لَّامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ
يَا كَفِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ثُمَّ يَرْكُزُ
السِّكِّيْنَ فِيْ وَسْطِ الدَّآئِرَةِ وَيَقُوْلُ رَكَزْتُهَا فِيْ قَلْبِ الْعَآئِنَةِ
ثُمَّ يَسْتُرُهَا تَحْتَ صَحْفَةٍ اَوْ قَعْبٍ پھر ہم رجوع کرتے ہیں پہلے کلام کی
طرف تو کہتے ہیں اُن ہی عزیمتوں سے یعنی جن کی والد ماجد سے اجازت
ہے یہ عمل ہے اُس لڑکے کے واسطے جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگ
گئی - اُس عورت کو ڈائن اور ٹنھیا بھی کہتے ہیں ایک گول لکیر چھری سے کھینچے
آیۃ الکرسی اور ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُوْنَ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ
وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر یہ دعا
پڑھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ
وَعَيْنٍ لَّامَّةٍ يَا حَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَا وَكِيْلُ يَا كَفِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے کہ میں نے چھری ٹھونک دی نظر لگانے والی کے دل میں پھر اُس کو ڈھک دے رکابی کے نیچے یا قعب کے نیچے یعنی طباق کے نیچے وَاَيْضًا مَنْ قَالَ لِلْعَائِنِ اَوِ السَّاحِرِ يَا فُلَانُ وَدَعَاهُ بِاسْمِهٖ وَقْتَ حِكَايَتِهٖ عَنْ نَفْسِهٖ بَطَلَ عَمَلُهٗ اور یہ بھی ہے کہ جو نظر لگانے والے یا جادوگر کو کہے یا فلانے اور اُس کو نام لے کر پکارے نظر لگانے کے وقت یا اُس وقت جب خود اُس کا ذکر کرے تو اُس کا اثر باطل ہو جائے گا۔ وَاَيْضًا اِذَا تَحَقَّقَ الْعَيْنُ وَالْعَائِنُ اُمِرَ اَنْ يَّغْسِلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ وَرِجْلَيْهِ دَاخِلَةَ اِزَارِهٖ فِيْ اِنَاءٍ وَّصَبَّ ذٰلِكَ الْمَاءَ عَلَى الْمَعْيُوْنِ بَرَأَ مِنْ سَاعَتِهٖ قُلْتُ اَخْرَجَ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا اَمْرَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِعَائِنٍ قَرِيْبًا مِّنْ هٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ اور یہ بھی ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانے والا ثابت ہو جاوے تو اُس کے منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اُس کی شرمگاہ کے دھونے کو کہے ایک برتن میں اور اُس پانی کو اُس پر چھڑکے جس کو نظر لگی تو اسی دم اچھا ہو جاوے مَیں کہتا ہوں امام مالکؒ نے موطا میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانے والے کو اسی طرح کے مانند حکم کیا یعنی شرمگاہ وغیرہ کے دھونے کا۔ ف مولاناؒ نے فرمایا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دُھلاوے تو دھو دو یعنی اگر دفع نظر کے واسطے

ایضاً مجرب حضرت مصنف

ایضاً مجرب حضرت مصنف

کوئی تم سے درخواست کرے کہ منہ وغیرہ دھو دیجیے تو دھو دینا چاہیئے کہ شاید تمھاری ہی نظر لگ گئی ہو اس کا برا ماننا عبث ہے اور روایت ہے کہ عثمان نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا[1] لگادو کہ اس کو نظر نہ لگے مترجم کہتا ہے کہ یہ جو لڑکے کے کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں ہے واللہ اعلم دا ایضاً

اِذْرَعْ مِنْ خَيْطٍ طَاهِرٍ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ وَاتْرُكْهُ عِنْدَ مَنْ يَحْفَظُهٗ ثُمَّ اقْرَأْ هٰذِهِ الْعَزِيْمَةَ عَلَى الْمَعْيُوْنِ ثُمَّ اَذْرِعْ ثَانِيًا فَاِنْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَهُوَ مَعْيُوْنٌ فَكَرِّرِ الْعَمَلَ ثَلٰثًا يَذْهَبُ اَثَرُ الْعَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَتَقْرَاءُ الْفَاتِحَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ عَزَمْتُ اَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظْمَتِهٖ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ اَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اَشْرَاهِيَا بَرَاهِيَا اَدُوْنِيَا اَصْبَاثُ اِلٍ شَدَّاىِ عَزَمْتُ اِلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهَتَ بَهَتَ اِنْهَتَ يَا قَنْطَاعَ الْتَجَا بِالَّذِيْ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ اَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ اِنْ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ

[1] کالا ٹیکا لڑکوں کے واسطے دفع کرنے نظر کے اثر سے ترمذی میں ثابت ہے ۱۲۔

مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ کَمَا اُخْرِجَ یُوْسُفُ مِنَ الْمَضِیْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰی
فِی الْبَحْرِ طَرِیْقٌ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاللّٰہُ تَعَالٰی
بَرِیٌّ مِّنْکَ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ بِاَلْفِ
اَلْفِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَ
لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْٓءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ
شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ
لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ۝ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا ۝
وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ وَ لَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔ اور یہ بھی چشم زخم کا عمل ہے کہ ایک
پاک تاگا تین ہاتھ ناپ اور اس کے پاس رکھ جو نظر زدہ ہے پھر یہ
عزیمت عَزَمْتُ عَلَیْکَ سے آخر تک پڑھ جس پر نظر لگی ہے پھر اس
تاگے کو دوسری بار ناپ سو اگر تین ہاتھ سے بڑھ جائے یا کم ہو جائے تو
معلوم کر کہ اس کو نظر لگی ہے تو اس عمل کو تین بار مکرر کر نظر کا اثر دور
ہوگا۔ طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو
تین بار پڑھے اور سورۂ فاتحہ کو تین بار پڑھ کر عزیمت مذکورہ شروع
کرے اور بجائے فلان بن فلانہ کے اس کا اور اس کی ماں کا نام لے
وَلِلْمَسْحُوْرِ وَالْمَرِیْضِ الَّذِیْ اَعْیَا الْاَطِبَّآءَ مَرَضُہٗ یَکْتُبُ فِیْ

ایضاً برائے چشم زخم

اِحْيَاءِ صِبْغَۃِ اَبْیَضَ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَآئِہٖ یَا حَیُّ فَیَمْحُوْہُ بِالْمَآءِ وَیَشْرَبُ اِلٰی اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا قُلْتُ وَرَاَیْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَزِیْدُ عَلَیْہِ الْفَاتِحَۃَ اور جس پر جادو کا اثر ہو اور اس بیمار کے واسطے جس کی بیماری نے طبیبوں کو عاجز کر دیا ہو چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھے: یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ[1] پھر اس کو پانی سے دھو کر چالیس دن پیئے۔ میں کہتا ہوں میں نے حضرت والد کو دیکھا کہ اس اسم پر سورہ فاتحہ زیادہ کرتے تھے وَمَنْ ضَاعَ لَہٗ شَیْءٌ فَقَالَ یَا حَفِیْظُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَتِسْعَ عَشَرَ مَرَّۃً مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَنُقْصَانٍ ثُمَّ قَرَأَ یَا بُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اِلٰی یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَتِسْعَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ ضَالَّتَہٗ۔ اور جس کی کوئی چیز کھوئی جاوے پھر کہے یَا حَفِیْظُ ایک سو انیس ۱۱۹ بار بدوں زیادتی اور کمی کے پھر یہ آیت یَا بُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ ایک سو انیس ۱۱۹ بار پڑھے تو حق تعالیٰ اس کی گم ہوئی چیز کو اس کے پاس پھیر لاوے گا۔ وَلِمَعْرِفَۃِ السَّارِقِ یَتَقَابَلُ اثْنَانِ وَیُمْسِکَانِ الْاَبْرِیْقَ بَیْنَھُمَا وَیَجْعَلَانِہٖ بَیْنَ اِصْبَعَیْھِمَا السَّبَّابَتَیْنِ وَیَکْتُبُ اِسْمُ الْمُتَّھَمِ فِی الْاَبْرِیْقِ وَیَقْرَاءُ سُوْرَۃَ

برائے مسحور و مریض لاعلاج جس کا علاج اطبا سے نہ ہو سکے

برائے گم شدہ

[1] یعنی اے زندہ اس وقت کہ نہیں تھا کوئی زندہ قائم ہے تو بیچ بادشاہت ہمیشہ اپنی کے اور بقا اپنی کے اے زندہ اچھا کر دے اس بیمار کو ۱۲

یٰسٓ اِلیٰ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ فَاِنْ کَانَ ھُوَ الَّذِیْ سَرَقَ دَارَ الْاَبْرِیْقُ
فَاِنْ لَّمْ یَدُرْ فَلْیَمْحُ اسْمَہٗ وَیَکْتُبُ اِسْمَ غَیْرِہٖ وَھٰکَذَا حَتّٰی یَدُوْرَ
قُلْتُ وَیَجِبُ عَلٰی مَنِ اطَّلَعَ عَلَی السَّارِقِ بِاَمْثَالِ ھٰذِہٖ اَنْ لَّا یَجْزِمَ
بِسَرِقَتِہٖ وَلَا یُشِیْعَ فَاحِشَۃً بَلْ یَتَّبِعَ الْقَرَائِنَ فَاِنَّمَا ھِیَ طَرِیْقُ
اِتِّبَاعِ الْقَرَائِنِ قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَلَا تَقْفُ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ الخ
اور چور کے پہچاننے کے واسطے دو۲ شخص آمنے سامنے بیٹھیں اور بدھنی کو اپنے
درمیان میں بمقابلے رہیں اور اُس کو کلمے کی دو۲ اُنگلیوں سے اٹھائے رہیں
اور جن پر چوری کی تہمت ہو اُس کا نام بدھنی میں لکھے اور سُوْرَۃ یٰسٓ
کو مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنی گھوم
جاوے گی پھر اگر نہ گھومے تو اُس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے اور
وہیں تک پڑھے اور اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکھتا جاوے یہاں تک کہ گھومے
میں کہتا ہوں کہ جو شخص یہ عمل یا ایسا کوئی اور عمل کرکے چور پر مطلع ہو تو اُس
پر واجب ہے کہ اُس کے چرانے پر یقین نہ کرے اور اُس کو بدنام نہ کرے بلکہ
قرائن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی اتباع قرائن کا ایک طریقہ ہے حق تعالیٰ نے
سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا اور نہ پیچھے پڑ اُس چیز کے جس کا تجھ کو یقین نہیں
مقرر کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کا سوال کیا جاوے گا۔ وَاِذَا اَبَقَ لَکَ
اٰبِقٌ فَاکْتُبْ فِیْ قِرْطَاسٍ وَّاجْعَلْہُ فِیْ غِطَاءٍ وَّاتْرُکْہُ فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ
وَّضَعْہُ بَیْنَ حَجَرَیْنِ وَھِیَ الْفَاتِحَۃُ وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ ثُمَّ اکْتُبْ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ

در بعض نسخ [illegible]

فَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيهِمَا عَلٰى عَبْدِكَ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ اَضْيَقَ مِنْ خَلْقِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ثُمَّ اَكْتُبُ اَوْ كَظُلُمَاتٍ فِيْ بَحْرٍ اِلٰى فَمَا لَهٗ مِنْ نُوْرٍ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ٥ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ، وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ٥ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ٥ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور اگر تیرا غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکھ کر اور اُس کو کسی چیز میں لپیٹ کر اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے بیچ میں رکھ دے یعنی سورۃ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کو لکھ پھر اَللّٰهُمَّ سے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ تک لکھ پھر یہ آیت لکھ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ٥ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ٥ پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ سے اخیر تک وَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ

برائے گریختہ غلام

لہ معمول مولانا اسحٰق رحمۃ اللہ کا یہ تھا کہ گم ہوئی چیز کے لیے یا کسی کے لڑکے وغیرہ گم ہونے کے لیے یہ درود شریف لکھ کر دیتے تھے کہ اونچی جگہ یعنی درخت یا کھونٹی وغیرہ پر لٹکا دے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّاَلْفَ اَلْفِ ذَرَّةٍ۔

یُنْجِحَ اللّٰهُ حَاجَتَكَ فَاقْرَأْ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ بِاَنْ تُوْصِلَ مِيْمَ الْبَسْمَلَةِ بِلَامِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَبْدَأُ مِنْ يَوْمِ الْاَحَدِ بَيْنَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَفَرْضِهٖ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَّالْيَوْمَ الثَّانِيْ سِتِّيْنَ وَهٰكَذَا تَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ عَشَرَةً حَتّٰى يَكُوْنَ يَوْمَ السَّبْتِ عَشْرَ مَرَّةٍ اور جب تو چاہے کہ حق تعالیٰ تیری مراد بر لاوے تو سورہ فاتحہ کو پڑھ اس طرح کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی میم کو الحمد للہ کے لام سے ملا وے یک شنبے کے دن سے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں شروع کرے ستر بار اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار اسی طرح ہر روز دس دس بار کم کرتا جاوے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھے وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَرٰى فِيْ مَنَامِكَ مَا فِيْهِ مُخْرَجٌ مِّمَّا اَنْتَ فِيْهِ مِنَ الضِّيْقِ فَتَوَضَّأْ وَالْبَسْ ثِيَابًا طَاهِرَةً وَّنَمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِكَ وَاقْرَأْ وَالشَّمْسِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّاللَّيْلِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ بَدَلَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ سُوْرَةَ التِّيْنِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى اِجَابَةِ دَعْوَتِيْ فَاِنْ رَاَيْتَ مَا يَسُرُّكَ وَاِلَّا فَافْعَلْ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَاِنْ رَاَيْتَ وَاِلَّا فِي الثَّالِثَةِ اِلَى السَّابِعَةِ لَا يَعْدُوْهَا الْاَمْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَرَّبَهَا جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا اور جب تو چاہے کہ اپنے خواب میں وہ حال دیکھے جس میں تیری نکاسی ہے اس

حصول مراد کا عمل

خواب میں

تنگی سے جس میں تو مبتلا ہے تو وضو کر اور پاک کپڑے پہن اور قبلہ رو داہنی کروٹ پر لیٹ اور سورۂ والشمس کو سات بار اور سورۂ واللیل کو سات بار اور قل ہو اللہ کو سات بار پڑھ اور دوسری روایت میں قل ہو اللہ کے عوض سورۂ والتین کا سات بار پڑھنا آیا ہے۔ پھر یوں کہے خداوندا مجھ کو میرے خواب میں ایسا اور ایسا دکھلا دے اور میرے اس حال میں کشادگی اور نکاسی کر دے اور میرے خواب میں وہ چیز دکھا دے جس سے میں اپنی دعا کے قبول ہو جانے کو دریافت کر جاؤں تو اگر تو اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جس کو تو چاہتا ہے تو خوب ہوا اور نہیں تو اسی طرح دوسری رات کر سو اگر مطلب حاصل ہو فَهُوَ الْمُرَادُ اور نہیں تو تیسری رات بھی اسی طرح کر ساتویں رات تک انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں کے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائے گا اس عمل کا ہمارے صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے۔ رُقْیَۃُ الْمَحْمُوْمِ اَنْ یُّکْتَبَ وَ یُعَلَّقَ عَلٰی عَضُدِہٖ یَبْرَأُ سَرِیْعًا بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِلٰی اُمِّ مِلْدَمٍ اَلَّتِیْ تَاْکُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَۃً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کُنْتِ یَهُوْدِیَّۃً فَبِحَقِّ مُوْسَی الْکَلِیْمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنْ کُنْتِ نَصْرَانِیَّۃً فَبِحَقِّ الْمَسِیْحِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّا اَکَلْتِ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانَۃٍ لَحْمًا وَّلَا شَرِبْتِ لَہٗ دَمًا وَّلَا هَشِمْتِ لَہٗ عَظْمًا وَّتَحَوَّلِیْ عَنْہُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَإِلَّا فَأَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِّنْكَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ جس کو تپ آتی ہو اُس کا افسون یہ ہے کہ ایک کاغذ میں لکھے اور اُس کے بازو میں باندھے جلد اچھا ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسم اللہ سے آخر تک لکھے ف اُمِّ مِلْدَمٍ عرب کی زبان میں تپ کی کنیت ہے اور بجائے فلان بن فلانۃ کے مریض کا اور اس کی ماں کا نام[1] لکھے وَأَيْضًا يَقْرَأُ كُلَّ يَوْمٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ سُوْرَةَ الْمُجَادِلَةِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور یہ بھی عمل ہے دفع تپ کا کہ ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورۃ مجادلہ تین بار پڑھے تپ والے پر وَلِمَنْ بِهِ الْحُمَّى الْخَنَازِيْرُ يَعْقِدُ عَلٰى سَيْرٍ مِّنَ الْأَدِيْمِ عَلٰى مِقْدَارِ طُوْلِ الْمَرِيْضِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِيْنَ عُقْدَةً يَنْفُثُ فِيْ كُلِّ عُقْدَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَعُوْذُ بِنُوْرِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَأَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَاءِ اللّٰهِ

افسون دفع تپ

---

[1] معمول مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ اور مولانا اسحٰق رحمۃ اللہ کا تپ کے دفع کے لیے یہ تھا کہ گلے میں باندھنے کے لیے یہ لکھ دیتے تھے: قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ اور پینے کے لیے بیماری دفع ہونے کے لیے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ ۱۲

وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ
شَرِّ مَآ اَجِدُ اور جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض
کے قد کے برابر ہو اکتالیس ۴۱ گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے یعنی بسم اللہ
سے آخر تک وَلِئِنْ ظَهَرَتْ عَلٰى بَدَنِهِ الْحُمْرَةُ يُرْقِيْهِ بِهٰذَا
الدُّعَآءِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّيُشِيْرُ بِالسِّكِّيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰهِ
الْعَظِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بِعِزَّةِ
اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَيَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَآءَتْكَ جُنُوْدٌ مِّنَ
السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ اَيَّتُهَا الرِّيْحُ اَجِيْبِيْ دَاعِيَ اللّٰهِ وَمَنْ
لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَآءٍ وَّمَا لَهٗ مِنْ ظَهِيْرٍ
بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَآءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ وَاللّٰهُ
يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تَعْتَرِيْكَ لَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ
خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا
كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اور جس کے بدن پر سرخ باد ظاہر
ہو وہ افسوں کرے اس دعا سے سات بار اور اشارہ کرتا جاوے پڑھنے
کے وقت چھری سے وہ دعا بسم اللہ سے آخر تک ہے۔ وَلِمَنْ
يَشْكُوْ اَبْصَرَهٗ يَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ۔ اور جو ضعف

برائے کنٹھ مالا

برائے سرخ باد

بصارت سے نالاں ہو وہ یہ آیت پڑھا کرے بعد ہر نماز کے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○ وَلِمَنِ ابْتُلِيَ بِالصَّرْعِ يَاخُذُ لَوْحًا مِنَ النُّحَاسِ فَيَنْقُشُ فِيْهِ اَوَّلَ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْاَحَدِ فِي طَرَفٍ مِنْهُ يَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَهَّارُ وَفِي الطَّرَفِ الْاٰخِرِ يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ ○ اور جو مرگی میں مبتلا ہو تو تانبے کی ایک تختی لے سو اس میں یک شنبہ کی پہلی ساعت میں اُس تختی کے ایک طرف یہ کھدواوے یَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَهَّارُ اور دوسری طرف یہ کھدواوے یَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور مددگار یعنی اعمال کا اثر توفیق اور اعانت ربانی پر منحصر ہے۔

برائے ضعف بصر

برائے صرع

فصل نویں

مصنف قدس سرہ نے عالم ربانی یعنی عالم حقانی جو علم ظاہر اور علم باطن دونوں سے کامل ہے اس کے آداب اس فصل میں ارشاد کیے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ○ حق تعالیٰ نے فرمایا سو کیوں نہیں نکلتے ہر قوم سے

چند لوگ تا وہ دین کا فہم حاصل کریں اور تا اپنی قوم کو خدا کی نافرمانی سے ڈراویں جب اُن کی طرف پلٹ جاویں شاید وہ پرہیز کریں نافرمانی سے
ف مولانا نے فرمایا یعنی طالبان علوم دین کو چاہیئے کہ اپنی نہایت سعی اور عمدہ غرض فقاہت سے رہنمائی قوم کی اور ڈرانا ان کا ٹھہراویں۔ اور ڈرانے کو اس واسطے خاص کر ذکر فرمایا نہ مژدہ رسانی کو ڈرانا اہم ہے رہنمائی سے اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ تفقہ اور تذکیر فرض کفایہ ہے یعنی ہر قوم اور ہر شہر اور ہر گاؤں میں چند لوگوں پر علم دین سیکھنا اور مسائل فقہ کا دریافت کرنا اور باقی لوگوں کو سکھانا ضرور ہے اور اگر بعض اہل شہر علم دینی نہ سیکھیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور معلوم ہوا اس آیت سے کہ علم دین سیکھنے سے یہ غرض ہے کہ خود دین پر قائم ہو اور باقی لوگوں کو دین پر لادے اور یہ نہیں کہ اپنے علم کے گھمنڈ سے لوگوں کو ذلیل جانے اور خلق اللہ کو اپنی طرف جھکاوے دُنیا حاصل کرنے کو مترجم کہتا ہے حکیم سنائی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا **نظم**۔

علم کز تو ترا نہ بستاند	جہل ازاں علم به بود صد بار
نہ بداں لعنت است بر ابلیس	کہ نداند ہمیں یمین و یسار
بل بداں لعنت است کاندر دین	علم داند بعلم کند کار

اَلْعَالِمُ الرَّبَّانِیُّ اَلَّذِیْ یَکُوْنُ وَارِثُ الاَنبیاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ
هُوَ مَنْ یُحَافِظُ عَلٰی اُمُوْرٍ عالم ربانی اور فقیہ حقانی جو انبیاء

اور مرسلین وارث ہے وہ ہے جو محافظت کرے چند امور پہ
ازاں جملہ مصنف حقانی نے پانچ یہاں بیان فرمائے: مِنْهَا اَنْ
يُدَرِّسَ الْعِلْمَ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالسُّلُوْكِ
وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّشْتَغِلَ بِالْكَلَامِ وَ
الْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ۔ منجملہ اُن اُمور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر ضرور
ہے یہ ہے کہ پڑھاوے علم کو از قسم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور سلوک
اور اعتقاد اور نحو اور صرف کے اور اُس کو لازم نہیں کہ علم کلام اور اُصول
اور منطق سے مشغول رہے۔ حق تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ وہ
ہے جس نے بن پڑھوں میں رسول بھیجا اُن ہی میں سے یعنی وہ بھی اُمّی
ہے نخواندہ نہیں تلاوت کرتا ہے اُن پر آیات خدا کی اور پاک کرتا ہے اُن
کو اور سکھاتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب یعنی قرآن مجید اور
حکمت یعنی حدیث ف مصنف قدس سرہ نے آیت قرآنی سے ثابت کیا
کہ علم دین منحصر ہے قرآن اور حدیث میں اور فقہ اور سلوک اور عقائد
قرآن اور حدیث سے مستخرج اور مستنبط ہیں کتاب اور سنت بجائے
متن ہیں اور علوم ثلاثہ مذکورہ بجائے شرح کے اور نحو اور صرف اس واسطے
علم دین میں شمار ہوئے کہ فہم کتاب اور سنت کا اس پر
موقوف ہے اور عطف اصول کا کلام پر عطف تفسیری ہے

اس واسطے کہ کلام کو اصول بھی بدلتے ہیں اور اصول سے فقہ اصول حدیث مراد نہیں اس واسطے کہ جب حدیث اور فقہ علم دین ہوئے تو ان کے اصول بھی علوم دینیہ میں داخل ہیں — مولانا رح نے حاشیہ میں فرمایا۔ عقائد اور کلام میں فرق یہ ہے کہ عقائد علم باللہ اور اس کی صفات اور افعال سے عبارت ہے دلائل عقلیہ سے خالص ہو کر اور اگر دلائل عقلیہ کہیں مذکور بھی ہوں تو بطریق تبرع اور عدم لزوم کے اور علم کلام میں تو مباحث منطق اور امور عامہ اور جوہر اور عرض اور ہیولیٰ اور صورت کے مباحث اور نفس وغیرہ کے مباحث داخل ہیں اور وہ یعنی کلام تو مبنی ہے مقدمات عقلیہ اور دلائل بدیعیہ سے ”وَمَا یَجِبُ فِی التَّدْرِیْسِ مُرَاعَاتُہٗ اَشْیَاءُ شَرْحُ الْغَرِیْبِ لُغَۃً“ اور تدریس میں جس کی مراعات واجب ہے چند چیزیں ہیں۔ (۱) شرح غریب کرنا باعتبار لغت کے یعنی اگر کوئی لفظ قلیل الاستعمال ہو جس کے معنی نہ مفہوم ہوتے ہوں تو اس کو بیان کرے بحسب لغت یا اصطلاح کے ”وَالْعَوِیْصُ الْمُغْلَقُ نَحْوًا“ (۲) اور جو مشکل مغلق ہو بنا بر قواعد نحویہ کے اس کو بیان کرے یعنی اگر کوئی صیغہ دشوار یا ترکیب پیچ دار کہ شاگردوں کے ذہن پر صعب ہو تو اس کو موافق صرف اور نحو کے حل کر دے ”وَتَوْجِیْہُ الْمَسَائِلِ بِاَنْ یُّصَوِّرَھَا بِالْاَمْثِلَۃِ الْجُزْئِیَّۃِ وَیُبَیِّنَ حَاصِلَھَا“ (۳) اور توجیہ مسائل کی اس طرح پر کرنا کہ اس کی صورت باندھ دے جزئی مثالوں سے اور ان کا حاصل بیان کرے یعنی اگر کتاب میں قواعد کلیہ مذکور ہوں

اور طلبہ کے ذہن میں نہ آتے ہوں تو صاف صاف عبارت سے اُن کی
بعضی جزئی مثالیں مذکور کرے اور خلاصہ اُن کا اس طرح بیان کرے کہ
مخاطبین کے ذہن میں آجاوے وَتَقْرِيْبُ الدَّلَائِلِ لِتَحْصُلَ النَّتِيْجَةُ
بِلُزُوْمِ بَعْضِ الْمُقَدِّمَاتِ بِبَعْضٍ وَاِنْدِرَاجِ بَعْضِهَا فِيْ بَعْضٍ (۴) اور
تقریب دلائل اس طرح پر کرنا کہ نتیجہ حاصل ہو جائے بسبب لازم ہونے بعضے
مقدمات کے بعض کو اور داخل ہونے بعض مقدمات کے بعض میں یعنی اگر
کتاب میں کسی مسئلہ پر دلیل قائم ہو تو اُس کے مقدمات پیچیدہ کو
اس طرح رواں کرے کہ اگر شرطیات سے قیاس مرکب ہے تو لزوم بعض
مقدمات سے بعض کو اور اگر حملیات سے قیاس مرکب ہے تو بسبب اندراج
بعض کے بعض میں نتیجہ حاصل ہو جاوے تقریب دلیل عبارت ہے سوق
دلیل سے اس طرح پر کہ مستلزم مطلوب ہو۔ وَفَوَائِدِ الْقُيُوْدِ فِي
التَّعْرِيْفَاتِ وَالْقَوَاعِدِ الْكُلِّيَّاتِ (۵) اور فوائد قیود کے بیان
کرنا تعریفات اور قواعد کلیہ یعنی تعریف اور قاعدے میں ہر ہر قید کا فائدہ
بیان کرے تا حد جامع اور مانع غیر مستدرک محصل ہو یعنی فلانی
قید اس واسطے مذکور ہوئی کہ فلانی فلانی صورت نکل جاوے جو معرف کے
افراد میں نہیں ہے۔ مثلاً کلمے کی تعریف میں لفظ اس واسطے مذکور
ہوا کہ دوال[1] اربع سے احتراز ہو جاوے اس واسطے کہ وہ کلمے

---

[1] یعنی خطوط اور اشارات اور منارے میلوں کے اور عقود یعنی انگلیوں سے گننا ۱۲

کے افراد ہیں نہیں اور اسی طرح سے قواعد کلیہ ہیں چنانچہ علم اُصول میں یوں کہنا کہ حدیث مرسل غیر ثقہ واجب العمل نہیں تو مرسل غیر ثقہ کی قید سے مرسل ثقہ خارج ہوگیا جیسے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے مراسیل امام شافعیؒ کے نزدیک واجب العمل ہیں کذا فی الحاشیہ العزیزیہ ذُو وُجُوْہٍ اَلْحَصْرِ فِی التَّقْسِیْمَاتِ (۶) اور تقسیمات میں وجوہ حصر کے بیان کرنا یعنی بحسب استقراء یا بدلیل عقلی بیان کرے کہ مطلوب اقسام مذکورہ میں منحصر ہے وَدَفْعِ الشُّبُھَاتِ الظَّاھِرَۃِ کَمُخْتَلِفَیْنِ یُرَی اَنَّھُمَا مُشْتَبِھَانِ کَوْ مُشْتَبِھَیْنِ یُرَی اَنَّھُمَا مُخْتَلِفَانِ مِنَ الْمَذَاھِبِ وَالتَّوْجِیْھَاتِ وَالْعِبَارَاتِ (۷) اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا جیسے دوؔ مختلف مذہب یا توجیہہ یا عبارت کا مشتبہ خیال میں آنا یا دو مشتبہہ مذہب وغیرہ کو مختلف گمان کرنا یعنی اگر دوؔ مذہب یا دوؔ توجیہیں یا دو عبارتیں اور اسی طرح دو سوال یا دوؔ جواب جو فی الحقیقت مخالف اور مختلف ہیں وہ ظاہر میں مشتبہ معلوم ہوتے ہیں تو دونوں میں بتقریر واضح فرق بیان کرے اس کو تفریق ملتبسین کہتے ہیں اور دوؔ مشتبہہ کو مختلف گمان کرے تو اُس کے حل اختلافات کو تطبیق مختلفین بولتے ہیں خواہ اختلاف دونوں کا بدلالت مطابقی ہو یا ایک مطابقی اور دوسرا تضمنی یا التزامی وَکَلُزُوْمِ مَا یَمْتَنِعُ فِی التَّعْرِیْفَاتِ کَالْاِسْتِدْرَاکِ وَذِکْرِ الْاَخْفٰی وَالْبَرَاھِیْنَ کَجُزْئِیَّۃِ الْکُبْرٰی وَسَلْبِ الصُّغْرٰی اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا چنانچہ لازم آنا اُس کا

جو تعریفات میں ممتنع ہے جیسے استدراک اور خفی تر کا ذکر کرنا وعلیٰ ہذا القیاس عدم جمع ومنع یا لازم آنا اُس کا جو براہین میں ممتنع ہے چنانچہ جزئی ہونا کبریٰ اور سالبہ ہونا صغریٰ کا مترجم کہتا ہے استدراک عبارت ہے اُس لفظ سے جو کلام میں زیادہ ہو بلا فائدہ اور تعریف میں اخفی کالانا چنانچہ نار کی تعریف میں کہنا اُسْطُقُسٌ فَوْقَ الْاُسْطُقُسَّاتِ اَوْ قَادِحٍ فِي اللُّزُوْمِ وَالْاِنْدِرَاجِ اَوْ مُخَالِفَةٍ بِعِبَارَةٍ اُخْرٰى اَوْ لِكَلَامِ اِمَامٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ یا دفع کرنا اُس کا جو قیاس استثنائی میں لزوم کا اور قیاس اقترانی میں اندراج کا قادح ہے یا دفع کرنا مخالفت کا اس کتاب کی دوسری عبارت سے یا کسی امام کے کلام سے وہ امام جو اس فن کے اماموں میں داخل ہے یعنی اگر مصنّف کی عبارت اُس کی کتاب کی دوسری عبارت سے مخالف ہو یا اُس فن کے امام کے مخالف ہو تو اُس کی توجیہہ کرنا چاہیئے یا منع اور مناقضہ اجمالیہ مصنّف رح کے کلام پہ بادی الرائے میں نظر آتا ہو اور اس کا مناظرہ قاعدۂ مناظرہ پر شکست نہ کھاتا ہو۔ تو اس کا دفع کرنا ضرور ہے ہکذا صرح المصنّف قدس سرہٗ فی رسالۃ اخریٰ فَالْعَالِمُ لَا يُفِيْدُ تَلَامِذَتَهٗ فَائِدَةً تَامَّةً حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ ثُمَّ يُنَبِّهُ عَلَيْهَا فِيْ دَرْسِهٖ تو عالم اپنے شاگردوں کو فائدۂ تامہ کا افادہ نہ کرے گا جب تک اُن سے اُن امور مذکورہ کو نہ بیان کر دے پھر اُن ہی اُمور پر اثنائے درس میں

آگاہ کرتا جاوے تا ان قواعد مجملہ کے مواقع مخصوصہ میں شرح اور تفصیل ہوتی جاوے گویا معقول محسوس ہوگیا۔ وَمِنْهَا اَنْ يُلَقِّنَ الْاَشْغَالَ وَقَدْ ذَكَرْنَاهَا بِالتَّفْصِيلِ وَيُعَيِّنَ لَهُ وَقْتٌ يَجْلِسُ فِيهِ مَعَ النَّاسِ مُتَوَجِّهًا اِلَيْهِمْ يُلْقِي عَلَيْهِمُ السَّكِينَةَ فَاِنَّ مَحَبَّةَ اللهِ تَعَالٰى لَا تَتِمُّ اِلَّا بِالْاِسْتِطَاعَةِ الْمُمْكِنَةِ ثُمَّ الْاِسْتِطَاعَةِ الْمُيَسَّرَةِ وَمِنَ الثَّانِيَةِ الصُّحْبَةُ وَالْحَثُّ عَلَى الْاَشْغَالِ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَتَصَرُّفًا بِالْقَلْبِ وَاللهُ اَعْلَمُ وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَيُزَكِّيْهِمْ اور منجملہ اُن اُمور کے جن کی محافظت عالم ربّانی پر لازم ہے یہ ہے کہ اشغال طریقت کی تلقین کرے اور ہم نے اُن کو تفصیل تمام فصول سابقہ میں ذکر کیا ہے اور اُس کے لیے ایک وقت مقرّر کرنا چاہیئے جس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے اُن کی طرف متوجہ ہو کر اُن پر نسبت ڈالنے کو اُس واسطے کہ محبّت الٰہی تمام نہیں ہوتی مگر استطاعت ممکنہ سے اور بعد اس کے استطاعت میسرہ سے اور قسم ثانی یعنی استطاعت میسرہ سے صحبت ہے اور رغبت دلانا اشغال پر قول سے اور فعل سے اور دل کے تصرّف سے واللہ اعلم اور اسی کی طرف یعنی صفائی دل برکت صحبت کے اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اُس قول میں وَيُزَكِّيْهِمْ یعنی رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کو پاک کرتا ہے اپنے انوار صحبت سے وَمِنْهَا اَنْ يَتَخَوَّلَهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ قَالَ اللهُ تَعَالٰى لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ وَيَجْتَنِبُ الْقَصَصَ فَقَدْ رُدِيْنَا

فِی الْاُصُوْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ کَانُوْا یَتَحَوَّلُوْنَ بِالْمَوْعِظَۃِ وَرُوِیْنَا فِیْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَۃَ وَ غَیْرِہٖ اَنَّ الْقَصَصَ لَمْ تَکُنْ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا فِیْ زَمَانِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَرُوِیْنَا اَنَّ الصَّحَابَۃَ کَانُوْا یُخْرِجُوْنَ الْقُصَّاصَ مِنَ الْمَسَاجِدِ فَعَلِمْنَا اَنَّ الْقَصَصَ غَیْرُ مَوْعِظَۃٍ وَّاَنَّہٗ مَذْمُوْمٌ وَّاَنَّہَا مَحْمُوْدَۃٌ اور منجملہ امور مذکورہ کے یہ ہے کہ لوگوں کا خبرگیر ہے وعظ اور نصیحت سے حق تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نصیحت کیا کر اگر نصیحت کرنا فائدہ دے اور وعظ کہنے والے کو چاہیے کہ قصہ گوئی سے پرہیز کرے کہ مقرر ہم کو روایت پہنچی ہے کتب حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب رضؓ اُن کے بعد خبرگیری کیا کرتے تھے مسلمین کی وعظ اور نصیحت سے اور ہم کو روایت پہنچی ہے سنن ابن ماجہ وغیرہ میں کہ قصہ خوانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اور نہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اور ہم کو روایت ثابت ہوا ہے کہ صحابہ کرام قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیتے تھے تو ہم نے ان روایات سے معلوم کیا کہ قصہ گوئی اور چیز ہے وعظ اور نصیحت کے سوا اور یہ معلوم ہو گیا کہ قصہ گوئی شرع میں مذموم اور معیوب ہے کہ زمانہ صحابہؓ میں نہ تھی اور وہ قصہ خوانوں کو نکال دیتے تھے اور وعظ اور نصیحت محمود اور پسندیدہ ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کرام کا فعل ہے۔ فَالْقَصَصُ هُوَ اَنْ یَّذْکُرَ الْحِکَایَاتِ الْعَجِیْبَۃَ النَّادِرَۃَ وَیُبَالِغُ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اَوْغَیْرِھَا بِمَا لَیْسَ بِحَقٍّ وَلَا یَقْصِدُ فِیْ ذٰلِکَ تَدْرِیْجَ تَلْقِیْنِھِمُ السُّنَّۃَ وَتَمْرِیْنِھِمْ بِھَا بَلِ التَّشَدُّقَ وَالْاِعْجَابَ وَالتَّمَیُّزَ عَنِ النَّاسِ بِالْفَصَاحَۃِ وَحُسْنِ اِیْرَادِ الْحِکَایَاتِ وَالْاَمْثَالِ وَبِالْجُمْلَۃِ فَالْفَرْقُ بَیْنَھُمَا اَمْرٌ مُھِمٌّ وَسَنَعْقِدُ لَہٗ فَصْلًا۔ سو قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ حکایات عجیبہ نادرہ کو مذکور کرے اور فضائل اعمال یا اُس کے غیر کو بمبالغہ تمام بیان کرے جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اس گفتار سے اس کو یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو اتباعِ سنّت کی تلقین بتدریج کرے اور آہستہ آہستہ ان کو اتباع سنّت کا خوگر کردے بلکہ مقصود اظہار زبان آوری اور اعجوبہ گفتاری اور لوگوں میں ممتاز ہونا فصاحت بیانی سے اور حسن ایراد حکایات اور برمحل مثل گوئی سے — خلاصہ کلام یہ ہے کہ قصہ گوئی اور وعظ میں فرق کرنا ضروری امر ہے اور اس کے بعد ہم ایک فصل بیان کریں گے شرائط تذکیر اور وعظ گوئی میں ف مولانا رحؒ نے فرمایا حکایات عجیبۂ نادرہ جیسے قصہ کربلا اور قصہ وفات اور قصہ معراج کا نہایت طویل عریض کرکے نقل کرنا جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اسی طرح صحابہ رضؓ کبار کے قصص صحیح اور غلط روایات کو ملا کر ذکر کرنا جس سے اہل علم کے کان بہرے ہو جاویں ایسی ہی حکایات مصداق ہیں اس حدیث کے جو صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے فرمایا کہ میری پچھلی اُمت میں کچھ لوگ ہوں گے جو تم سے ایسی حدیثیں نقل کریں گے کہ تم نے اور تمھارے باپوں نے نہیں سُنی ہوں گی تو اُن کی صحبت سے آپ کو بچائیو اور دُور رہیو۔ وَمِنْهَا الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فِي الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ بِاَنْ يَّرٰى اَحَدًا لَا يَسْتَوْعِبُ الْغُسْلَ فَيُنَادِيْ وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ وَلَا يُتِمُّ الطَّمَانِيْنَةَ فَيَقُوْلُ صَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ وَفِي اللِّبَاسِ وَالْكَلَامِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالْاٰدَابُ فِيْهِمَا الرِّفْقُ وَاللِّيْنُ وَاِنَّمَا الْعُنْفُ وَالشِّدَّةُ شَانُ الْاُمَرَآءِ وَالْمُلُوْكِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور منجملہ اُمور مذکورہ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے وضو میں اور نماز میں کہ اگر دیکھے کسی کو کہ پاؤں کو پورا نہیں دھوتا تو پکار کے کہے کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا یا کوئی تعدیل ارکان بہ طمانیت نہیں کرتا تو کہے کہ نماز پھر پڑھ کہ البتہ تو نے نماز نہیں پڑھی ہکذا فی الحدیث اور پوشاک اور گفتگو اور اُن کے سوا اور اُمور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیئے حق تعالیٰ فرماتا ہے اور چاہیئے کہ تم میں بعضے لوگ دعوت الی الخیر کریں اچھے کام کا امر کریں اور بُرے کام خلاف شرع سے روکیں اور وہی لوگ رستگار فلاح یاب ہیں اور امر بالمعروف اور

نہی عن المنکر میں تلطف اور نرم کلامی آداب ہے اور سختی اور جھڑکنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں امرا اور سلاطین کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مجادلہ کر اُن سے اُس طریقہ پر جو نیک تر ہے یعنی تلطف اور نرمی سے وَمِنْهَا مُوَاسَاةُ الْفُقَرَاءِ وَطَالِبِي الْعِلْمِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ وَكَانَ لَهُ إِخْوَانٌ مُوَافِقُونَ حَرَّضَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلَى الْمُوَاسَاةِ فَإِذَا وُجِدَتْ هٰذِهِ الصِّفَاتُ مُجْتَمِعَةً فِي شَخْصٍ وَّاحِدٍ فَلَا تَشُكَّنَّ أَنَّهُ وَارِثُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَأَنَّهُ الَّذِي يُدْعَى فِي الْمَلَكُوتِ عَظِيمًا وَّأَنَّهُ الَّذِي يَدْعُو لَهُ خَلْقُ اللّٰهِ حَتَّى الْحِيتَانِ فِي جَوْفِ الْمَاءِ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ فَلَازِمْهُ لَا يَفُوتَنَّكَ فَإِنَّهُ الْكِبْرِيتُ الْأَحْمَرُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

اور منجملہ امور مذکورہ کے خبر گیری اور حسن سلوک ہے فقرار اور طالب علموں سے بقدر امکان کے اور اگر مقدور نہ ہو اور اس کے برادران دینی موافق مزاج مقدور والے ہوں تو اُن کو تحریص اور ترغیب دلاوے اُن کے ساتھ سلوک کرنے کی تو اگر یہ صفات جو مفصل مذکور ہو چکے ایک شخص میں مجتمع ہوں تو ہر گز شک نہ کرنا اس کے وارث الانبیار والمرسلین ہونے میں اور یہی شخص ملکوت آسمانی میں عظیم الشان مشہور ہے اور ایسے ہی شخص کو خلق اللہ دعا دیتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر دعا کرتی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے تو اے مخاطب اُس کا ساتھ نہ چھوڑیو کہیں

ایسے شخص کی صحبت نہ فوت ہو جاوے اس واسطے کہ بلا شک یہ تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فضیلت[1] عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے ادنے شخص پر اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام دو گروہ پر گذرے اور طالبان علم کی فضیلت ذکر کر کے اُن ہی میں بیٹھے اور فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی میں تعلیم کے واسطے مبعوث ہوا ہوں اور شاید اس میں بھید یہ ہے کہ علم حقانی فی نفسہ کمال ہے اور ایسی فضیلت ہے جس سے انسان رب العالمین کا مظہر ہو جاتا ہے اور یہی سر ہے خلافت کا اس واسطے کہ اسی کے سبب سے قوت علمیہ اور قوت عملیہ کی تکمیل ہوتی ہے خلق میں اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ - ولہذا اس فصل کے سرے پر مصنّف قدس سرہ اس آیت کو لائے وَاعْلَمْ اَنَّ کُلَّ مَنِ انْتَصَبَ مَنْصِبَ الْهِدَایَةِ وَالدَّعْوَةِ اِلَى اللّٰهِ مَتٰى مَا اَخَلَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ فِیْهِ ثُلْمَةً حَتّٰى یَسُدَّهَا اور معلوم کر کہ جو شخص ہدایت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر قائم ہوا جب کہ وہ خلل انداز ہو گا کسی امر میں امور مذکورہ سے تو اُس میں رخنہ ہے تا اینکہ اُس کو بند کرے یعنی اس صفت کو حاصل کرے تب کامل ہو ف یعنی کامل مطلق فی الواقع وہ ہے جو علم ظاہر اور باطن دونوں کا

[1] فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم الحدیث ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ۔

جامع ہو والا نقصان سے خالی نہیں عالم ظاہر تحصیل نسبت باطن کا محتاج ہے اور باطنی نسبت والا کتاب اور سنّت کے حاصل کرنے کا حاجت مند ہے تا جامع النورین[۱] اور مجمع البحرین اور یادگار اولیائے سابقین اور وارث الانبیاء والمرسلین ہو جاوے ۔ وَاَنَا اُوْصِی طَالِبَ الْحَقِّ بِاُمُوْرٍ مِنْهَا اَنْ لَّا یَصْحَبَ الْاَغْنِیَاءَ اِلَّا لِدَفْعِ مَظْلَمَۃٍ عَنِ النَّاسِ اَوْ بَعْثِ عَامَّتِهِمْ عَلَی الْخَیْرِ وَهٰذَا هُوَ وَجْهُ التَّوْفِیْقِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ الدَّالَّۃِ عَلٰی ذَمِّ صُحْبَۃِ الْمُلُوْکِ وَبَیْنَ مَا صَحِبَهُمْ کَثِیْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْبَرَرَۃِ ۔ اور میں وصیت کرتا ہوں طالبِ حق کو چند امور کی از انجملہ یہ ہے کہ اغنیاء اور امرا سے صحبت نہ رکھے مگر بہ نیّت دفع کرنے ظلم کے خلق پر سے یا اُن کو مستعد کرنے کے واسطے خیر پر اور یہ وہی وجہ ہے جس سے اُن احادیث کے درمیان میں جو صحبت ملوک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں اور درمیان اس کے اکثر علمائے صالحین نے ان کی صحبت اختیار کی ہے اتفاق ہو کر تعارض دفع ہوتا ہے وَمِنْهَا

---

[۱] امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من تصوف و لم یتفقہ فقد تزندق و من تفقہ و لم یتصوف فقد تفسق و من جمع بینہما فقد تحقق یعنی جو صوفی ہوا اور فقہ نہ حاصل کی پس بلاشبہ زندیقی ہوا یعنی ٹھیٹ کافر اس لیے کہ اس میں نہیں ہوتا دین کے برباد کرنے سے اور جو کوئی فقیہ ہوا اور تصوف نہ حاصل کیا پس بلاشبہ زاہد خشک اور پھیکا پھا کا ملّا ہے اور جس نے جمع کیا تصوف اور فقہ میں پس بلاشبہ محقق ہوا ۔ ۱۲ ق

اَنْ لَا یَصْحَبَ جُہَّالَ الصُّوْفِیَّۃِ وَلَا جُہَّالَ الْمُتَعَبِّدِیْنَ وَلَا الْمُتَفَقِّہَۃَ مِنَ الْفُقَہَاءِ وَلَا الظَّاہِرِیَّۃَ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَلَا الْغُلَاۃَ مِنْ اَصْحَابِ الْمَعْقُوْلِ وَالْکَلَامِ بَلْ یَکُوْنُ عَالِمًا صُوْفِیًّا زَاہِدًا فِی الدُّنْیَا دَائِمَ التَّوَجُّہِ اِلَی اللّٰہِ مُنْصَبِغًا بِالْاَحْوَالِ الْعَلِیَّۃِ رَاغِبًا فِی السُّنَّۃِ مُتَتَبِّعًا لِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاٰثَارِ الصَّحَابَۃِ طَالِبًا لِشَرْحِہَا وَبَیَانِہَا مِنْ کَلَامِ الْفُقَہَاءِ الْمُحَقِّقِیْنَ الْمَائِلِیْنَ اِلَی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّظْرِ وَاَصْحَابِ الْعَقَائِدِ الْمَاخُوْذَۃِ مِنَ السُّنَّۃِ النَّاظِرِیْنَ فِی الدَّلِیْلِ الْعَقْلِیِّ تَبَرُّعًا وَاَصْحَابِ السُّلُوْکِ الْجَامِعِیْنَ بَیْنَ الْعِلْمِ وَالتَّصَوُّفِ غَیْرِ الْمُشَدِّدِیْنَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَالْمُنَافِقِیْنَ زِیَادَۃً عَلَی السُّنَّۃِ وَلَا یَصْحَبُ اِلَّا مَنِ اتَّصَفَ بِہٰذِہِ الصِّفَاتِ اور ازاں جملہ یہ وصیت ہے کہ صحبت نہ اختیار کرے صوفیان جاہل کی اور نہ جاہلان عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں اور نہ اصحاب معقول اور کلام کی جو منقول کو ذلیل سمجھ کر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں بلکہ طالب حق کو چاہیئے کہ عالم صوفی ہو دنیا کا تارک ہر دم اللہ کے دھیان میں حالات بلند میں ڈوبا سنت مصطفویہ میں راغب حدیث اور آثار صحابہ کرام کا متجسس حدیث اور آثار کی شروح اور بیان کا طلب کرنے والا اُن فقیہان محققین کے کلام سے جو حدیث کی طرف مائل ہیں نظر سے اور اُن اصحاب عقائد کے

کلام سے جن کے عقائد ماخوذ ہیں سنّت سے جو ناظر ہیں دلیل عقلی میں لبطریق تبرع اور علام لزوم کے اُن اصحاب سلوک کے کلام سے جو جامع ہیں علم اور تصوّف کے تشدد کرنے والے نہیں اپنے نفوس پر اور نہ وقت کرنے والے سنّتِ نبویہ پر بڑھ کر اور نہ صحبت اختیار کرے مگر اس شخص کی جو متصف بصفات مذکورہ ہیں ف مصنّف قدس سرہ نے مردِ حق پرست کو غایت شفقت سے اہل نقصان کی صحبت سے منع فرمایا تا صحبت ان اشخاص کی راہزن دین نہ ہو حافظ شیراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ شعر

نخست موعظت پیر صحبت ایں سخن است	کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

صوفی جاہل اور عابد بے علم بدعت اور الحاد سے کمتر خالی ہوتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ شعر

خیالات نادان خلوت نشین	بہم برکند عاقبت کفر و دین

اور فقیہ زاہد خشک نور باطن اور برکات قلبیہ سے ناواقف اور ظاہری محدثین فہم دقیق اور مغز شریعت سے محروم اور غالیان اصحاب معقول اکثر عقائد اسلامیہ میں متردّد یا منکر اور برکات ایمانیہ اور نور عبودیت سے بیگانہ بخلاف اس مرد کامل الوجود کے جو کمالات ظاہرہ اور باطنہ کی جامعیت سے مجمع البحار اور مطلع الانوار ہو کر وارث سیدالابرار ہے ایسے فرد کامل کی صحبت کیمیائے سعادت ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت بے غایت سے ہم کو نصیب کرے آمین ثم آمین۔ وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِي تَرْجِيْحِ مَذْهَبِ الْفُقَهَاءِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ بَلْ يَضَعَهَا كُلَّهَا عَلَى الْقُبُوْلِ بِجُمْلَتِهٖ

وَيَتَّبِعَ مِنْهَا مَا وَافَقَ صَرِيحَ السُّنَّةِ وَمَعْرُوفَهَا فَإِنْ كَانَ الْقَوْلَانِ كِلَاهُمَا مُخَرَّجَيْنِ اتَّبَعَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُونَ فَإِنْ كَانَ سَوَاءً فَهُوَ بِالْخِيَارِ وَيَجْعَلَ الْمَذَاهِبَ كُلَّهَا كَمَذْهَبٍ وَاحِدٍ مِنْ غَيْرِ تَعَصُّبٍ

اور ازانجملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے فقہائے کبار کے مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر بلکہ جمیع مذاہب حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور ان میں سے اس پر چلے جو صریح اور مشہور سنت کے موافق ہو سو اگر کسی صورت میں فقہا کے دو قول ہوں اور دونوں ماخوذ اور مستنبط ہوں سنت سے تو اس قول پر چلے جس پر اکثر فقہا ہیں اور اگر دونوں طرف کثرت فقہا برابر ہے تو وہ مختار ہے چاہے اس قول پر عمل کرے چاہے دوسرے پر اور آئمہ اربعہ کے مذاہب کو ایک مذہب جانے بدون تعصّب کے ف چونکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک مذاہب اربعہ میں حق دائرہ ہے لہٰذا سب کو مجملاً حق جاننے کو فرمایا اور ترجیح مذہب کی گفتگو سے اس واسطے منع کیا کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا اکثر اذہان میں مذاہب باقیہ کی تنقیص اور تذلیل کا باعث ہو جاتا ہے چنانچہ اسی سبب سے بعضے حنفی امام شافعیؒ کے مذہب کو برا کہنے لگتے ہیں اور بعضے شافعی متعصب مذہب حنفی پر طعن کرتے ہیں اسی بھید سے افضل الخلق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام سے مجھ کو افضل نہ کہو واللہ اعلم مصنفؒ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا صریح سنت سے وہ مراد ہے جس کا مطلب ماہرین لغت عرب کے افہام میں متبادر ہو اور معروف سے مراد وہ ہے جو

بخاری اور مسلم میں متفق علیہ ہو ترمذی اور ابو داؤد اور اُن کے سوا اور ائمہ حدیث نے اُس کی روایت اور تصحیح کی ہو اور سب مذاہب فقہا کو ایک مذہب کر ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا اعتقاد کرے کہ فی ما بین شافعیہ اور حنفیہ کا اختلاف ویسا ہے جیسے بعضے حنفیوں کا اختلاف بعض کے ساتھ آپس میں تو وہ شخص درصورت اختلاف مختار ہے یا طالب ترجیح ہو کثرت قائلین سے یا موافق حدیث صریح سے اور مخرج سے مراد وہ جس پر صریح نص نہ دلالت کرے لیکن نص اُس کی نظیر میں وارد ہے سو فقہا نے اس پر قیاس کر لیا یا سنّت سے قاعدۂ کلیہ ظاہر ہوا ہے جس سے جواب اس مسئلے کا نکلتا ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ وہ نص دوسرے مقدمے کے ساتھ مل کر جواب مسئلے کی مقتضی ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ اس حکم کی طرف مشیر ہے مترجم کہتا ہے کہ موافقت حدیث صریح معروف کو جو مرجحات عمل سے قرار دیا سو اس عالم محقق ماہر الحدیث کے حق میں ہے جو اسانید اور متون حدیث پر محیط ہے اور معرفت صحیح اور غیر صحیح ناسخ اور منسوخ مؤوّل اور غیر مؤوّل پر قادر ہو حدیث صحیح صریح غیر معارض کی اختیار رکھتا ہو چنانچہ مصنّف قدس سرہ اور سائر علمائے[1]

---

[1] سچ ہے یہ بات اس لیے کفایہ میں لکھا ہے۔ العامی اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذ بظاھر الجواز ان یکون مصروفا عنْ ظاھرۃ او منسوخا بخلاف الفتوی انتہیٰ اور تقریر شرح تحریر میں مولانا عبد العلی لکھتے ہیں لیس للعامی الاخذ بظاھر الحدیث لجواز کونہ مصروفا عن ظاھرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس وقت کے علما عامیوں میں داخل ہیں چہ جائے جہلا کما لا یخفیٰ علی العقلا ۱۲ ق

محققین کی تصانیف سے مراد امر مفہوم ہوتا ہے اور وہ کم مایہ مخاطب اس کلام کا نہیں جو مشکوٰۃ یا کوئی اور کتاب حدیث کا فقط ترجمہ دریافت کر کے آپ کو محدث قرار دیتا ہے۔ شعر

تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِي تَرْجِيْحِ طُرُقِ الصُّوْفِيَّةِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا يُنْكِرَ عَلَى الْمَغْلُوْبِيْنَ مِنْهُمْ وَلَا عَلَى الْمُؤَوِّلِيْنَ فِي السَّمَاعِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يَتَّبِعَ هُوَ نَفْسُهٗ اِلَّا مَا هُوَ ثَابِتٌ فِي السُّنَّةِ وَمَشٰى عَلَيْهِ اَصْحَابُ الْعِلْمِ مِنَ الْمُحَقِّقِيْنَ الرَّاسِخِيْنَ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ۔ اور ازاں جملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے صوفیوں کے طریقے میں بعض کو بعض پر ترجیح دے کر اور جو ان میں مغلوب الحال ہیں اُن پر انکار نہ کرے اور نہ اُن پہ جو سماع وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں اور خود پیروی نہ کرے مگر اس کی جو سنّت سے ثابت ہے اور جس پر وہ اہل علم چلے ہیں اور جو منجملہ محققین راسخین ہیں اور حق تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور مددگار ف اولیائے طریقت کے طریقہ میں حصول نسبت اور وصول الی اللہ کے جامع ہیں پھر یوں کہنا کہ طریقہ نقشبندیہ افضل اور راجح ہے قادریہ اور چشتیہ سے عکس اُس کے کہنا بے فائدہ ہے جو سہل معلوم ہو اور پسند آوے وہ اس کو

اختیار کرے اور یہ جو فرمایا کہ سالک مغلوب[1] الحال وغیرہ پر انکار نہ کرے سو بیان ہے خواجہ نقشبند کے قول کا کہ نہ انکار می کنم و نہ این کار می کنم یعنی مغلوبین اہل سماع وغیرہ پر انکار اس واسطے نہیں کہ وہ تاویل سے یہ فعل کرتے ہیں تحلیل حرام صریحاً نہیں کرتے جو اُن کا انکار واجب ہو اور پیروی اُن کی اس واسطے منع فرمائی کہ یہ امر مسنون نہیں چنانچہ حضرت مصنفؒ نے دوسرے رسالے میں فرمایا خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ نسبت صوفیہ غنیمت کبریٰ است و رسوم ایشاں ہیچ نمی ارزد۔

فصل دسویں ۱۰

اس فصل میں آداب تذکیر اور وعظ گوئی کے مذکور ہیں جس کے بیان کا مصنف قدس سرہ العزیز نے وعدہ کیا تھا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ

[1] ظاہراً مغلوبین سے مجاذیب و مغلوب الحال مراد ہیں اور موؤلین فی سماع سے وہ صوفی مراد ہیں کہ سماع میں اظہار شوق الٰہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض احادیث سے سننا غنا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پس مجاذیب پر عدم انکار ظاہر ہے کہ وہ دائرہ تکلیف سے خارج ہیں اور موؤلین کی وجہ عدم انکار کی وہی ہے جو مترجم علیہ الرحمۃ نے لکھی لیکن مقلدین مذہب حنفی کو بجز قائل ہونے حرمت کے کچھ نہیں بنتی کہ در المختار اور بنایہ اور بحر وغیرہا سے صریح حرمت غنا کی ثابت ہے اگرچہ بعض نے اعراس واعیاد میں مباح بھی لکھا ہے لیکن بحسب قاعدہ اذا اجتمع الحلال مع الحرام کے مباح کرنا درست نہیں ہے واللہ اعلم ۱۲۔

وَقَالَ لِكَلِيْمِهٖ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ فَالتَّذْكِيْرُ رُكْنٌ عَظِيْمٌ وَّلْنَتَكَلَّمْ فِيْ صِفَةِ الْمُذَكِّرِ وَكَيْفِيَّةِ التَّذْكِيْرِ وَالْغَايَةِ الَّتِيْ يَلْمَحُهَا الْمُذَكِّرُ وَمِنْ اَيِّ عِلْمٍ يَّسْتَمِدُّ وَمَا ذَا اَرْكَانُهٗ وَمَا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِيْنَ وَمَا الْاٰفَاتُ الَّتِيْ تَعْتَرِيْ فِيْ وُعَّاظِ زَمَانِنَا وَمِنَ اللّٰهِ الْاِسْتِعَانَةُ حق تعالےٰ نے اپنے رسول محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ سمجھایا بجھایا کر تو ہی مذکر اور واعظ ہے اور اپنے ہم کلام موسیٰؑ سے فرمایا کہ اُن کو یاد دلایا کر وقائع سابقہ کو تو نص[1] قرآنی سے معلوم ہوا کہ تذکیر اور وعظ گوئی دین میں رکن عظیم ہے اور ہم کو چاہیئے کہ کلام کریں مذکر کی صفت میں[2] اور تذکیر کی کیفیت میں اور اُس غایت میں جو مذکر کا مقصود اصلی ہے اور کس علم سے وعظ گوئی کی استمداد ہے اور تذکیر کے کیا ارکان ہیں اور وعظ سننے والوں کے کیا آداب ہیں اور کیا کیا آفتیں ہمارے زمانے کے واعظوں کے وعظ میں پیش آتی ہیں، اور اللہ سے درخواست مددگاری کی ہے فَاَمَّا الْمُذَكِّرُ فَلَابُدَّ اَنْ يَّكُوْنَ مُكَلَّفًا عَدْلًا كَمَا اشْتَرَطُوْا فِيْ رَاوِي الْحَدِيْثِ وَالشَّاهِدِ سو مذکر اور واعظ کو ضرور ہے کہ مکلّف یعنی مسلمان عاقل بالغ ہو اور عادل یعنی متقی ہو جیسا کہ راوی حدیث و شاہد میں علما نے

---

[1] اور فرمایا وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی نصیحت کیا کر کہ نصیحت نفع دیتی ہے مومنوں کو ۱۲

[2] مذکر وعظ کہنے والا اور تذکیر وعظ کہنا اور نصیحت کرنی ۱۲

تکلیف اور عدالت شرط ہے **ف** مولانا ؒ نے فرمایا کہ لڑکا اور دیوانہ اور کافر اور فاسق اور صاحب بدعت جیسے شیعہ اور خارجی لائق تذکیر کے نہیں مُحَدِّثًا مُفَسِّرًا عَالِمًا بِجُمْلَةٍ كَافِيَةٍ مِنْ اَخْبَارِ السَّلَفِ الصّٰلِحِيْنَ وَسِيَرِهِمْ اور واعظ کو ضرور ہے کہ محدث اور مفسر ہو اور سلف صالح یعنی صحابہ رضؓ اور تابعین ؒ اور تبع تابعین ؒ کے اخبار اور سیرت سے فی الجملہ بقدر کفایت کے واقف ہو وَنَعْنِيْ بِالْمُحَدِّثِ الْمُشْتَغِلَ بِكُتُبِ الْحَدِيْثِ بِاَنْ يَكُوْنَ قَرَأَ لَفْظَهَا وَفَهِمَ مَعْنَاهَا وَعَرَفَ صِحَّتَهَا وَسُقْمَهَا وَلَوْ بِاَخْبَارِ حَافِظٍ اَوِ اسْتِنْبَاطِ فَقِيْهٍ وَكَذٰلِكَ بِالْمُفَسِّرِ الْمُشْتَغِلَ بِشَرْحِ غَرِيْبِ كِتَابِ اللّٰهِ وَتَوْجِيْهِ مُشْكِلِهٖ وَبِمَا رُوِيَ عَنِ السَّلَفِ فِي التَّفْسِيْرِ اور محدث سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ کتب حدیث یعنی صحاح ستہ وغیرہا سے شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ حدیث کے الفاظ کو استاد سے پڑھ کر سند کر چکا ہو اور اُن کے معانی کو بوجھا ہو اور احادیث کی صحت اور ضعف کو معلوم کر چکا ہو اگرچہ معرفت صحت اور سقم کی حافظ حدیث یا استنباط فقہ سے ثابت ہو گئی ہو اور اس طرح مفسر سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ قرآن کی شرح غریب سے مشغول ہو اور آیات مشکل کی توجیہ اور تاویل سے واقف ہو اور جو سلف سے تفسیر قرآن روایت ہوئی ہے اُس کو جانتا ہو وَيُسْتَحَبُّ مَعَ ذٰلِكَ اَنْ يَكُوْنَ فَصِيْحًا لَا يَتَكَلَّمُ مَعَ النَّاسِ اِلَّا قَدْرَ فَهْمِهِمْ وَاَنْ يَكُوْنَ لَطِيْفًا ذَا وَجْهٍ وَمُرُوَّةٍ اور اس کے ساتھ مستحب یہ ہے کہ فصیح یعنی صاف بیان ہو نہ گفتگو کرتا ہو لوگوں کے

سامع مگر بقدر اُن کے فہم کے اور یہ کہ مہربان صاحب وجاہت اور مروت ہوئے مولانا نے فرمایا بالاتر از فہم کی گفتگو اس واسطے منع ہوئی کہ علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ گفتگو کیا کرو لوگوں سے اس قدر جتنا اُن کی سمجھ میں آوے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور رسولؐ کی لوگ تکذیب کریں یعنی جب لوگ ایسا کلام سنیں گے جو ان کی عقل میں نہیں آتا ہو تو اس کا انکار کریں گے مترجم کہتا ہے پس معلوم ہوا کہ واعظ کو دقائق تقدیر اور حقائق توحید اور مسائل مشکلہ فقہ کے عوام کے روبرو ذکر کرنا بہتر نہیں کہ اس میں ضلالت کا خوف ہے مولانا رہ نے فرمایا کہ واعظ کی وجاہت یعنی بزرگی اس واسطے مستحب ہوئی کہ جو شخص لوگوں میں بے حقیقت ہے اُس کا کلام اثر نہیں کرتا اگرچہ وہ حق کہتا ہو اور واعظ میں مروت یعنی جوانمردی اور حسن سلوک کا عمل اس واسطے مطلوب ہوا کہ جس میں یہ صفت حاصل نہیں وہ اُن لوگوں کے مشابہ ہے جن کا قول فعل کے موافق نہیں تو ایسے شخص کے وعظ سے فائدہ تذکیر کا حاصل نہیں۔ وَاَمَّا کَیْفِیَّۃُ التَّذْکِیْرِ اَنْ لَّا یُذَکِّرَ اِلَّا غِبًّا وَّلَا یَتَکَلَّمَ وَفِیْھِمْ مَلَالٌ بَلْ اِذَا عَرَفَ فِیْھِمُ الرَّغْبَۃَ وَیَقْطَعَ عَنْھُمْ وَفِیْھِمْ رَغْبَۃٌ اور کیفیت وعظ گوئی کی یہ ہے کہ وعظ نہ کہے مگر فاصلہ دے کر یعنی ہر روز یا ہر وقت نہ کہا کرے اور نہ کلام کرے اُس حالت میں جب سامعین کو ملال اور افسردگی ہو بلکہ اُس وقت وعظ شروع کرے جب لوگوں میں رغبت اور

شوق کو دریافت کرلے اور قطع کلام کرے درصورتیکہ اُن میں رغبت باقی ہو ف مترجم کہتا ہے اس واسطے کہ سماع بلا رغبت میں تاثیر نہیں ہوتی سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا مصرع

"ازاں پیش بس کن کہ گویند بس"

وَاَنْ يَجْلِسَ فِيْ مَكَانٍ طَاهِرٍ كَالْمَسْجِدِ وَاَنْ يَّبْدَأَ الْكَلَامَ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَخْتِمُ بِهِمَا وَيَدْعُوْا لِلْمُؤْمِنِيْنَ عُمُوْمًا وَّلِلْحَاضِرِيْنَ خُصُوْصًا اور یہ کہ وعظ کہنے کو پاک مکان میں بیٹھے چنانچہ مسجد میں اور یہ کہ حمد اور درود سے کلام شروع کرے اور ان ہی پر ختم بھی کرے اور دُعا کرے اہل ایمان کے واسطے عموماً اور حاضر لوگوں کے واسطے خصوصاً وَلَا يَخُصَّ فِي التَّرْغِيْبِ اَوِ التَّرْهِيْبِ فَقَطْ بَلْ هُوَ يَشُرُبُ كَلَامَهٗ مِنْ هٰذَا وَمِنْ ذٰلِكَ كَمَا هُوَ سُنَّةُ اللّٰهِ مِنْ اِرْدَافِ الْوَعْدَةِ بِالْوَعِيْدِ وَالْبِشَارَةِ بِالْاِنْذَارِ اور یہ کہ مخصوص نہ کرے کلام کو فقط خوشخبری سنانے اور شوق دلانے میں یا فقط خوف دلانے اور ڈرانے میں بلکہ کلام کو ملاتا چلاتا ہے کبھی اُس سے اور کبھی اُس سے جیسا کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے ۔ قرآن مجید میں وعدے کے پیچھے وعید کا لانا اور بشارت کے ساتھ انداز اور تخویف کو ملانا ف اس واسطے کہ فقط ترغیب سے آدمی بے باک ہوجاتا ہے اور فقط ترہیب سے یاس اور ناامیدی حاصل ہوتی ہے تو ہر ایک کو اپنے اپنے

موقع پر ذکر کرنا چاہیئے۔ مصرع

"چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است"

وَاَنْ یَکُوْنَ مُیَسِّرًا لَا مُعَسِّرًا وَیُعَمِّمَ بِالْخِطَابِ وَلَا یَخُصَّ طَآئِفَۃً دُوْنَ طَآئِفَۃٍ وَاَنْ لَا یُشَافِہَ بِذَمِّ قَوْمٍ اَوِ الْاِنْکَارِ عَلٰی شَخْصٍ بَلْ یُعَرِّضَ مِثْلَ اَنْ یَقُوْلَ مَابَالُ اَقْوَامٍ یَفْعَلُوْنَ کَذَا وَکَذَا اور واعظ کو لازم ہے کہ آسانی کرنے والا ہو نہ سختی کرنے والا اور یہ کہ خطاب کو عام کرے اور خاص نہ کرے ایک گروہ کے خطاب کو دوسرے گروہ کو چھوڑ کر اور کسی قوم مخصوص کی مذمت یا کسی شخص معیّن پر انکار بالمشافہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ کہے چنانچہ یوں کہے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ ایسا ایسا کرتے ہیں **ف** مولانا نے فرمایا کہ بالمشافہ مذمت اور انکار واعظ کی عداوت باطنی پر محمول ہوگا اس قوم اور شخص معیّن کے سامنے تو بعید نہیں ہے کہ بعضے سامعین کا دل منقبض ہو اور دلوں سے اس کی دیانت اور صداقت جاتی رہے تو تذکیر کا فائدہ نہ حاصل ہوگا وَلَا یَتَکَلَّمَ بِسَقَطٍ وَّھَزْلٍ اور وعظ میں کلام ساقط الاعتبار اور بیہودہ نہ بولے **ف** اس واسطے کہ کلام نحیف اور خوش طبعی کی بات رعب اور ہیبت کو کھو دیتی ہے تو غرض تذکیر میں خلل واقع ہوگا۔ وَیُحَسِّنَ الْحَسَنَ وَیُقَبِّحَ الْقَبِیْحَ وَیَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَا یَکُوْنَ اِمَّعَۃً" اور خوبی بیان کرے نیک بات کی اور برائی کھول دے امر قبیح کی اور معروف شرعی کا امر کرے اور منکر سے نہی کرے اور

مرد ہرجائی رکابی مذہب نہ ہو کہ جس محفل میں جاوے اُن کی خواہش نفسانی
کے موافق وعظ شروع کرے ۔ وَاَمَّا الْغَایَۃُ الَّتِیْ یَلْمَحُھَا فَیَنْبَغِیْ اَنْ
یُّزَوِّرَ فِیْ نَفْسِہٖ صِفَۃَ الْمُسْلِمِ فِیْ اَعْمَالِہٖ وَحِفْظِ لِسَانِہٖ وَاَخْلَاقِہٖ
وَاَحْوَالِہِ الْقَلْبِیَّۃِ وَمُدَاوَمَتِہٖ عَلَی الْاَذْکَارِ ثُمَّ لِیُحَقِّقَ
فِیْھِمْ تِلْکَ الصِّفَۃَ بِکَمَالِھَا بِالتَّدْرِیْجِ عَلٰی حَسْبِ فَھْمِھِمْ
فَیَاْمُرُ اَوَّلًا فَضَائِلَ الْحَسَنَاتِ وَمَسَاوِیَ السَّیِّئَاتِ فِی اللِّبَاسِ
وَالزِّیِّ وَالصَّلٰوۃِ وَغَیْرِھَا فَاِذَا تَاَدَّبُوْا فَلْیَاْمُرْ بِالْاَذْکَارِ فَاِذَا
اَثَّرَ فِیْھِمْ فَلْیُحَرِّضْھُمْ عَلٰی ضَبْطِ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَلْیَسْتَعِنْ فِیْ
تَاْثِیْرِ ھٰذِہٖ فِیْ قُلُوْبِھِمْ بِذِکْرِ اَیَّامِ اللّٰہِ وَوَقَائِعِہٖ مِنْ مَّبَاھِرِ
اَفْعَالِہٖ وَتَصْرِیْفِہٖ وَتَعْذِیْبِہٖ لِاُمَمٍ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ بِھَوْلِ الْمَوْتِ
وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشِدَّۃِ یَوْمِ الْحِسَابِ وَعَذَابِ النَّارِ وَکَذٰلِکَ
بِالتَّرْغِیْبَاتِ عَلٰی حَسْبِ مَاذَکَرْنَا اور غایت وعظ کی جو مقصود ہے
سو مناسب یوں ہے کہ اپنے دل میں تصوّر کرے مسلمان کی صفت کو اُس کے
اعمال میں اور اُس کے حفظ لسان اور اخلاق میں اور اُس کے حالات قلبی اور
اُس کے اذکار کی مداومت میں پھر چاہیئے کہ اسی صفت متخیلہ کو علی وجہ الکمال
سامعین میں ثابت اور متحقق کردے اندک اندک اُن کے فہم کے موافق تو
پہلے حسنات کی خوبیوں اور سیئات کی بُرائیوں کا امر کرے لباس اور شکل
اور نماز وغیرہ میں پھر جب اُس کے خوگر ہو جاویں تو اُن کو اذکار کی
تلقین کرے پھر جب اُن میں ذکر کا اثر معلوم ہو تو اُن کو رغبت اور شوق

دلاوے زبان اور دل کے روکنے پر اقوال قبیحہ اور اخلاق ذمیمہ سے اور اُن کے دلوں میں ان اُمور کی تاثیر کرنے میں اعانت چاہے ایام سابقہ اور وقائع گزشتہ کے ذکر کرنے سے منجملہ حق تعالیٰ کے افعال ظاہرہ اور اُس کی تصریف اور تعذیب کے جو اگلی اُمتوں پر دُنیا میں ہو چکی ہے پھر استعانت چاہے موت کی دہشت اور قبر کے عذاب اور شدت یوم حساب اور دوزخ کے عذاب ذکر کرنے سے اور اسی طرح ذکر ترغیبات سے استعانت چاہے اُس کے موافق جیسا ہم مذکور کر چکے ہیں۔ وَاَمَّا اسْتِمْدَادُهٗ فَیَكُوْنُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَلٰى تَاوِیْلِهِ الظَّاهِرِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَاَقَاوِیْلِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَغَیْرِهِمْ مِنْ صَالِحِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَبَیَانِ سِیْرَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور وعظ گوئی کی استمداد کو کتاب اللہ سے چاہے اُس کی ظاہر تاویل یعنی تفسیر کے موافق اور حدیث نبویؐ سے جو محدثین کے نزدیک معروف ہے اور صحابہؓ اور تابعینؒ اور اُن کے سوا اور مومنین صالحین کے اقوال سے اور سیرتِ نبویؐ کے بیان کرنے سے ف مولاناؒ نے فرمایا کہ قرآن کی تاویل ظاہر سے وہ مراد ہے جو لفظ قرآن کے اندر سے مفہوم عند الاطلاق ہو اور اعتبارات صوفیانہ اور اشارات فاضلانہ اور نکات اور لطائف شاعرانہ کو مقام وعظ میں ذکر کرنا ہرگز لائق اور مناسب نہیں اس واسطے کہ سامعین چونکہ مفہوم ظاہر اور اشارے میں فرق نہیں کرتے تو اعتبارات اور اشارات کو تفسیر پر محمول

کریں گے اور گمراہ ہوں گے چنانچہ ہمارے زمانے کے واعظین میں سے ایک واعظ نے مقطعاتِ قرآنیہ کے معنی میں غوض شروع کیا مانند نکات شاعرانہ کے یہاں تک اس کی جہالت کی نوبت پہنچی کہ اس نے طٰہٰ کی تفسیر کی بحساب جمل کر چودہ۱۴ عدد ہوئے تو یہ خطاب ہے خدا کا اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ اے چودھویں رات کے چاند تو غور کر کہ اس واعظ کی جہالت اور بے امتیازی اس کو کہاں کھینچ لے گئی اور یہ جو فرمایا کہ حدیث معروف کو ذکر کرے تو معلوم ہوا کہ موضوعات اور منکرات اور اُن احادیث کا ذکر کرنا جن کی کچھ اصل اہل حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے جائز نہیں وَلَا یَذْکُرُ الْقِصَصَ الْمُجَازَفَةَ فَاِنَّ الصَّحَابَةَ اَنْکَرُوْا عَلٰی ذٰلِكَ اَشَدَّ الْاِنْکَارِ وَ اَخْرَجُوْا وٰلٰئِكَ مِنَ الْمَسَاجِدِ وَضَرَبُوْهُمْ وَاَکْثَرُ مَا یَکُوْنُ هٰذَا فِی الْاِسْرَائِیْلِیَاتِ الَّتِیْ لَا یُعْرَفُ صِحَّتُهَا وَفِی السِّیْرَةِ وَشَانِ نُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ ۔ اور واعظ کو چاہیئے کہ بیہودہ قصّوں کو جو بروایت صحیح ثابت نہیں ہیں ذکر نہ کرے اس واسطے کہ صحابہؓ کرام نے قصہ خوانی پر سخت انکار کیا ہے اور قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے اور اُن کو مارا ہے اور یہ واہی قصے اکثر اہل کتاب کی روایات میں ہوتے ہیں جن کی صحت معلوم نہیں اور سیرت اور قرآن کی شان نزول میں وَاَمَّا اَرْکَانُهٗ فَالتَّرْغِیْبُ وَالتَّرْهِیْبُ وَالتَّمْثِیْلُ بِالْاَمْثَالِ الْوَاضِحَةِ وَالْقِصَصِ الْمُرَقِّقَةِ وَالنِّکَاتِ النَّافِعَةِ فَهٰذَا طَرِیْقُ التَّذْکِیْرِ

وَالشَّرْحُ اور وعظ کے ارکان تو ترغیب اور ترہیب ہے اور مثال گذارنا کھلی مثالوں سے اور صحیح قصے دل کے نرم کرنے والے اور نکات منفعت بخش سو یہ طریقہ ہے تذکیر اور شرح کا وَالْمَسْئَلَۃُ الَّتِیْ یَذْکُرُھَا اِمَّا مِنَ الْحَلَالِ اَوِالْحَرَامِ اَوْمِنْ بَابِ اٰدَابِ الصُّوْفِیَّۃِ اَوْمِنْ بَابِ الدَّعْوَاتِ اَوْمِنْ عَقَائِدِ الْاِسْلَامِ فَالْقَوْلُ الْجَلِیُّ اِنَّ ھُنَاکَ مَسْئَلَۃً یَعْلَمُھَا وَطَرِیْقًا فِیْ تَعْلِیْمِھَا۔ اور جس مسئلے کو واعظ ذکر کرے چاہیئے کہ وہ قسم حلال سے ہو یا حرام سے یا آداب صوفیہ سے یا دعوات کے باب سے یا عقائد اسلام سے پس ظاہر قول یہ ہے کہ بیان کرے واعظ وہ مسئلہ جس کو جانتا ہو اور اُس کے سکھانے کا طریقہ معلوم ہو وَاَمَّا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِیْنَ فَاَنْ یَّسْتَقْبِلُوا الْمُذَکِّرَ وَلَا یَلْعَبُوْا وَلَا یَلْغَطُوْا وَلَا یَتَکَلَّمُوْا فِیْ مَا بَیْنَھُمْ وَلَا یُکْثِرُوا السُّؤَالَ مِنَ الْمُذَکِّرِ فِیْ کُلِّ مَسْئَلَۃٍ بَلْ اِذَا عَرَضَ خَاطِرٌ فَاِنْ کَانَ لَا یَتَعَلَّقُ بِالْمَسْئَلَۃِ تَعَلُّقًا قَوِیًّا اَوْکَانَ دَقِیْقًا لَا یَحْتَمِلُہٗ فُھُوْمُ الْعَامَّۃِ فَلْیَسْکُتْ عَنْہُ فِی الْمَجْلِسِ الْحَاضِرِ فَاِنْ شَاءَ سَاَلَہٗ فِی الْخَلْوَۃِ وَاِنْ کَانَ لَہٗ تَعَلُّقٌ قَوِیٌّ کَتَفْصِیْلِ اِجْمَالٍ وَشَرْحٍ غَرِیْبٍ فَلْیَنْتَظِرْ حَتّٰی اِذَا انْقَضٰی کَلَامُہٗ سَاَلَہٗ اور وعظ کی سماعت کرنے والوں کے آداب سو یہ ہیں کہ مذکر کے سامنے ہوں اور لہو ولعب نہ کریں اور شور نہ مچائیں اور آپس میں وعظ کے اندر باتیں نہ کریں اور ہر امر میں واعظ سے سوال نہ کریں بلکہ اگر سامع کو کوئی خطرہ عارض ہو تو اگر اس کو مسئلہ مذکورہ کے ساتھ

تعلّق قوی نہ ہو یا تعلّق ہو مگر مسئلہ دقیق ہو جس کو عوام کی فہم نہیں اُٹھا سکتی تو اُس سوال سے سکوت اختیار کرے حاضرین مجلس میں پھر اگر چاہے تو اُس کو خلوت میں پوچھ لے اور اگر اُس مسئلے کے ساتھ قوی تعلّق ہو جیسے مفصل کرنا مجمل کا اور مشکل لغت کا دریافت کرنا تو منتظر رہے تا اینکہ اس کا کلام آخر ہو تو دریافت کرلے وَيُعِيدُ الْمُذَكِّرُ كَلَامَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور چاہیئے کہ وعظ کا کہنے والا اپنے کلام کو تین بار اعادہ کرے ف بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب کلام فرماتے تھے تو تین[1] بار اعادہ فرماتے تھے تا خوب بوجھ میں آجاوے فَاِنْ كَانَ هُنَاكَ اَهْلُ لُغَاتٍ شَتّٰى وَالْمُذَكِّرُ يَقْدِرُ اَنْ يَتَكَلَّمَ عَلٰى اَلْسِنَتِهِمْ فَلْيَفْعَلْ ذٰلِكَ وَلْيَجْتَنِبْ دِقَّةَ الْكَلَامِ وَاِجْمَالَهٗ سو اگر مجلس وعظ میں کئی قسم کی بولی والے لوگ ہوں اور واعظ اُن کی زبان پر قادر ہو تو اُس کو یہ کرنا چاہیئے یعنی ہر زبان میں کلام کرے اور پرہیز کرنا چاہیئے دقیق اور مجمل کلام سے یعنی اس واسطے کہ کلام باریک اور مجمل سے علی العموم فائدہ حاصل نہیں وَاَمَّا الْاٰفَاتُ الَّتِيْ تَعْتَرِي الْوُعَّاظَ فِيْ زَمَانِنَا فَبِهَا عَدَمُ تَمْيِيْزِهِمْ بَيْنَ الْمَوْضُوْعَاتِ وَغَيْرِهَا بَلْ غَالِبُ كَلَامِهِمُ الْمَوْضُوْعَاتُ الْمُحَرَّفَاتُ وَذِكْرُهُمُ الصَّلٰوتِ وَالدَّعْوَاتِ الَّتِيْ عَدَّهَا الْمُحَدِّثُوْنَ مِنَ الْمَوْضُوْعَاتِ اور وہ آفتیں جو ہمارے زمانے

[1] لیکن شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ یہ تکرار کلام مہتم بالشان میں ہوتی تھی نہ ہر کلام میں ۱۲ نواب قطب الدین خان مرحوم۔

کے واعظوں کو پیش آتی ہیں سو اُن میں سے ایک عدم تمیز ہے درمیان موضوعات اور غیر موضوعات کے بلکہ غالب کلام اُن کا موضوعات اور محرفات ہیں اور مذکور کرنا اُن کا اُن نمازوں اور دعاؤں کو جن کو اہل حدیثؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے ف سبب اس کا یہ ہے کہ علم حدیث اور آثار کو اہل حدیث سے سند نہیں کیا اور شوق ہوا وعظ گوئی کا جو روایت اور قصہ کسی کتاب میں عوام فریب پایا اُس کو بے تمیزی سے ذکر کر دیا حالانکہ حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ جو عمداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنمی ہے مترجم کہتا ہے کہ اہل ایمان پر واجب ہے کہ بلا تحقیق اور بلا سند حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے اور سوائے اہل حدیث کی کتابوں مشہور کے ہر کتاب سے حدیث نقل نہ کرے اس واسطے کہ خود جھوٹ باندھنا یا جھوٹی حدیث کو بے تحقیق نقل کرنا دونوں برابر ہیں عذاب میں وَمِنْهَا مُبَالَغَتُهُمْ فِي شَيْءٍ مِّنَ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ اور ازاں جملہ بمبالغہ ذکر کرنا واعظوں کا کسی شے میں ترغیب اور ترہیب سے۔ ف چنانچہ یوں کہنا کہ اگر دو رکعت فلانی فلانی سورۃ سے فلانے دن اور فلانی ساعت میں پڑھے تو تمام عمر کی قضا نماز کا عذاب دُور ہو جاتا ہے یا جو کوئی بھنگ پیئے اُس نے گویا اپنی ماں سے کعبہ معظمہ میں فعل بد کیا حق تعالیٰ بے تمیزی اور بے احتیاطی اور افترا پردازی سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔ وَمِنْهَا قَصَصُهُمْ قِصَّةَ كَرْبَلَا وَالْوَفَاةِ وَغَيْرَ ذَالِكَ وَخَطَأُهُمْ فِيهَا اور ازاں جملہ قصہ کربلا اور وفات کی قصہ خوانی اور اُس کے سوائے اور

موسموں میں قصّہ گوئی اور اُن میں خطبہ خوانی کرنا ف اس واسطے کہ ایسے اُمور کا رواج قرون سابقہ میں نہ تھا اور روایاتِ موضوعہ اور ضعیفہ سے کمتر خالی ہے بلکہ ہر سال نئے مضمون کا مرثیہ تیار ہوتا ہے تا رقّت اور گریہ زیادہ ہو سبحان اللہ کیا اُلٹا زمانہ ہوگیا ہے کہ اگر نماز نہ پڑھے اور فرائض ایمانیہ کو نہ ادا کرے اور مساجد میں جمعہ اور جماعت کے واسطے نہ حاضر ہو کوئی اس پر طعن اور تشنیع نہیں کرتا اور اگر کوئی محفل تعزیہ داری میں نہ جاوے اور اُن کے بدعات میں نہ شریک ہو تو مطعون خلق ہوتا ہے بلکہ اُس کے ایمان میں حرف آتا ہے کہ فلانا شخص معاذ اللہ خارجی اور دشمن اہلبیت ہے شعر

ببریدہ زاصل کار و پیوستہ بفرع کم معتقد خدا و بسیار بشرع

فصل گیارھویں ۱۱

اس فصل میں مصنّف قدس سرہٗ نے اپنے سلاسل طریقت کو ذکر کیا ہے۔

صُحْبَتُنَا وَتَعَلُّمُنَا لِاٰدَابِ الطَّرِيْقَةِ وَالسُّلُوْكِ مُتَّصِلَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّنَدِ الصَّحِيْحِ الْمُسْتَفِيْضِ الْمُتَّصِلِ وَاِنْ لَمْ يَثْبُتْ تَعَيُّنُ الْاٰدَابِ وَلَا تِلْكَ الْاَشْغَالِ ہماری صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح سند اور متصل ہے یعنی مصنّفؒ سے تا مبدر رسالت بیچ میں کوئی واسطہ منقطع نہیں اگرچہ تعین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں یعنی باعتبار آداب معینہ اور اشغال مخصوصہ

کہ اتصال تفصیلی نہیں بلکہ اجمالی ہے فَالْعَبْدُ الضَّعِیْفُ وَلِیُّ اللّٰہِ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُ وَاَلْحَقَہٗ بِسَلَفِہِ الصَّالِحِیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ الشَّیْخَ الْاَجَلَّ عَبْدَ الرَّحِیْمِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ دَھْرًا طَوِیْلًا وَ تَعَلَّمَ مِنْہُ الْعُلُوْمَ الظَّاھِرَۃَ وَتَاَدَّبَ عَلَیْہِ بِاٰدَابِ الطَّرِیْقَۃِ وَرَاٰی مِنْہُ الْکَرَامَاتِ وَسَاَلَہٗ عَنِ الْمُشْکِلَاتِ وَسَمِعَ مِنْہُ کَثِیْرًا مِنْ فَوَآئِدِ الطَّرِیْقَۃِ وَالْحَقِیْقَۃِ وَمَا جَرٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی شُیُوْخِہٖ مِنَ الْوَاقِعَاتِ وَالْاَحْوَالِ وَالْکَرَامَاتِ جَزَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْہُ وَعَنْ سَآئِرِ مُسْتَفِیْدِیْہِ خَیْرًا

تو بندۂ ضعیف ولی اللہ نے کہ حق تعالےٰ اُس سے عفو کرے اور اس کو اس کے سلف صالحین کے ساتھ ملا دے زمانہ دراز صحبت رکھی اپنے والد شیخ اجل عبدالرحیم کی خدا راضی ہو اُن سے اور اُن کو راضی کرے اور اُن ہی سے علوم ظاہرہ اور آداب طریقت کے سیکھے اور اُن سے کرامات دیکھے اور مشکلات پوچھے اور اُن سے اکثر فوائد طریقت اور حقیقت کے سُنے اور جو اُن پر اُن کے مرشدوں پر واقعات اور حالات اور کرامات گزرے اُن سے مسموع ہوئے اللہ سبحانہٗ مؤلف اور باقی اُن کے مستفیدوں کی طرف سے اُن کو نیک بدلہ دے ۔ وَصَحِبَ ھُوَ شُیُوْخًا کَثِیْرًا اَجَلُّھُمْ ثَلٰثَۃٌ اَوَّلُھُمْ خُوَاجَہْ خُرْدُ صَحِبَ الشَّیْخَ اَحْمَدَ السَّھْرِنْدِیَّ وَالشَّیْخَ اِلٰہْدَادْ وَخُوَاجَہْ حُسَامُ الدِّیْنِ صَحِبُوْا خُوَاجَہْ مُحَمَّدْ بَاقِیْ وَثَانِیْھِمُ السَّیِّدُ عَبْدُ اللّٰہِ صَحِبَ الشَّیْخَ

اٰدَمَ الْبَنُوْرِیُّ صَحِبَ الشَّیْخَ اَحْمَدَ السَّرْہِنْدِیَّ صَحِبَ خَوَاجَہ مُحَمَّدَ بَاقِیْ وَثَالِثُھُمُ الْخَلِیْفَۃُ اَبُوالْقَاسِمِ صَحِبَ مُلَّا وَلِیَّ مُحَمَّدًا صَحِبَ الْاَمِیْرَ اَبَا الْعُلَا ۔ اور شیخ عبدالرحیم بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں سے تین مرشد ہیں اوّل اُن میں خواجہ خرد ہیں جو شیخ احمد سہرندی اور شیخ الہداد اور خواجہ حسام الدین کی صحبت میں رہے اور تینوں خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد شیخ عبدالرحیم کے سید عبداللہ ہیں جو شیخ آدم بنوری کی صحبت میں رہے اور وہ شیخ احمد سہرندی کی صحبت میں رہے اور وہ خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور وہ امیر ابوالعلا کی صحبت میں رہے ف سہرند شہر لاہور کے قریب اور بنور بروزن تنور قصبہ ہے سہرند کے توابع سے ثُمَّ الْخَوَاجَہُ مُحَمَّدُ بَاقِیْ صَحِبَ خَوَاجَہُ مُحَمَّدُ اَمُکَنْکِیْ صَحِبَ اَبَاہُ مَوْلٰینَا مُحَمَّدُ دَرْوِیْش صَحِبَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدُ زَاھِدُ صَحِبَ خَوَاجَہُ عُبَیْدَ اللّٰہِ الْاَحْرَارَ وَالْاَمِیْرُ اَبُوالْعُلَاءِ صَحِبَ الْاَمِیْرَ عَبْدَ اللّٰہِ صَحِبَ الْاَمِیْرَ یَحْیٰی صَحِبَ خَوَاجَہُ عَبْدَ الْحَقِّ صَحِبَ خَوَاجَہُ عُبَیْدَ اللّٰہِ الْاَحْرَارَ الْمَذْکُوْرَ ۔ پھر خواجہ محمد باقی خواجہ محمد الکنکی کی صحبت میں رہے وہ اپنے باپ مولانا درویش محمد کی صحبت میں رہے وہ مولانا محمد زاہد کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبیداللہ احرار کی صحبت میں رہے اور امیر ابوالعلا امیر عبداللہ کی صحبت میں رہے وہ امیر یحییٰ کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبدالحق کی صحبت میں رہے

وہ خواجہ عبید اللہ مذکور کی صحبت میں رہے۔ وَالْخَوَاجَہْ اَحْرَارُ صَحِبَ شُیُوخًا کَثِیْرِیْنَ مِنْھُمْ مَوْلٰینَا یَعْقُوبُ الْچَرْخِیُّ وَخَوَاجَہْ عَلَاءُ الدِّیْنِ الْغِجْدَوَانِیُّ صَحِبَا خَوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ بِلَا وَاسِطَۃٍ وَّ صَحِبَ الْاَوَّلُ اَیْضًا خُوَاجَہْ عَلَاءَ الدِّیْنِ عَطَّارْ وَالثَّانِیْ خُوَاجَہْ مُحَمَّدْ پَارْسَا وَھُمَا مِنْ کِبَارِ اَصْحَابِ خُوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ

اور خواجہ احرار نے بہت شیوخ کی صحبت حاصل کی اُن میں سے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ علاؤالدین غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ دونوں خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے بلا واسطہ اور مرشد اوّل یعنی مولانا یعقوب چرخی خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی بھی صحبت میں رہے اور مرشد ثانی یعنی خواجہ علاؤالدین خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور دونوں یعنی عطار اور پارسا خواجہ نقشبند کے عمدہ مریدوں سے تھے ف چرخ قریہ ہے غزنی کے توابع سے اور غجدوان بکسر غین معجمہ ایک موضع ہے بخارا کے توابع سے اور نقشبند کمخاب باف کو کہتے ہیں خواجہ نقشبند اور اُن کے والد یہی پیشہ کرتے تھے۔ وَالْخَوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ صَحِبَ شُیُوخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ خُوَاجَہْ مُحَمَّدْ بَابَا سَمَّاسِیَّ وَخَلِیْفَتُہُ الْاَمِیْرُ سَیِّدْ کُلَالُ وَالْخَوَاجَہْ مُحَمَّدْ صَحِبَ خُوَاجَہْ عَلِیِّ نِ الرَّامِیْتَنِیَّ صَحِبَ خُوَاجَہْ مَحْمُوْدُ اَبَا الْخَیْرِ الْفَغْنَوِیَّ صَحِبَ خُوَاجَہْ عَارِفْ رِیُوْکَرِیْ صَحِبَ خُوَاجَہْ عَبْدَ الْخَالِقِ الْغِجْدَوَانِیَّ صَحِبَ خُوَاجَہْ یُوْسُفَ الْھَمْدَانِیَّ صَحِبَ عَلِیِّ

نِ الفَازیمِدیِ اور خواجہ نقشبند بہت شیوخ کی صحبت میں رہے بزرگ تر
اُن میں خواجہ محمد بابا سماسی اور اُن کے خلیفہ امیر سیّد کلال اور خواجہ محمد بابا سماسی
خواجہ علی رامیتنی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی کی
صحبت میں رہے وہ خواجہ عارف ریوگری کی صحبت میں رہے۔ وہ
خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ یوسف ہمدانی
کی صحبت میں رہے۔ وہ خواجہ علی فارمدی کی صحبت میں رہے۔ ف
سماس بفتح سین وتشدید میم قریہ ہے طوس کے توابع سے اور رمتین
قصبہ ہے بخارا کے توابع سے اور فغنہ بفتح فاوسکون غین معجمہ قریہ ہے
بخارا کے توابع سے اور ریوکر بکسر رائے مہملہ قریہ ہے بخارا کے مضافات
سے اور فارمد قریہ ہے طوس کے توابع سے صَحِبَ شُیُوخًا کَثِیْرِیْنَ
اَجَلُّھُمُ اثْنَانِ اَحَدُھُمَا الْاِمَامُ اَبُوالْقَاسِمِ الْقُشَیْرِیُّ
صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ نِ الدَّقَّاقَ صَحِبَ اَبَا الْقَاسِمِ النَّصْرَاٰبَادِیَّ
وَاَبُوالْحُسَیْنِ الْحَضْرَمِیَّ صَحِبَ الشِّبْلِیَّ صَحِبَ سَیِّدَ الطَّائِفَۃِ
الْجُنَیْدَ الْبُغْدَادِیَّ وَالثَّانِیْ خُوَاجَہْ اَبُوالْقَاسِمِ الْکُرْگَانِیُّ صَحِبَ
اَبَا عُثْمَانَ الْمَغْرِبِیَّ صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ نِ الْکَاتِبَ صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ
نِ الرُّوْدْبَارِیَّ صَحِبَ جُنَیْدَ نِ الْبَغْدَادِیَّ۔ علیؒ فارمدی بہت مشائخ
کی صحبت میں رہے بزرگتر اُن میں سے دو۲ ہیں ایک امام ابو القاسم قشیری
وہ ابو العلی دقاق کی صحبت میں رہے وہ ابو القاسم نصر آبادی اور ابو الحسین
حضرمی کی صحبت میں اور دونوں یعنی نصر آبادی اور حضرمی شبلی کی صحبت

میں رہے وہ سید الطائفہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد علی فارمدی کے ابوالقاسم گرگانی ہیں جو ابوعثمان مغربی کی صحبت میں رہے وہ ابوعلی کاتب کی صحبت میں رہے وہ ابوعلی رودباری کی صحبت میں رہے وہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے۔ ف ابوالقاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف ہیں جو حقیقت ولایت اور اولیاء اللہ کے بیان میں نہایت عمدہ کتاب ہے قشیر قبیلہ ہے عرب کا اور دقاق بفتح دال وتشدید قاف ہے اور کرگان بضم کاف عربی وتشدید رائے مہملہ وکاف عجمی ایک گاؤں کا نام ہے اور رودباری منسوب بناحیہ کہ اُن کے آباء کا منشا تھا وَالْجُنَیْدُ الْبَغْدَادِیُّ صَحِبَ خَالَہُ السَّرِیَّ السَّقَطِیَّ صَحِبَ مَعْرُوْفَ الْکَرْخِیَّ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ اِثْنَانِ اَحَدُھُمَا الْاِمَامُ عَلِیُّ بْنُ مُوْسَی الرِّضٰی صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ مُوْسَی الْکَاظِمَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ جَعْفَرَنِ الصَّادِقَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ مُحَمَّدَنِ الْبَاقِرَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ حُسَیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ صَحِبَ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَثَانِیْھِمَا دَاوٗدُ الطَّائِیُّ صَحِبَ فُضَیْلًا وَّحَبِیْبَانِ الْعَجَمِیَّ وَذَا النُّوْنِ صَحِبُوْا شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَتَبَعِھِمْ اَجَلُّھُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ صَحِبَ ھٰؤُلَاءِ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ اَنَسٌ خَادِمُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَافِظ

سُنَّتِہٖ فَھٰذِہٖ سِلْسِلَۃُ الصُّحْبَۃِ لَا شَکَّ فِیْ صِحَّتِھَا وَاتِّصَالِھَا۔
اور جنید بغدادی اپنے ماموں سری[1] سقطی کی صحبت میں رہے وہ معروف کرخی کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں دو مرشد ہیں ایک تو امام علیؑ بن موسیٰ رضا ہیں وہ اپنے والد امام موسیٰ کاظمؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام جعفر صادقؑ کی صحبت میں رہے اور اپنے والد امام محمد باقرؑ کی صحبت میں رہے۔ وہ اپنے والد امام زین العابدینؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام حسینؑ کی صحبت میں رہے۔ وہ اپنے والد امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کی صُحبت میں رہے وہ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی کے دوسرے مرشد داؤد طائی ہیں جو فضیل عیاض اور حبیب عجمی اور ذوالنون مصری کی صحبت میں رہے اور تینوں حضرات تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت بزرگوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر ان میں سے حسن بصری ہیں اور یہ تابعین اصحاب کبار کی صحبت میں رہے اُن میں سے انسؓ بن مالک ہیں جو خادم تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اور اُن کے احادیث کے حافظ تو یہ سلسلہ ہے صحبت کا اُس کی صحت اور اتصال میں کچھ شک نہیں ف مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ولی نعمت یعنی مصنفؒ سے پوچھا کہ شیخ ابو علی فارمدی کو کہ ابو الحسن خرقانی کے ساتھ نسبت

[1] سری بفتح اول وکسر ثانی ویائے تحتانی مشدد بمعنی جوانمردی سردار و سقطی یعنی پارچہ فروش کہ جس کو پراچہ کہتے ہیں ۱۲۔

رکھتے ہیں اس رسالے میں کیوں نہ ذکر کیا فرمایا کہ یہ نسبت اویسیت کی ہے یعنی روحی فیض ہے اور اس رسالے میں غرض یہ ہے کہ نسبت صحبت کی من وعن عالم شہادت میں جو ثابت ہے مذکور ہو ولیکن اویسیت کی نسبت قوی اور صحیح ہے شیخ ابو علی فارمدی کو ابوالحسن خرقانی سے روحی فیض ہے اُن کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور اُن کو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے چنانچہ رسالۂ قدسیہ میں خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ نے مذکور کیا۔ وَلِلْاِمَامِ جَعْفَرِنِ الصَّادِقِ رح اَیْضًا اِنْتِسَابٌ اِلٰی جَدِّہٖ اَبِیْ اُمِّہِ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ اور امام جعفر صادق رح کو انتساب ہے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رض کی طرف بھی اور قاسم بن محمد کو انتساب ہے سلمان فارسی سے اُن کو ابی بکر صدیق رض سے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وَمِنْھَا سَلَاسِلُ اُخْرٰی اَلْاِتِّصَالُ فِیْ طَرَفٍ مِّنْھَا بِالصُّحْبَۃِ وَفِیْ طَرَفٍ بِالْبَیْعَۃِ اَوِالْخِرْقَۃِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فَالْعَبْدُ الضَّعِیْفُ وَلِیُّ اللّٰہِ اَخَذَ الطَّرِیْقَۃَ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ عَبْدِ الرَّحِیْمِ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ الشَّیْخِ اٰدَمَ عَنِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّھْرِنْدِیِّ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ شَاہْ کَمَالٍ اور ہمارے اور بھی سلاسل ہیں جن کے بعض میں بنا بر صحبت کے انتصال ہے اور بعض میں بنا پر بیعت یا خرقہ پوشی کے تو بندہ ضعیف ولی اللہ نے طریقہ لیا اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے

سلسلہ قادریہ

اُنھوں نے سیّد عبداللہ سے اُنھوں نے شیخ آدم بنوری سے اُنھوں نے شیخ احمد سرہندی سے اُنھوں نے اپنے والد شیخ عبدالاحد سے اُنھوں نے شاہ کمال سے وَاَیْضاً عَنْ شَیْخ سِکَنْدَرْ عَنْ جَدِّہٖ شَیْخ کَمَالِ الْمَذْکُوْر عَنِ السَّیِّدِ فُضَیْلٍ عَنِ السَّیِّدِ گَدَا رَحْمٰنَ عَنِ السَّیِّدِ شَمْسِ الدِّیْنِ عَارِفٍ عَنِ السَّیِّدِ گَدَا رَحْمٰنَ بْنَ اَبِی الْحَسَنِ عَنْ شَمْسِ الدِّیْنِ الصَّحْرَائِیْ عَنِ السَّیِّدِ عَقِیْلٍ عَنِ السَّیِّدِ بَہَاءِ الدِّیْنِ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنِ السَّیِّدِ شَرَفِ الدِّیْنِ قِتَالٍ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِیْہِ اِمَامِ الطَّرِیْقِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْمَخْزُوْمِیِّ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الْقُرَشِیِّ عَنْ اَبِی الْفَرَحِ الطَّرْطُوْسِیِّ عَنْ اَبِی الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الشِّبْلِیِّ بِسَنَدِہِ الْمَذْکُوْرِ ۔ اور شیخ احمد سرہندی کو شیخ سکندر سے بھی طریقہ ملا اور اُن کو اپنے دادا شیخ کمال مذکور سے اُن کو سیّد فضیل سے اُن کو سیّد گدا رحمٰن سے اُن کو سیّد شمس الدین عارف سے اُن کو سیّد گدا رحمٰن بن ابوالحسن سے اُن کو شمس الدین صحرائی سے اُن کو سیّد عقیل سے اُن کو سیّد بہاؤالدین سے اُن کو سیّد عبدالوہاب سے اُن کو سیّد شرف الدین قتال سے اُن کو سیّد عبدالرزاق سے اُن کو اپنے والد امام طریقت ابومحمد عبدالقادر جیلانیؒ سے اُن کو ابوسعید مخزومی سے ان کو ابوالحسن قرشی سے اُن کو ابوالفرج طرطوسی سے اُن کو ابوالفضل عبدالواحد تمیمی سے اُن کو

اپنے باپ شیخ عبدالعزیز تمیمی سے اُن کو ابوبکر شبلی سے اُن کو اس سند سے جو
قبل اس کے مذکور ہو چکی یعنی جنید بغدادی سے تا شاہ ولایت علی مرتضےٰ رض
ف اور شرف الدین کا لقب قتال ہوا بسبب نفس کشی کی ریاضت کے مخرم
بضم میم وتشدید رائے مہملہ مشددہ مفتوحہ بغداد کا ایک کوچہ ہے
وَاَیْضاً تَاَدَّبَ شَیْخُنَا عَبْدُ الرَّحِیْمِ عَلٰی رُوْحِ جَدِّہٖ لِاُمِّہٖ الشَّیْخِ
رَفِیْعِ الدِّیْنِ مُحَمَّدٍ وَّاَجَازَ لَہٗ قَبْلَ اَنْ یُّوْلَدَ بِسِنِیْنَ بِطَرِیْقِ خَرْقِ
الْعَادَۃِ عَنْ اَبِیْہِ قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ نَجْمِ الْحَقِّ چَائِیْلَدَہٗ عَنِ
الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ . . . ۔ اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبدالرحیم
ادب آموز ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد کی رُوح سے اور اُنھوں نے
ان کو اجازت طریقت دی اُن کے پیدا ہونے سے چند سال پہلے بطریق کرامت
کے اور شیخ رفیع الدین محمد کو اپنے والد قطب عالم سے اور اُن کو نجم الحق
چائیلدہ سے اُن کو شیخ عبدالعزیز سے جو رسالہ عزیزیہ کے مصنف ہیں
وَلَہٗ طُرُقٌ اُخْرٰی اَجَازَ لَہُ السَّیِّدُ عَظْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْبَرْ اٰبَادِیُّ
عَنْ اٰبَائِہٖ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ قَاضِیْ خَانْ یُوْسُفَ
النَّاصِحِیِّ عَنْ حَسَنِ بْنِ طَاہِرٍ عَنْ سَیِّدِ رَاجِیْ حَامِدْ شَاہْ
عَنِ الشَّیْخِ حُسَامِ الدِّیْنِ الْمَانَکْ پُوْرِیِّ عَنْ خُوَاجَہْ نُوْرِ قُطْبِ
الْعَالَمِ عَنْ اَبِیْہِ عَلَاءِ الْحَقِّ بْنِ اَسْعَدَ اللَّاہُوْرِیِّ الْبَنْگَالِیِّ
عَنْ اَخِیْ سِرَاجِ عُثْمَانَ الْاَوْدِیِّ عَنِ الشَّیْخِ نِظَامِ الدِّیْنِ
اَوْلِیَاءِ عَنِ الشَّیْخِ فَرِیْدِ الدِّیْنِ گَنْجِ شَکَرْ عَنْ خُوَاجَہْ

قُطْبُ الدِّیْنِ بَخْتِیَارَ کَاکِیْ عَنْ خُوَاجَہْ مُعِیْنِ الدِّیْنِ السَّنْجَرِیْ عَنْ
خُوَاجَہْ عُثْمَانَ ھَارُوْنِیْ عَنْ حَاجِیْ شَرِیْفِ الزَّنْدَنِیْ عَنْ خُوَاجَہْ
مَوْدُوْدُ چِشْتِیْ عَنْ اَبِیْہِ خُوَاجَہْ یُوْسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
سِمْعَانَ چِشْتِیْ عَنْ خَالِہٖ خُوَاجَہْ مُحَمَّدْ چِشْتِیْ عَنْ اَبِیْہِ
خُوَاجَہْ اَبِیْ اَحْمَدْ چِشْتِیْ عَنْ خُوَاجَہْ اَبِیْ اِسْحَاقِ الشَّامِیْ عَنْ
مَمْشَادِ عِلْوِالدِّیْنَوَرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُبَیْرَۃَ الْبَصْرِیِّ عَنْ حُذَیْفَۃَ
الْمَرْعَشِیِّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ اَدْھَمَ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ عِیَاضٍ عَنْ
عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اور شیخ عبدالرحیم کے اور بھی طرق ہیں اُن کو اجازت دی سید عظمت اللہ
اکبرآبادی نے اُن کو سند حاصل ہے اپنے باپ دادوں سے اُن کو شیخ
عبدالعزیز سے اُن کو قاضی خان یوسف ناصحی سے اُن کو حسن بن طاہر سے
اُن کو سید راجی حامد شاہ سے اُن کو شیخ حسام الدین مانک پوری سے
اُن کو خواجہ نور قطب عالم سے اُن کو اپنے والد علاؤ الحق بن السعد سے جو
اصل میں لاہوری ہیں اور مسکن میں بنگالی اُن کو اخی سراج عثمان اودھی سے
اُن کو سلطان المشائخ نظام الدینؒ اولیاء سے اُن کو شیخ فرید الدین گنج شکر سے
اُن کو خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی سے اُن کو خواجہ معین الدین سنجری یعنی
سیستانی سے اُن کو خواجہ عثمانؒ ہارونی سے اُن کو حاجی شریف زندنی سے
اُن کو خواجہ مودود چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ محمد بن سمعان چشتی سے

اُن کو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی سے ان کو خواجہ ابو اسحٰق شامی سے اُن کو ممشاد علو دینوری سے اُن کو ابو ہبیرہ بصری سے اُن کو حذیفہ مرعشی سے اُن کو ابراہیم بن ادھم سے ان کو فضیل بن عیاض سے اُن کو عبد الواحد بن زید سے اُن کو حسن بصری سے، اُن کو امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اُن کو سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ف مولانا نے فرمایا مانک پور پورب میں ایک قصبہ ہے الٰہ آباد کے قریب اور اودھ ایک شہر ہے پورب میں جس کو اب فیض آباد کہتے ہیں اور سجزی بکسر سین مہملہ وسکون جیم وزائے معجمہ منسوب ہے سجستان کی طرف جو معرّب ہے سیستان کا اور ہر چند اولیاء جمع ہے ولی کی لیکن حضرت نظام الدین رح کا اس واسطے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیائے کثیر کے مانند ہے چنانچہ قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کو اُمت فرمایا اور اس کی مثالیں بہت ہیں جیسے عبید اللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا احبار اور زندنہ ایک پرگنہ ہے بخارا کے سات پرگنوں میں سے اور ہارون قریہ ہے زندنہ سے آدھ کوس پر اور چشت شہر ہے درۂ کوہ میں واقع ہے دو منزل ہرات سے اور اب اس کو شاقلان کہتے ہیں اور مرعش ایک شہر ہے شام کے توابع سے وَتَأَدَّبَ سَيِّدِي الْوَالِدُ اَيْضًا بِحَسْبِ الْبَاطِنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ رَاٰهُ فِيْ مُبَشِّرَةٍ فَبَايَعَهٗ وَعَلَّمَهُ النَّفْيَ وَالْاِثْبَاتَ وَاَيْضًا مِنْ زَكَرِيَّا النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّهٗ عَلَّمَهٗ اِسْمَ الذَّاتِ

اور میرے والد مرشد ادب آموز طریقت کے ہوئے بحسب باطن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بایں طریق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا سو ان سے بیعت کی اور آپ نے اُن کو نفی اور اثبات کی تعلیم فرمائی اور حضرت زکریا علیہ السلام پیغمبر سے بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام ادب آموز ہوئے کہ اسم ذات کی انھوں نے تعلیم فرمائی۔ وَاَیْضًا مِّنْ رُوْحِ الْاَئِمَّۃِ الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ وَالْخَوَاجَۃِ بَھَآءِ الدِّیْنِ مُحَمَّدٍ نَقْشَبَنْدٍ وَالْخَوَاجَۃِ مُعِیْنِ الدِّیْنِ بْنِ الْحَسَنِ الْجِشْتِیِّ وَاِسْتَرَاھُمْ وَاَخَذَ مِنْھُمُ الْاِجَازَۃَ وَعَرَفَ نِسْبَۃَ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ عَلٰی حِدَتِھَا مِمَّا فَاضَ مِنْھُمْ عَلٰی قَلْبِہٖ وَکَانَ یَحْکِیْ لَنَا حِکَایَتَھَا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اور بھی والد مرشد نے فیض پایا ائمہ طریقت کی ارواح سے یعنی شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی اور خواجہ بہاؤ الدینؒ محمد نقشبند اور خواجہ معین الدینؒ بن حسن چشتی کی روح سے اور اُن کو خواب میں دیکھا اور اُن سے اجازت لی اور ہر بزرگ کی نسبت اُن سے علیحدہ علیحدہ دریافت کی جس کا فیض ہوا اُن حضرات کی طرف سے اُن کے دل پر اور حضرت والد ہم سے اُس کی حکایت بیان فرماتے تھے حق تعالیٰ اُن سے اور اُن حضرات سب سے راضی ہو۔ وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الظَّاھِرَۃُ مِنَ التَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ وَالْفِقْہِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَالْکَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ فَقَدْ تَعَلَّمْنَا مِنْ سَیِّدِیْ الْوَالِدِ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ قَرَأَ صِغَارَ الْکُتُبِ عَلٰی اَخِیْہِ اَبِی الرِّضٰی مُحَمَّدٍ وَّالْکِبَارَ مِنْھَا عَلٰی اَمِیْرِ زَاھِدِنِ الْھَرَوِیِّ صَاحِبِ الْحَوَاشِی الْمَشْھُوْرَۃِ عَنْ مِیْرْزَا فَاضِلْ عَنْ مُلَّا یُوْسُفَ الْکُوْسَجِ عَنْ مِیْرْزَا جَانْ وَغَیْرِہٖ عَنِ الْمُحَقِّقِ مُلَّا جَلَالِ الدَّوَّانِیِّ عَنْ اَبِیْہِ اَسْعَدَ وَغَیْرِہٖ عَنْ تَلَامِذَۃِ الْعَلَّامَۃِ التَّفْتَازَانِیِّ وَالْعَلَّامَۃِ السَّیِّدِ الشَّرِیْفِ الْجُرْجَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

اور علوم ظاہرہ منجملہ تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نحو اور صرف اور کلام اور اصول اور منطق کے سو اُن کو ہم نے پڑھا اپنے مرشد والد سے رضی اللہ عنہ اور والد نے چھوٹی کتابیں اپنے بھائی ابوالرضا محمدؒ سے پڑھیں اور بڑی کتابیں امیر زاہد ہرویؒ سے پڑھیں جو مصنف ہیں حواشی مشہور رسیہ کے اور امیر زاہد نے میرزا فاضل سے اُنھوں نے ملّا یوسف کوسج سے اُنھوں نے میرزا جان وغیرہ سے اُنھوں نے محقق ملّا جلال دوانی سے اُنھوں نے اپنے باپ اسعد وغیرہ سے تلامذہ علّامہ تفتازانی اور علّامہ میر سیّد شریف جرجانی سے رضی اللہ عنہم ف علامہ تفتازانی اور علامہ سیّد شریف جرجانی کی سند علما میں مشہور اور معلوم ہے لہٰذا مصنفؒ نے اُس کو نہ ذکر فرمایا۔ وَاَجَازَنِیْ مِشْکٰوۃَ الْمَصَابِیْحِ وَصَحِیْحَ الْبُخَارِیِّ وَغَیْرَہٗ مِنَ الصِّحَاحِ السِّتِّ الثِّقَۃُ الثَّبْتُ حَاجِیْ مُحَمَّدْ اَفْضَلْ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ مُحَمَّدْ سَعِیْدْ عَنْ جَدِّہٖ شَیْخِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّرْھِنْدِیِّ بِسَنَدِہٖ

الطَّوِیْلِ الْمَذْکُوْرِ فِیْ مَقَامَاتِہٖ وَھٰذَا اٰخِرُ مَا اَرَدْنَا اِیْرَادَہٗ فِیْ هٰذِهِ الرِّسَالَةِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا۔

اور مجھ کو اجازت دی مشکوٰۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل نے شیخ عبد الاحد سے اُنھوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید سے اُنھوں نے اپنے والد شیخ طریقت شیخ احمد رح سرہندی سے اُن کی سند طویل مذکور ہے اُن کے مقامات اور تصانیف میں اور یہ تمامی ہے اس مضمون کی جس کے لانے کا ہم نے اس رسالہ میں ارادہ کیا تھا اور شکر ہے حق تعالیٰ کا ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی اور ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی مترجم کہتا ہے الحمد للہ کہ اس کے حسن توفیق سے ترجمہ **قول الجمیل** کا چوبیسویں ربیع الآخر ۱۲۶۰ھ ہجری (بارہ سو ساٹھ ہجری) میں پورا ہو گیا۔ حق تعالیٰ میری بھول چوک اور کج فہمی کو برکت ارواح طیبہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے معاف کرے اور ان حضرات کے نور باطن سے میرے ظلمت کدہ دل کو نورانی فرماوے آمین اور اہل اسلام کو اس ترجمے سے فائدہ بخشے اور کج فہمی سے پناہ میں رکھے آمین ثم آمین۔

خاتمۃ الطبع

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی نَوَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَمَّا بَعْدُ یہ

کتاب فیض انتساب قول الجمیل تصنیف لطیف عارف کامل عالم فاضل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مع ترجمہ موسومہ بہ شفاء العلیل مولوی خرم علی صاحب بلہوری مرحوم اور فوائد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور حواشی مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی۔

بہ تصحیح

محقق پاکستانی حافظ محمد یوسف علی صاحب۔ عزیز الملک سلیمانی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی ۱